قطعہ در تہنیت سالگرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

الٰہی تا بدم حشر یہ گرہ نہ کھلے
گتھا ہووے یہ اقبال و بخت کا تیرے

تو روز سالگرہ اپنی موتیو نمین تلے
رسہ فلک پہ درخشندگی مین تا میزان

کہ جیسی مہر کی تابش سے کوہ برف گھلے
عروج ہو ترے اعدا کا یون تنزل مین

پہیلی خس خانہ

باندھین جسکو ناشاعر
اس مضمون سے ہو باہر

موزون ہو تب اُسکی بیت
آدے جب یہ اکھہ اور چیت

الحمد اللہ کہ انتخاب غزلیات کلیات مرزا رفیع سودا کا اہتمام سے عاصی پر معاصی غلام حیدر
ساکن ہوگلی کے مطبع اخوان الصفا مین پہلی تاریخ رجب سنہ ۱۲۶۳ ہجری قدسی
اور پندرھوین جون سنہ ۱۸۴۷ عیسوی مین دوسرے مرتبے سینتیس ۳۷ برس
بعد معدن علم و فضل جناب میجر جارج ترنبل مارشل صاحب بہادر سکرتر فورت ولیم
کالیج کے وقت مین چھاپا گیا جو کوئی بے مہر احقر غلام حیدر کے اُسکو بکتے دیکھے ہرگز مول
نلے اور جانے کہ بے شک وہ چوری کا ہی اور اگر سارق و مسروق کو عاصی کے پاس
پکڑ لاوے تو ایک جلد غزلیات کی محنت کے بدل پاوے جاننا چاہیئے کہ انتخاب مذکور مین
بہ نسبت آگے کے عاصی نے غزلین سودا کی زیادہ کی ہین اسیطرح انتخاب قصاید
مین جو کلیات سودا سے ہوا تھا قصیدے اُسکے زیادہ کئے ہین اور مرثیئے بھی اُسکے کہے
ہوئے داخل کئے ہین تا کہ انکا دیکھنا سب بھی پڑھنے والونکو معلوم ہوا اور ان دونو قسمونکو جلد اول مین
چمن مسرت کے جو تالیف کی ہوئی بندیکی ہی داخل کیا ہی حال اسکا مفصل دیباچے سے معلوم ہوگا

فایدہ کیا خط تجھے لکھہ لکھہ اگر روتا ہون نہین نامۂ اعمال دل لکھتا ہون اور دھوتا ہون نہین

سنکے یہہ کہتا ہی میرے نالۂ جانکاہ کو کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو

آگے یا قسمت جلاوے یار یا مارے ہمین اب تو کن آنکھیون لگا ہی دیکھنے بارے ہمین

❁ رباعیات ❁

ایوان عدالت مین تمھارے پاشاہ کیا ظلم کو ہی دخل غیاذاباللہ
شیشے کا جو وہان طاق سے رہتے ہی پاؤن پتھر سے نکلتی ہی صدا بسم اللہ

مومن نہین زنار سے میری آگاہ اس رشتے کو ہی سبحۂ اسلام مین راہ
اُس بت کا بر ہمن ہون کہ ہم صوفی و شیخ کہتے ہیٔن جسے دیکھہ کے اللہ اللہ

سودا ہی دُنیا تو بہر سو کب تک آوارہ ازین کوچہ بآن کو کب تک
حاصل یہی اسے نہ کہ تا دنیا ہو بالفرض ہوا یون بھی تو پھر تو کب تک

ہی فوج سے غمزہ کی ہمیشہ بیداد نت اُٹھہ ہی خراخرمن طاقت برباد
رہتا ہی یہہ حال دل کہ جیسے دہقان لٹتے ہوئے کھیت کے کرے ہی فریاد
ہی زیر فلک جتنی کہ یہہ موجودات ہر ایک کی ایکطرح کی ہی اوقات
ای شیخ کیا خوب یہہ ہمنے تحقیق شیخی و کرامات ہی بن آئے کی بات

چشم پرآب ہون مین جون آینۂ حبابی ... رکرک کے پڑگئے ہین چھاتی مین سب پھپولے

کون ایسا اب کہے ہی سودا گا ہمین اُسکے

آتجھکو لے چلین ہم دل کھول کر تو رولے

مطلعات

جب تک ہی جہانمین گل وگلزار سلامت ... یارب وہ رہے گوشۂ دستار سلامت

ہیکشان روح ہماری بھی کبھو شاد کرو ... تو نے گر بزم مین شیشہ تو ہمین یاد کرو

اس دل پہ تجھے رحم جفاکار نہین ہی ... جس دلسے دل اور کو آزار نہین ہی

مین کہتا ہون دل اپنے کو کہ ننگ ونام سے گذرے ... یہہ ہووے بات گر اُسمین تو کیا آرام سے گذرے

تبسم دیکھ تیرا کیون نہ دل بیتاب ہو جاوے ... اگر بجلی اُسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

خط مرغ نامہ بر نے تجھے کو نسا دیا ... مضمون تو نے سنکے نہ اُسکا اُڑا دیا

یار ہی بے قدر جب ہو آشنا دس بیس کا ... شکل ماہ عید کی ہووے جو پورا نیس کا

نہ پوج سنگ وگل ای شیخ اِس صدا کو مان ... مرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

دلکو تو کیا تمام ترے اُس زلفکے طرے نے
چنگال سے بلا کے مین اک جان بچالی ہی

عالم مین ترے منہہ کو سب بدر سا کہتے ہین
یہہ بھی ہی عجب سہلا کہہ کیا وہ دو فالی ہی

تقلید ہماری سے نام اُسکا رقیب اپنے
اور اد زبان مت کر یہہ اسم جلالی ہی

جب پیر مغانسے مین جا دختر رز مانگی
بولا کہ سعادت ہی پر وہ ابھی بالی ہی

گر وہ دید کو آیا تھا باغ مین گل کے
کہ بو کچھہ اور مین پائی دماغ مین گل کے

عدو بھی ہو سبب زندگی جو حق چاہے
نسیم صبح ہی روغن چراغ مین گل کے

چمن کھلے ہین پہنچ بادہ لیکے ای ساقی
گرفتہ دل مجھے مت کر فراغ مین گل کے

نہین ہی جاے ترنم بہ بوستان کہ نہین
سواے خون جگر می ایاغ مین گل کے

ظلی کا نقش قدم ڈھونڈھتا ہی یون سودا
پھرے ہی باد سحر جون سراغ مین گل کے

محرم ہو نہین تو کہہ دو مکافات کے لئے
منہہ مین خدا نے دی ہی زبان بات کے لئے

وہ رات وصل و دوستی کی یا رب نہو نصیب
بھر عمر بیٹھے روئیے جس رات کے لیے

نسیم اگر قدم دوستی بجا لاوے
یہہ مشت پر ہی قفس سے چمن کو لیجاوے

جفا و مہر جو خاطر مین اب تری اوے
وہی ہی حق مین مرے خوب جو تجھے بھاوے

سمجھکے کیجیو پیارے گلی مین اپنے خرام
مباد اپاؤن تلے دل کسیکا آجاوے

طریق عجز مین مجھہ ساتھہ جو مقابل ہو
سواے خاک نہ مجھسے کوئی بسر آوے

درخت خشک ہون اس باغ مین خدا نکرے
کہ باغبان مرے احوال سے خبر پاوے

الہی بزم بتان سے وہ شمع تن جاوے
درون ہون مین کہ کسیکا نہ دل پگھل جاوے

شیخ کعبے مین خدا کو تو عبث ڈھونڈھے ہی طالب اُسکا ہی تو ہر ایک کی گو دل جوئی

کچھ بجز داغ نہ حاصل ہوا اُسکو سودا
تخم سے دلکی زمین عشق کی جسنے بوئی

عارض پہ خط سے دمک کیا ہی نور کی یہ دود لگ رہا ہی تجلی سے طور کی
طوفان طرازئی مژۂ عاشقان نپوچھ کچھ آبرو رہی ہی نہ چشم تنور کی
پاس اب ہمارے نکہت گل کو نلا نسیم دلسے ہوس چمن کی اسیرون نے دور کی
مین نخوت بتان کو دلا تجھسے کیا کہون فرعون کھائے تھا قسم انکے غرور کی
تیری گلی کے بیچ جو خواب عدم مین ہین اُنکو طنین پشہ ہی آواز صور کی
معمار نے ازل کے فراموش کر مگر جا گہہ بنائی خانۂ دلمین سرور کی
محرم فقط تسلی کے دینے سے کیا حصول کر فکر ہو سکے تو دل ناصبور کی
توبہ چمن مین بادہ سے کی ای صبا غنچے کی تین ہر ایک صراحی جو چور کی
کم مت سمجھیو شاہ گدائے ضعیف کو وان قدر ایک سی ہی سلیمان و مور کی
سردی کو نزد شیخ زمستان دخل کیا گرمی ہی ایک ریش مین وہان سو سمور کی

سودا کو عاشقی سے رکھا چاہتا ہی باز
ناصح نصیحت اپنی سے خوبی شعور کی

یہان صورت و سیرت سے بت کو نسا خالی ہی پر راہ محبت کی دونون سے نرالی ہی
اک رنگ کے جلوے نے کھینچا ہی مرے دلکو صورت تو نہ مین سمجھا گوری ہی نہ کالی ہی
جلوہ تو خدائی کا دیکھا ہی بتون ہین مین سمجھوتی کو پھر آگے اک بات بنالی ہی
خوبونکے تئین رتبہ کیا حسن نے بخشا ہی گالی بھی جو وہ دیوین تو شعر جمالی ہی

پانی نہین دے تو اُسکو ظالم جو زخمی بے شمار ہووے
ناصح تو قسم لے ہمسے دل پر اپنا کبھو اختیار ہووے
کن زخمون مین زخم ہی کہ جب تک چھاتی کے نہ وار پار ہووے
کھینچی ہی بھنوؤن نے تیغ مکھ پر
سودا سے کبھو نثار ہووے

برہمن بتکدے کے شیخ بیت اللہ کے صدقے کہے ہین جسکو سودا وہ دل آگاہ کے صدقے
جتاوین جسقدر ہم قدر اپنی ناتوانی کی اگر کہسار وہان ہووے تو جاوے کاہ کے صدقے
نہ دے تکلیف جانے کی کسو کے دلکو میرے پر اثر سے دور رہتی ہی مین اپنی آہ کے صدقے
عجایب شغل مین تھے رات تم ای شیخ رحمت ہی مین اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے
نہین بے وجہ کوچے سے ترے اُٹھنا بگولے کا ہماری خاک بھی جاتی ہی تیری راہ کے صدقے
کبھو وہ شب بھی ای پروانہ حق باہم دکھاویگا تو بل بل شمع پر جاوے مین ہون اُسماہ کے صدقے
دکھاتی ہی تجھے کس کسطرح سودا کی نظر دنمین
جو ہو انصاف تو جاوے تو اُسکی چاہ کے صدقے

تیرے واسوخت سے خالی نہین پایا کوئی شمع بھی سن کے مری اپناہی رونا روئی
تا بمقدور کسی سے بمروت پیش آ سنگ ہی آئینۂ دل کے لئے بےروئی
حرکت جو ہی بتانکی سو اُسے الفت دل سمجھے ہی ناز حقیقت مین ہی وہ بدخوئی
پانی محسود پہ رو رو کے نکر دل حاسد لکھی قسمت کی کسو کی نہ کسو نے دھوئی
فخر پابوس پہ اپنے تو نکر ای منعم بلشم دو تو ہین تری شال ہماری لوئی
عمر ناصح نے نصیحت مین گنوائی اپنی پر مرے دل سے بتانکی نہ محبت کھوئی

دے تو بھر بھر کے تو اب پیالیان لوری گوری

تجھہ تیغ تلے کہہ تو رستم سے کہ سر دھر دے
پیارے یہہ ہمین سے ہو ہر کارے و ہر مردے

ہر دن تو مجھے اپنے کوچے سے نکالے ہی
جاؤن ہون بھلا اب مین لا دل میرا ادھر دے

معشوق کی الفت ہی بندہ کرے عاشق کو
کس گل نے خریدا ہی بلبل کیتئین زر دے

لب شمع مجالس کی فانوس مین چھپتی ہی
جو حسن ہو بازاری مت اُسکو بتہا پردے

دل کیتئین اک عالم کہتا ہی خدا کا گھر
ای عشق اِسے آتش دے ہی تو سمجھہ کر دے

پانی بھی نہ مانگ اُسے جو ہوئے تنک مایہ
کاسے کیتئین گل کے شبنم نہ کبھو بھر دے

مین داد و ستد ای دل دیکھی نہ زمانے کی
خاتم لے سلیمان سے چیونٹی کیتئین پر دے

سودا اسے کہا مین نے کل سیر گلستان مین
یہہ وقت خموشی ہی ظالم غزلے فر دے

سنتے ہی غرض اُسکے یہہ شعر پڑھا اُتے
جس شعر کا ہر مصرع آہ دل پروز دے

کھلنے تو لگا ہی دل جون غنچہ ہمارا بھی
لیکن نہ صبا تجھسے کاسہ بدم بر دے

جس دم وہ صنم سوار ہووے
تا صید حرم شکار ہووے

جو اُٹھہ نہ سکے تری گلی سے
رہنے دے کہ تا غبار ہووے

محکم تو رواق بن سکے ہی
گو عمر کہ پایدار ہووے

وہ قصر تو چاہتا نہین مین
جسمین گل و گلعذار ہووے

وسعت مرے سینے بیچ ای دہر
ٹک دے کہ شگفتہ وار ہووے

سوزن کی نہ جیب لیجو منت
یون پھٹیو کہ تار تار ہووے

شبنم سے بھرے ہی ساغر گل
گر دون تہ خراب و خوار ہووے

نامے کا جواب آنا تو معلوم ہی ای کاش　　قاصد کے بد و نیک کی مجھہ تک خبر آوے
مین بھی ہون ضعیف اسقدر ای مور کہ وہ آب　　گذرے مرے سر سے جو تری ناکمر آوے
دیتا ہی کوئی مرغ دل اُس شوخ کو سودا　　کیا قہر کیا تو نے غضب تیرے پر آوے

اب لے تو گیا ہی پر اُسے دیکھیو نادان
پل مین نہ اُڑا تا وہ اگر بال و پر آوے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے　　اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہی ضرور　　آیندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے
اتنا لکھہ آئیو مری لوح مزار پر　　یہان تک نہ ذی حیات کو کوئی خفا کرے
بلبل کو خون گل مین لٹایا کرون مجھے　　نالے کی گر چمن مین تو رخصت دیا کرے
فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان　　اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے
عالم کے بیچ پھر نہ رہے رسم عاشقی　　گر نیم لب کوئی ترے شکوے سے وا کرے
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو　　زاہد تجھے قسم ہی کہ تو ہو تو کیا کرے
تعلیم گریہ دون اگر ابر بہار کو　　جز لخت دل صدف مین نہ گوہر بندھا کرے

تنہا نہ روز ہجر ہی سودا پہ ہی ستم
پروانہ سان وصال کی ہر شب جلا کرے

ساق سیمین کو تری دیکھہ کے گوری گوری　　شرم سے شمع ہوئی جاتی ہی تھوری تھوری
نیشکر نے کہین تجھہ لب سے کیا تھا دعوی　　آج تک اُسکی جدا ہوتی ہی پوری پوری
آگیا رات مین جون دزد حنا تیرے ہاتھہ　　ورنہ جاپاؤن کو لاگا ہی تھا چوری چوری

ابر چاہے ہی سیہ مست مجھے ای ساقی

جان تو حاضر ہی اگر چاہئے — دل تجھے دینے کو جگر چاہئے
گھر سے نکلتے ہی تجھے ہر سحر — قتل کو اک پیش نظر چاہئے
عشق سے در تو وہ خاشاک کو — آگ کے شعلہ سے حذر چاہئے

نہ مجھسے کہہ کہ چمن مین بہار آئی ہی — یہہ مرغ کشتنی کب قابل رہائی ہی
نہ چھوڑ پنجۂ مژگان تو دست طفل سرشک — ابھی زمین پہ گرے ہی تو رائی کائی ہی
اثر کیا ترے دلمین مجھہ اشک نے تو کیا — تو با کے خلق کو کشتی مری ترائی ہی
ترے نکالے سے تو گھر سے کون جاتا ہی — وہی تو جائیگا پیار سے کہ جسکی آئی ہی
غرور تقوے سے کتنے تھے شیخ جی سرکش — پر اب عمامے نے گردن تنک جھکائی ہی
کرین ہین دہپہ ترے شیخ و برہمن سجدہ — بتونکی حسن و ادا تیرے گھر خدائی ہی
جہانسے کندن دل سخت کار ہی فرہاد — ہو گر نہ کوہ کنی زور آزمائی ہی
تن گداز مین دل کیون کے تین رکھا سودا
یہہ آگ پانی مین کس سحر سے چھپائی ہی

افعی کو یہہ طاقت ہی کہ اُسے بسر آوے — وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پر آوے
شیشہ نہ کہے راز مرے دکا تو ای جام — سرگوشی سے اُسکے نہ تری چشم بھر آوے
کیا ہو جو قفس تک مرے اب صحن چمن مین — دو برگ لئے گل کے نسیم سحر آوے
سب کام نکلتے ہین فلک تجھسے نہ لیکن — میر نے دل ناشاد کی امید بر آوے
جب پھونکئے ناقوس صنم خانۂ دل شیخ — کعبے کا ترے وجد مین دیوار و در آوے

کس ہستیٔ موہوم پہ نازاں ہی تو ای یار — کچھ اپنی شب و روز کی ہی تجھکو خبر بھی
تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش — رہتا ہی سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہی سحر ہونیکو ٹک تو کہین مر بھی

دل کسی سے کہ جب پلٹتا ہی — دین و دنیا سے جی اچٹتا ہی
طرۂ زلف شکل چنگل باز — مرغ دل پر مرے جھپٹتا ہی
مژہ برگشتۂ بتان کا حسن — صف آرام دل الٹتا ہی
گل ہی عاشق ترا قسم مت کہا — یون گریبان کیکا پھٹتا ہی
غنچہ سمٹے تو سمٹے ممکن ہی — دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہی
نہیں شرم اتنی کم ز بدنامی — اسقدر مجھسے کیون کھٹکتا ہی
کیا کہون اس صفاے عارض کو — وہان نگہہ کا قدم رپٹتا ہی
عشق سے تو نہیں ہون میں واقف — دل کو شعلہ سا کچھ لپٹتا ہی
خط کے آنے سے غم نہ کہا پیارے — لکہا قسمت کا کوئی مٹتا ہی
حسن و خط روز و شب سے روشن ہی — ایک بڑھتا ہی ایک گھٹتا ہی
ناصحو دل دیا ہی مین اپنا — کچھ تمہارا ابھی اسمین بٹتا ہی
رات دن آکے تم مین سے ہراک — کیون مجھے بھوت سا چمٹتا ہی
صف مژگانکے یہہ سخن ہراک — وصف برگشتگی مین رہتا ہی

ملک دل قتل کرکے سودا کا
لشکر حسن یون پلٹتا ہی

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے
یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

اس دلکی اسیری سے نہین کچھ تمہین حاصل
اک نالۂ جانکاہ سے آزاد کروگے

نہ تاب لا سکے خورشید عشق کی تب کی
نہ طاقت اب کسی مشعل کو ہی مری شب کی

کسو نے حال سے میرے کہی نہ تجھسے بات
اگر کہی بھی کسو نے تو اپنے مطلب کی

گیا نہ سر سے مرے تا ہنوز شور جنون
بہار خط کی ترے ہو گئی خزان کب کی

نشان کفر سے میری نہین علامت دین
پر اس سخن کے علی الرغم راے ہی سب کی

نہین ہی رشتۂ تسبیح صورت زنار
قسم ہی شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

ہے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھسے
باعث دشمنی ای گبر و مسلمان مجھسے

آہ و زاری سے مری شب نہین سوتا کوئی
تجھسے نالان ہو نہین اک خلق ہی نالان مجھسے

خار ہون خشک ولے آتش سوزان ہی بخت
بوجھہ کر سبز قدم کھینچے ہی دامان مجھسے

اسکی خوسے نہین محرم انھین رونے سے کام
کیا کیا چاہئے ہین دیدۂ گریان مجھسے

نہ بزور و نہ بمنت نہ بصورت نہ بشکل
لے گیا کیونکے مین حیران ہون دل و جان مجھسے

گل پھینکے ہی عالم کیطرف بلکہ ثمر بھی
ای خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہی خدا جانئے مجھہ سا تھہ وگرنہ
کافی ہی تسلی کو مری ایک نظر بھی

ای ابر قسم ہی تجھے رونے کی ہمارے
تجھہ چشم سے ٹپکا ہی کبھو لخت جگر بھی

ای نالۂ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
پایا نہ تنک دیکھنے مین روے اثر بھی

نہ پہنچے داد کو ہرگز ترے کوچے کا فریادی
کسو کی شور محشر مین کوئی آواز کیا سمجھے

نہ پوچھو مجھسے میرا حال تنگ دنیا مین جینے دو
خدا جانے مین کیا بولون کوئی غماز کیا سمجھے

کہا چاہون تھا کچھ تجھسے مین لیکن دل دھڑکتا ہی
کہ میری بات کے ڈھب تو نوای طناز کیا سمجھے

جو گذری رات میرے پر کسے معلوم ہی تجھ بن
دل پروانہ کا جز شمع کوئی راز کیا سمجھے

نہ پڑھیو یہہ غزل سودا تو ہرگز میر کے آگے
وہ ان طرزون سے کیا واقف وہ یہہ انداز کیا سمجھے

نہین ممکن اسیر دل کی کوئی فریاد کو پہنچے
صبا یہہ مشت پر اس دام سے صیاد کو پہنچے

عبث نالان ہی اس گلشن مین تو ای بلبل نادان
نہین یہہ رسم یہان کوئی کسیکی داد کو پہنچے

مین پھر کر سب طرفسے دی ہی دھونی اب در دل پر
نہ دیکھی کوئی بستی اس خراب آباد کو پہنچے

سو دجون شمع نہین گرمی بازار مجھے
ہو نہین وہ جنس کہ آتش ہوے خریدار مجھے

ہی قسم تجکو فلک دے تو جہان تک چاہے
جلوۂ حسن اُسے حسرت دیدار مجھے

تمکو معلوم ہی یارو چمن قدرت مین
عمر گذری کہ ہی گردش سے سروکار مجھے

پر مین حیران ہون کہ جون سایۂ مرغان ہوا
ایکدم بھی نکیا پھرنے پہ مختار مجھے

سوزش و داغ و الم درد چلا میرے ساتھ
ہجر تیرے نے کیا قافلہ سالار مجھے

مشت پر چھوٹ نہ تیرے ہاتھ کچھ آیا صیاد
مفت رسوا ہوا تو کر کے گرفتار مجھے

تخم گار یز محبت چمن عشق مین تھا
عوض آب دے آتش کیا گلزار مجھے

نہ پھرا ملک عدم سے کوئی یار ای سودا
جانا اب آپکی خبر لینے کو نا چار مجھے

یہہ دو راہہ جو کفر و دین کا ہی — دونون کے درمیان پڑتی ہی
منزلت شعر کی ترے سودا — یون بوہم و گمان پڑتی ہی
نہین عیسی تو پر سخن سے ترے — تن بیجان مین جان پڑتی ہی

گھڑی گھڑیالکی سن سنکے میرا جی دہلتا ہی — چلی آتی ہی دوہی رات جون جون دن یہہ ڈھلتا ہی
نہین معلوم اس سینے مین کیا جون شمع جلتا ہی — دھوان نوک زبانسے بات کرنے مین نکلتا ہی
ادا تو لیگئی دلکو پر اُسکا ناز ای محرم — بغیر از جی لئے کافر مری چھاتی سے ٹلتا ہی
برنگ شیر اشک آنکھونسے میری جو شمارے ہی — زبس ہر استخوان اب آتش غم سے پگھلتا ہی
اثر نے آہ مین ہرچند کے تاثیر نالے مین — پر آتا ہی کہ اِن دونونسے میرا جی بہلتا ہی
مرا وعدہ کی شب تا صبح اندوہ مذبذب مین — پڑا اک اک وجب سینے کے اندر دل اُچھلتا ہی
مجھے تشنیع کیون کرتا ہی ناصح یہہ جو آنکھین ہین — بس اِن خانہ خرابونسے کسوکا کچھ بھی چلتا ہی
خیال پنجۂ مژگان مین یہہ احوال ہی دلکا — کہ جیسے صید کو شاہین کا چنگل مسلتا ہی

خبر لے جلد سودا کی وگرنہ مین یہہ دیکھون ہون
سرہانے اُسکے بیٹھا ہاتھ سے تو ہاتھ ملتا ہی

مرے خون ناحق کی دیگی گواہی — شہادت کو بس ہی مری بیگناہی
کہا مین کہ لازم ہی کیا قتل میرا — لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی

کسیکا دردِ دل پیارے تمہارا ناز کیا سمجھے — جو گذرے صید کے جی پر اُسے شہباز کیا سمجھے
رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہی — پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے

دل ریزی یہہ کچھ یار ہوئی تیری ظلم سے

جلنے کو دور کر مرے سینے کے داغ سے — سوز شب فراق کو دیکھ اس چراغ سے

آغاز خط کا دیکھ کے رخسار پر ترے — شرمندہ ہو بہار چلی روے باغ سے

بے بادہ یہہ دہن بسخن آشنا نہو — جون غنچہ لب کھلے ہین تمہارے ایاغ سے

گذرا ہی تو چمن سے کہ بلبل کی اب نگاہ — آتی ہی روے گل کی طرف کس دماغ سے

سودا اُسے وہ جا ہے بہ از تخت سلطنت

اک کنج عافیت مین جو بیٹھا فراغ سے

جب نظر اُسکی آن پڑتی ہی — زندگی تب دھیان پڑتی ہی

جھیل لیتے ہین عاشق ای فرہاد — جسکے سر جیسی آن پڑتی ہی

ہی جفا سے غرض اُسے اتنی — کہ وفا امتحان پڑتی ہی

نظر ان مہوشان کی ہی ظالم — کیا غضب آن بان پڑتی ہی

قد زاہد نظر مین چلے بعد — اُتر ایسی کچھ کمان پڑتی ہی

بات اُس دلکی درد کی یارو — گفت و گو مین ندان پڑتی ہی

ایک کے منہہ سے جسگھڑی نکلی — پھر تو سو کی زبان پڑتی ہی

لیکن اتنا کوئی کہے مجھسے — کبھو اُسکے بھی کان پڑتی ہی

بے ثباتی زمانہ کی ناچار — کرنی مجکو بیان پڑتی ہی

گرم جوشی دوستان بنظر — آتش کاروان پڑتی ہی

دلسے پوچھا یہہ مین کہ عشق کی راہ — کسطرف مہربان پڑتی ہی

کہا اُسنے کہ سے ہندوستان — نے سوئے اصفہان پڑتی ہی

ہر چند وفا شیوۂ محبوب نہین ہی

دل اس سینے مین ہی یا قطرۂ سیماب ہی کیا ہی
قفس مین مرغ ہی یا ماہیٔ بے آب ہی کیا ہی

جھلک جس شوخ مین ذرہ نہو نور محبت کی
اگر خورشید ہی کیا ہی و گر مہتاب ہی کیا ہی

پہنچ ساقی کہ شیشے مین نہین مین جانتا تجھ بن
مئے گلگون ہی یا دلکا مرے خوناب ہی کیا ہی

سنا کرتے ہین نام آبرو مدت سے دنیا مین
خدا جانے خزف ہی یا در نایاب ہی کیا ہی

پڑی جب کشتیٔ دل عشق کے دریا مین خطرہ کیا
اگر گرداب ہی کیا ہی و گر غرقاب ہی کیا ہی

نظر مین انکی وہ جو دست برداران مطلب ہین
کوئی خان ہی اگر تو کیا و گر نواب ہی کیا ہی

سنے ہی شعر جب میرے تو چین ابرو ہو کہتا ہی
کیا مین عرض وہ شعر و سخن کا باب ہی کیا ہی

تجھے آزردہ دل اس بزم مین پاتا ہون ای سودا
نہین معلوم تجھسے کاوش احباب ہی کیا ہی

کچھ تازہ تعلق نہین اس دلکو الم سے
تھا طفلی مین گہوارہ مرا دامن غم سے

شربت ہی مجھے زہر غم ہجر کہ میری
گھٹتی جو بڑھی روز تو لبریز وہ سم سے

باس آتی ہی گلزار محبت سے لہو کی
زخمی ہی یہہ کسکی رگ جان خار ستم سے

بازار محبت مین نبوت کا بہا کیا
اک زن نے لیا مول نبی چند درم سے

محراب حرم سے ہمین کیا کام ہی زاہد
عاشق کے ہی سجدہ کی رگر تیغ کے خم سے

ثابت ہو مرا حق وفا روز قیامت
گر آنکھ لڑاوے نہ تو محشر کے حکم سے

ہمت پہ فلک کی نہ کبھو چشم سیہ کی
چاہا بھی تو کچھ اپنے ہی دم اور قدم سے

یہہ رنگ مین تصویر کے تیری ہی نزاکت
جب کو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے

خجلت نے کیا آب صدف کیتین سودا

عارض ترا نہ تنہا پروانے کا دل و جان — ایمان شمع کا بھی گر نور ہی تو یہہ ہی
اے دل قبول کرنا بات ان کو مہوشان کی — گر فہم عاقلان سے کچھہ دور ہی تو یہہ ہی
دیکھا نہ ای دیوانے سودا کا حال تو نے — مہر و وفا کا آنکے دستور ہی تو یہہ ہی
عالم کی اب زبان کا دکھہ کیا کہون نہین یارو — گر نیش ہی تو یہہ ہی زنبور ہی تو یہہ ہی
جس دن سے اُس گلی مین دیکھا ہی مجکو تب سے — کچھہ ذکر ہی تو یہہ ہی مذکور ہی تو یہہ ہی

ہر آن اُسے کہتا سودا ہے تو نہ ملیو
بد وضعیون مین جہان کے مشہور ہی تو یہہ ہی

چہرہ مریض لب کا ترے زرد ہی سو ہی — عیسیٰ کنے دوا نہ ہی درد ہی سو ہی
گذرا ہی کسکی خاک سے ظالم تو بے خبر — دامن کے ساتھہ ساتھہ ترے گرد ہی سو ہی
شوخی چھپے نہ حسن کی ہرگز گروے مہر — افلاک کے بھی پردے مین بے پردہ ہی سو ہی
ہر دم جو مجھسے پوچھے ہی تو کیا ہی دکھہ تجھے — کہنے کا تجھسے فایدہ بے درد ہی سو ہی
اپھرے کسو طرح سے ہمین دیکھکر فلک — نظرون مین اپنی خانۂ پر درد ہی سو ہی
تیغ و سپر بندھا کے سپاہی رقیب کو — کتنا ہی تم بناؤ وہ نامرد ہی سو ہی

سودا گلی مین یار کے گو بولتا ہی گرم
پر ہر سخن کے ساتھہ دم سرد ہی سو ہی

اِس چال کے نبھنے کا کچھہ اسلوب نہین ہی — یہہ کجروشی ہمسے فلک خوب نہین ہی
ہرگز مین تجھے چھوڑ کے یوسف کو نہ دیکھون — اِس چشم کو ہم چشمی یعقوب نہین ہی
گو سیل خرابی نے کیا گھر کو مرے صاف — صد شکر کہ اب زحمت جاروب نہین ہی

الفت مین ہماری بھی اثر چاہیے سودا

انعام نامہ بر وان ہی درجۂ شہادت تیری گلی ستمگر صحرائے کربلا ہی
نامے کا غور سے تک میرے جواب لکھنا انشا ظاہری کا باطن مین مدعا ہی
تیری سمجھ کے آگے ناقص نہین عبارت گو ہمسے حرف مطلب لکھنے مین رہ گیا ہی
احوال کی ہمارے تجکو تو کیا خبر ہی گزرے ہی جسکے جی پر سو ہی یہہ جانتا ہی
آنکہونکے گرد میری مژگانکی ہی یہہ صورت جیسے کنار دریا خس بہ کے آرہا ہی

القصہ کیا کہون مین گلشن مین زندگی کے
تجھ بن نہال سودا پاتون ہی آگا ہی

نسیم ہی ترے کوچے مین اور صبا بھی ہی ہماری خاک سے تک دیکھو کچھ رہا بھی ہی
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہی
جلے ہی شمع سے پروانہ اور مین تجھسے کہین بھی مہر ہی جگ مین کہین وفا بھی ہی
خیال اپنے مین گو ہون توانسے انجان مست کراہنے کو دلونکے کبھی سنا بھی ہی
زبان شکوہ سوا اب زمانے مین ہیہات کوئی کسی سے بہم یگر آشنا بھی ہی
ستم روا ہی اسیرون پہ اسقدر صیاد چمن چمن کہین بلبل کی اب نوا بھی ہی

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار پر مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہی

لینا جو شیشۂ دل منظور ہی تو یہہ ہی ثابت جو ہی تو یہہ ہی اور چور ہی تو یہہ ہی
اس چشم خونچکان کا احوال کیا کہون مین گر زخم ہی تو یہہ ہی ناسور ہی تو یہہ ہی
کچھ بس نہین ہی تجسے جز رو کے چپ ہو رہنا قدرت جو ہی تو یہہ ہی مقدور ہی تو یہہ ہی
گردش سے آسمانکی نزدیک ہی سب ہی کچھ ہمسے تجھے ملانا اک دور ہی تو یہہ ہی

پھرے ہی کوچہ و بازار مین تو کیون سودا
جنس دل کا بھی خریدار کہین دیکھا ہی

مری آنکھو نمین بستا ہی مجھے تو کیون رلاتا ہی — سمجھہ کر دیکھہ تو اپنا کوئی بھی گھر دباتا ہی
عیان ہی شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے — کہ جب کھولے ہی تو اُسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہی
میسر ہو اگر محراب تیری تیغ کے خم کی — طرف کعبے کے سجدہ پھر تو کس کافر کو بھاتا ہی
شب مہتاب مین جاری نین سودا کے دیکھا کر — تجھے گر چاندنی مین سیر دریا کا خوش آتا ہی

ارض و سما شفق نے لوہو مین بھر دیا ہی — یا دل کسی نے جا کر خالی کہین کیا ہی
سینہ اب اپنے دلبر کرنے لگا یہہ تنگی — از بسکہ زخم اُسکا پھلتا ہی اور سیا ہی
جون گل ہی مجھہ پہ احسان کیا ساقی ازل کا — میرے لہو سے مجکو اک جام بھر دیا ہی
کیسے کہون بتانکے مین ڈھنگ دلدہی کا — ان کافرون نے میرا دل لیکے جی لیا ہی
دل پر کبھو ہمارے تجھکو نہ رحم آیا — آئنے کو جو حیران دیکھا تو رو دیا ہی
یار و فلک جو مجکو احسان کش کرے ہی — اِس سفلے نے کبھو تو ایسا وہ کیا دیا ہی
اسکی بڑی عنایت اک دل ہی یہہ کہ جسکو — جون غنچہ سو جگہہ سے پیوند مین کیا ہی
سودا سے یہہ کہا مین کچھہ ذکر کر کسیکا — خاموشی نے تو تیری عالم کا جی لیا ہی
بولا بیان سنکر کسکی خوشی ہو تجکو — اِس غمکدے مین آکر دل کسنے خوش کیا ہی
یاد ان حال کا تو ہی ذکر نوحہ آسا — مذکور مردگان کا سننے تو مرثیا ہی

قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ مین دون بجا ہی — جیتا پھرے تو اُجرت ورنہ یہہ خون بہا ہی

گر تجھہ مین ہی وفا تو جفا کار کون ہی — دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہی

نالان ہون مدتون سے ترے سایے کے تلے — پوچھا نہ یہ کبھو پس دیوار کون ہی

ہر شب شراب خوار و ہرا کون سیاہ مست — آشفتہ زلف و لت پتی دستار کون ہی

سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
پہچانتا ہی تو یہ گنہگار کون ہی

دل لیگیا ہمارا جو کوئی طالب جان ہی — ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہی

ہر ایک کے دکھہ درد کا اب ذکر و بیان ہی — مجکو بھی ہو رخصت مرے بھی منہ مین زبان ہی

اُس عشق کے ہی تو ہی سزاوار کہ ہر ایک — دل دیکے ترے نام کا جویاے نشان ہی

جو بندہ ہر چیز ہی یا بندہ جہان مین — جز عمر گذشتہ کہ وہ ڈھونڈھو سو کہان ہی

پیری جو تو جاوے تو جوانی سے یہ کہنا — خوش رہیو میری جان تو جیدھر ہی جہان ہی

پہنچا نہ کوئی مرغ کبھو اپنے چمن تک — جز طائر حسرت کہ وہ یہان بال فشان ہی

تجھسے تو کسیطرح مرا کچھ نہین چلتا — جز خون کہ آنکھون سے شب و روز روان ہی

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو — اِس پیر کے جلویکا بھلا کوئی جوان ہی

سودا کا ترے دشت مین طفلان سے ہی یہ حال — جیدھر وہ گذر ہووے تو جون سنگ نشان ہی

ایسا تو سیاہ رو پر کار کہین دیکھا ہی — بے نمود اتنا نمودار کہین دیکھا ہی

خواہ کعبے مین تجھے خواہ مین بتخانے مین — اتنا مجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہی

دکھہ دہندا اور بھی ہین لیک کسیکے کوئی — دل سا بھی دشمن آزار کہین دیکھا ہی

نظر آتی ہی نہین شکل رہائی مجھہ سا — ساعت بد کا گرفتار کہین دیکھا ہی

ذرہ سخن کو اپنے پر کھالے آدمی سے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پر کیے

خورشید و رخ یار سے لی تجھ بہ بینوائی
رنجش وہ بروقت و ابرو سب کو صفا بتائی

بت اپنے کے مقابل صورت نہ دی دکھائی
ہو اکطرف اگر وہ اور اکطرف خدائی

کوچے سے شیخ اُسکے گذرا تو دیکھتے ہی
جز سجدہ کرتے اُسکو کچھ اور بن نہ آئی

منت تو لاکھہ کیجیے پر جو غرور وہان ہی
منت غریب اُسکے عہدے سے کب بر آئی

تا ناخن ہلال یہ عید گھستے دیکھا
تیوری کی گانٹھ اُسکو کچھ پاس آشنائی

آنکھو نمین نم ہمارے جب تک نتھا ملے تھا
رو لے نے دمبدم کے وہ بات بھی دبائی

بد بر نہو جو شکوہ ہر جا کروں ہوں تیرا
کچھ اپنی مین اسی مین مطلب کی بات پائی

کرتا ہون جانفشانی کیا کیا رقیب پر مین
لیکن نہین ہی اُسکو کچھ پاس آشنائی

تھی سرد مہری اُسکی آب حیات دلکو
جھو تجھے پتا کب سے تو کچھ آگ ہی لگائی

رکھون قدم نہ اُسکے کوچے مین گو کہ کچھ ہو
مجکو تو اُنے اپنے سر کی قسم دلائی

بندے کے حال سے تو ناصح کو کیا خبر تھی
یہہ سوتی بھیڑ آ کنے میرے لئے جگائی

منت سماجت الحاح سب کچھ کیا پر اپنی
یارو کسی طرح سے امید بر نہ آئی

اب طشت و تیغ لیکر جاتا ہون پاس اُسکے
اک بات رہ گئی ہی یہہ بخت آزمائی

وقت اخیر سودا بالین پہ اُسکے رو رو
بیٹھا ہوا کہے تھا ہر دو دست یار بہائی

مرضی اگر ہو تیری جا اُسکو ہم لے آوین
دوری نے جسکی صورت تیری یہہ کچھ بنائی

سنکر یہہ بات بولا اتنا ہمین آہ بھر کر
ہی نزع مین اذیت بیمار کو دوائی

جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہی ۔ مژدہ باد ای مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہی
خندہ زن ہیں بلبل و پروانہ میرے حال پر ۔ زعفرانی جب سے اُسکا چہرۂ گلنار ہی
کیونکے ہر سوئے چمن روؤن نہ جون ابر بہار ۔ گل کو اپنے دیکھتا ہون بلبل گلزار ہی
درد سے اپنے کرون فریاد کسکے سامنے ۔ سو روز جسکا آہ و نالہ آسمانسے پار ہی
اشک کا قطرہ تھا آنکھونسے جسکی روشناس ۔ اُسکی نیرنگ فلک سے ہر پلک خونبار ہی
کیا کہون میں حال بیخوابی کہ ظالم روز و شب ۔ اپنے چاہنے کے طالع کی طرح بیدار ہی
دیکھ کر جس مہروش کو صبح ہنگام ادا ۔ پیشکش اپنا گریبان کرنے مین لاچار ہی
صبح یون نکلے ہی وہ گھر سے کہ جون خط شعاع ۔ جیب کا بکھرا ہوا چھاتی پہ ہر اک تار ہی
دلمین جانیکا جو صحرا کی طرف رکھتا ہو عزم ۔ جانے ہی اُس سمت دیوانہ بجز کہسار ہی
گرد و پیش افتان و خیزان اُسکے خویش و اقربا ۔ کوئی کرتا ہی سماجت کوئی منت دار ہی
وہ قدم جنکو رگ گل سے بھی ہوتی تھی خلش ۔ سجدہ گاہ سنگ ہی یا بوسہ گاہ خار ہی

ساکنان شہر جب یہہ دیکھتے ہیں ماجرا
ہے اِس کو، کہمین ہی تو داسے اُس بازار ہی

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے ۔ ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے
وہ شخص بار خاطر ہرگز نہوا کسی کا ۔ جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے
جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہی ۔ جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
در سخن کے خواہان وے یار ہیں جہانمین ۔ جن مین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر مین وہ نہ لاوے رگہای ابر نیسان ۔ جو قطرہ ہای اشک مژگان تر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہی معدن ۔ ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

سودا نے تری وادی کے کہیو کھود اسے
کوار چھاتی کے ای مہربان کھول دئے

ساون کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوئے — یہہ وہ نین ہین جنسے کہ جنگل ہرے ہوئے
ای دل یہہ کسے بگڑی کہ آتی ہی فوج اشک — لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
پاماکین تری کہان نہ صف آرا ہوئین کہ وہان — افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے
آنکھونکو تیری کیونکے مین باندھون کہ یہہ غزال — جلتے ہین میرے دلکی زراعت چرے ہوئے
بوندیکے جمد ہرونسے یہہ بھرتے ہین یاد کر — لڑکے بجھہ آنسوونکے پتنگرے ہوئے
انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا — منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے
نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمین تو منع — ہین لاکہہ کوس جب ترے دلسے پرے ہوئے
مجلس مین پھو کرونگی جو حجرے سے شیخ جی — آئے تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوئے

سودا نکل نہ گھر سے کہ اب تجکو ڈھونڈتے
لڑکے پھرین ہین پتھرونسے جھولی بھرے ہوئے

جب اُن آنکھون کا غمزہ بر سر بیداد آتا ہی — قضا سے قتل عالم کے لئے استاد آتا ہی
خیال اب سے ہی یون تقویت دلکو کہ دارو کا — اثر جیسے طبیعت کے لئے امداد آتا ہی
ستایا ہی برس کر اسکو کس عاشق کی مژگان نے — کہ یون ابر سیہ کرتا ہوا فریاد آتا ہی
دہن غنچے کا جب دیکھون ہون گوش گلپہ گلشن مین — تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہی
نہین تجھہ دلکے نرمانیکا میری آہ مین جوہر — وگرنہ آب کر دینا اسے فولاد آتا ہی

عروس معنی کی تصویر کھینچ آتی ہی سودا کو
کوئی خاطر مین اُسکی مانی و بہزاد آتا ہی

تجھ طلب مین یہہ کھوا آپ کو مینے گندان　　طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے

مے پرستی ہی مری باعث آمرزش خالق　　توبہ صد قوم نے کی ہی مری میخواری سے

شکوہ ہی جور و جفا کا ترے کس کافر کو　　مجھ پہ جو گذری سو میری ہی وفاداری سے

اک کیا مین ہئن تمھارا ہون جہانمین عاشق　　جور کرنے سے ہو خوگر تو یہان باری سے

کام دل جب نئین ہو تجھسے ہمارا حاصل　　کام اپنا تو ہوا جائے ہی بیکاری سے

پہنچے گر شہر بتانمین تو پرے ای سودا

رہیو بازار محبت کی خریداری سے

جو گل ہی یہان سو اِس گل رخسار ساتھہ ہی　　کیا گل ہی وہ کہ جسکے یہہ گلزار ساتھہ ہی

خاموش عندلیب. چمن تجھسے کیا ہی بحث　　اپنا سخن تو مرغ گرفتار ساتھہ ہی

عقدہ نہ یہہ کھلا کہ مرے دل سا پہلوان　　تجھ زلف کے بندھا ہوا ایک تار ساتھہ ہی

پیغام اُس نگہہ کا کہ جسمین ہی بوئے مہر　　کیا جانئین کسیکے آخری دیدار ساتھہ ہی

سودا کے ہاتھہ کیونکے لگے وہ متاع حسن

لے نکلین جسکو گھر سے تو بازار ساتھہ ہی

جب اپنے بند قبا تم نے جان کھول دئے　　صبا نے باغ مین جا گل کے کان کھول دئے

چمن مین کسکی مدارات تھی بتا تو نسیم　　کہ صبح غنچونکے تین عطردان کھول دئے

نہین یہہ سرمۂ دنبالہ دار مژگان نے　　دلون پہ ہوکے صف آرا نشان کھول دئے

سمجھ کے باندھیو صیاد بال و پر میرے　　کہ تا کہے نہ یہہ کوئی ندان کھول دئے

نین کو موند کے سنتا تھا قصۂ عالم　　لگے جو کہنے مری داستان کھول دئے

تھے عقد غنچونکی دلمین طرف سے بلبل کی　　نسیم صبح نے آ درمیان کھول دئے

کیا چیز ہی وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی ‌ ‌ یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہی

یوسف سمجھے کچھ بیٹھے زلیخا تو کہون کیا ‌ ‌ عاشق وہ ہوئی وہان کہ جہان جائے ادب ہی

اک طرز ہووات چاہیی دلکے تو کہو نہین ‌ ‌ ہی جو حرکت جان کے غارت کا سبب ہی

تجھ بن مری نظرون مین یہہ تاریک ہی عالم ‌ ‌ ہر روز مری آنکھو نمین ساون کی سی شب ہی

تو ڑا جو مرا شیشۂ دل ہنس کے یہہ بولا ‌ ‌ مت کڑھ کہ ہر اک شیشہ گران شہر حلب ہی

دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہی لیکن ‌ ‌ جب دیکھے ہی وہ مجکو تو اک جنبش لب ہی

یعقوب ترے عہد مین یوسف کو جو روتا ‌ ‌ کہتا مین کہ یہہ فہم پیمبر سے عجب ہی

کہتے ہین جسے عشق سو وہ چیز ہی سودا
جو ذات خدا جسکا حسب اور نہ نسب ہی

بڑی بڑی یہان آن بان ہی سبکی ‌ ‌ پہ مشت خاک مین جاگہہ ندان ہی سبکی

سمجھ نہ دوستی مین زندگی خضر کا طول ‌ ‌ کہ عمر دوستی تا امتحان ہی سبکی

زبان وہی ہی کہ ہلنے مین جسکے ہو کچھ فیض ‌ ‌ وگرنہ یون حرکت مین زبان ہی سبکی

متاع دین سے مین اپنی ہون اسلئے بے فکر ‌ ‌ کہ ذات حق جو ہی وہ پاسبان ہی سبکی

جو ناز پوچھو تو دل لے ہی چھین ہر اک سے ‌ ‌ ادا جو دیکھو تو خواہان جان ہی سبکی

مآل مردم ماضی و حال و استقبال ‌ ‌ سنا تو ایک سی کچھ داستان ہی سبکی

نہ دیر و زود پہنچنے کا شکوہ کر سودا
تنور ایک فلک جسمین نان ہی سبکی

ہم ہین وارستہ محبت کی مددگاری سے ‌ ‌ سب سے آزاد ہوئے دل کی گرفتاری سے

سبب غفلت پیری ہی فقط عیش شباب ‌ ‌ خواب آور ہو سحر رات کی بیداری سے

شہرہ پایا ہی زبس تندی خوسے اُسکی — اسقدر دلمین خلائق کے خطر اُسکا ہی
چشم پر آب سے سودا کی نہ ٹپکا کبھو اشک — صورت آئینہ کچھ دیدۂ تر اُسکا ہی
اُسسے اب فایدہ کیا ہی کہ زمانسے تیری — شام اسکا ہی گلہ شکوہ سحر اُسکا ہی
حال جو اب ہی یہہ تیرا نہین اسکی تقصیر — تخم بویا تھا جو تونے یہہ ثمر اُسکا ہی

ابکے بھی دن بہار کے یون ہین چلے گئے — پھر پھر گل آ چکے پہ سجن تم بھلے گئے
پوچھے ہی پھول وپھل کی خبر اتو عندلیب — توتے جھڑتے خزان ہوے پھولے پھلے گئے
دلخواہ کب کسیکو زمانے نے کچھ دیا — جنکو دیا کچھ اُس مین سے دے کچھ نہ لے گئے
ای شمع دل گداز کسیکا نہو کہ شب — پروانہ داغ تجھسے ہوا ہم جلے گئے

سودا کوئی بھی دیوے ہی انسان دل اُنکے ہاتھہ
لاکھون ہین دل قدم تلے جنکے لے گئے

مارے کو تیری زلف کے لاکھون جتن کئے — لیکن ڈسا ہو کالے نے جسکو سو کیا جئے
تہمت ہمارے خون کی جراح کو نہ دے — ہی یطرح یہہ زخم کہو اُسکو مت سئے
صداگانہ کاروان ترے نالے سے ای جرس — ہمنے تو ابسے قافلے لاکھون جلا دئے
اُڑتے اب اس چمن سے کہ موج نسیم نے — خاشاک آشیان کے مرے سب بہا دئے
آخر اُڑا دیگی زرگل مفت مین صبا — ای غنچہ فکر جمع سے مت خون دل پئے

سودا جہان مین آکے کوئی کچھ نہ لیگیا
جاتا ہون ایک مین دلِ پر آرزو لئے

صورت مین تو کہتا نہین ایسا کوئی کب ہی — اک دھج ہی کہ وہ قہر ہی آفت ہی غضب ہی

بس اب ستم سے وا گذر اے یار تا کجا
اعمال دل مریض کی مکافات ہو گئی

پیغام بر نے دیر لگائی تو ہی ولے
دھڑکے ہی دل کو یہ نہ کہیے رات ہو گئی

مستی سے اُس نگاہ کی لے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

مانا ترا ہر ایک سے ملنا کیا بیان کروں
عالم سے مجھکو ترک ملاقات ہو گئی

یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظروں میں سو طرح کی حکایات ہو گئی

بولا کہ دیکھو وہ تو ستاوے نہ بے سبب
کیا جانیئے کہ تجھسے ہی کیا بات ہو گئی

تیری اُن الفتوں کے زمانے کدھر گئے
کیا جانیئے کہاں ہیں نجانے کدھر گئے

ہی مدتوں سے خانۂ زنجیر بے صدا
معلوم ہی نہیں کہ دوانے کدھر گئے

ہمسے لالچ پہ ارادہ کچھ اگر اُسکا ہی
گھر میں جو کچھ ہی غنیمت اپنے یہہ گھر اُسکا ہی

آگے کیا چیز رہی جسکو بتاؤں ہیہات
نہیں معلوم جو منظور نظر اسکا ہی

جان تک چاہے اگر وہ تو ہی بندہ حاضر
دل اُسے دیوے جو کوئی تو جگر اُسکا ہی

کیا مزاج اُسکا بتاؤں کہ عجب آتش ہی
شعلۂ طور بھی شاید کہ شرر اُسکا ہی

حسن سے اُسکے ہی ان دونوں کو دن رات کا فرق
شمس ہم چشم نہ اُسکا نہ قمر اسکا ہی

کیا ہی نجمہ حسن کو تیر نگہہ بد سے خطر
داغ اس دل پہ جو ہی سینہ سپر اسکا ہی

مہمان خانۂ آفت ہی جسے کہتے ہیں دل
حلقہ جس چشم کا دیکھا سو وہ در اسکا ہی

میں نہ کہتا تھا دلا اُسسے نہ لگ چلتا تو
بات جو سود کی مانے نہ ضرر اسکا ہی

ہر کسی کا نہ پڑے کوچے میں ایسے کے قدم
جو دم تیغ پہ چلتا ہو گذر اسکا ہی

اندوہ و درد و غم نے کیا عزم جب ادھر ہمکو عدم سے قافلہ سالار کر چلے
سودا نے اپنے خون کی دیت تمسے اک نگاہ چاہی تو اتنی بات سے انکار کر چلے

پیارے خدا کے واسطے ٹک اپنے دل کے بیچ
انصاف تو کرو یہہ کسے مار کر چلے

سودا کی مرے جب کو تدبیر نظر آئی شمشیر کے جوہر کی زنجیر نظر آئی
مقتل پہ مرے آکر انصاف لگا کہنے تقصیر تھے یہان آگے تعزیر نظر آئی
نامے کا جواب اپنے آتے نہ کبھو دیکھا قاصد ہی کی گلیون مین تشہیر نظر آئی
کرتے ہو مداوا اب بیمار غم اپنے کا جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئی
دل پھیر نہین سکتی تجھسے وہ دعا ہرگز جسے کہ ہمین پھرتے تقدیر نظر آئی
ہی گردش چشم اُسکی حلقہ در محشر کا موج خط پیشانی زنجیر نظر آئی
اِس باغ مین اک گل کو خندان جو کہین دیکھا سو غنچے کی وہان صورت دلگیر نظر آئی
کی عمر عبث ضایع خدمت مین مہوس کی خاک اپنی ہی جب چھانی اکسیر نظر آئی
دیکھی نہ بنا ہمنے وہ قصر فریدون کی جو اپنے خرابے کی تعمیر نظر آئی
صنعت کے مصور نے کھولا جو مرقع کو ایک اسمین نہ تیری سی تصویر نظر آئی

اُس زلف کو جب دیکھا مین ہاتھہ مین سودا کے
بکھرے ہوئے ہاتھی کی زنجیر نظر آئی

جھڑتی کی تو مدتو نسے ساوات ہو گئی گالی کبھو نہ دی تھی سو اب بات ہو گئی
باقی ہی مار کھانی اب آگے سو آج کل سن لوگے تم اُسے بھی کہ اوقات ہو گئی
ہاتھو مین چھوڑنے کا نہین اسکو ناصحا ہونی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی

گر آتش گل کا چمنستان جہان مین ای باد سحر تیرے بغیر مان ہی شعلہ
سو اسکا بھی سینہ ہی وہ آتشکدہ جسمین
محکوم دم سرد کا ہر آن ہی شعلہ

❁ ردیف یا ❁

ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے صنم رکھتے ہین جسکو دیکھہ کر اللہ یاد آوے
پیام ابتو دیا ہی نامہ بر کو آگے یا قسمت دو چار اُسسے ہووے پر خدا بھولے خواہ یاد آوے
نہ پیوے چشمۂ آب بقا پر تشنہ لب پانی زنخدان ان کا کیکے گر اُسے وہان چاہ یاد آوے
لگے کسطرح جی فردوس مین تجھہ بن کہ یہہ جہرہ خدائی محو ہو خاطر سے جسدم آہ یاد آوے
برہمن آکے گر دیکھے ترے روئے مخطط کو تو پوتھی بھول کر اُسکو کلام اللہ یاد آوے
اگر کیسا ہی کوئی مہروش چت چڑھ رہا ہووے جہان تاریک ہو نظرون مین گروہ ماہ یاد آوے
فراموش اب کرے سودا نہ کیونکر شعر کہنے کو
کہ جو شخص آپ کو بھی گاہ بھولے گاہ یاد آوے

غنچے سے مسکرا کے اُسے زار کر چلے نرگس کو آنکھہ مار کے بیمار کر چلے
پھرتے ہو باغ سے تو پکارے ہی عندلیب صبح بہار گل پہ شب تار کر چلے
اُٹھتے ہوئے جو دیر سے لی مدرسے کی راہ تسبیح شیخ شہر کی زنار کر چلے
آئے جو بزم مین تو اُٹھا چہرے سے نقاب پروانے ہی کو شمع سے بیزار کر چلے
آزاد کرتے تم ہمین قید حیات سے اسکے عوض جو دلکو گرفتار کر چلے
اُٹھہ کر ہمارے پاس سے گھر تک رقیب کے پہنچیگا وہ کوئی جو ہمین مار کر چلے
لو خوش رہو گھر اپنے مین جس شکل سے ہو تم دو چار نالے ہم بلبل و پرواز کر چلے

یہہ تکمے کی ہی جھلک یار کے گریبان پر — کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہی شعلہ

بتا نکا عشق بھی سودا ہی شعبدہ باز
کہ دلکی سوخت کو اسکے ہنر مین ہی شعلہ

شیخ تو کعبے کو پہنچے ہی کرامات کی راه — ہم دلکو جو پہنچا سو خرابات کی راه
ہرگز اُس بت مین نہین وعدہ وفائی یارب — تکتے رو رہی ہی مرے قبلۂ حاجات کی راه
زلف کے پھرنے سے دل چاہ ذقن مین ڈوبا — اسلئے کہتے ہین چانی ہی بڑی رات کی راه
چھوٹ نکلے ہین مری پشت قدم سے سرخار — آہ پیدا نہوئی اس پہ ملاقات کی راه
ایدل اُسکے تو نہو بات نکرنے سے ملول — وہ دہن تنگ ہی اتنا کہ نہین بات کی راه
ناصحو دل تو گھر آئے پہ دیا ہین اُسکو — پر نہ سمجھو زرہ عشق مدارات کی راه
کس صنم سے یہہ بھلایا ہی طریق دین کو — اپنی زاہد نے فراموش کی اوقات کی راه

باز آ پھرنے سے تو کوئے بتان کے سودا
جب نہ تب چلتے مین دیکھا تجھے آفات کی راه

تجھہ حسن کا یون سمجھو مری جان ہی شعلہ — جیسے کہ ہر اک گبر کا ایمان ہی شعلہ
جانتا ہون سرا اٹھہ مین شانے کے اُسے دیکھہ — اپنے تو لئے زلف پریشان ہی شعلہ
کون اُٹھہ گیا جانسوختہ مجلس سے کہ ہر شب — لگ لگ کے گلے شمع کے گریبان ہی شعلہ
شعلہ کا یہہ احوال ہی تجھہ حسن کے آگے — تصویر کی جون شمع کا حیران ہی شعلہ
دہکین ہین تب عشق سے جسطرح مرے عضو — مین کیا کہون گویا بہ نیستان ہی شعلہ
ہی زیست کا اپنے تو سبب داغ ہی اے شمع — جون زندگی تیری کا نگہبان ہی شعلہ
رعد اُسکو نہ سمجھو کبھو خوسے کسیکی — اکثر بفلک برق کا نالان ہی شعلہ

عاشقونکا گر و حسن بتان ہی شیشہ

ہی زلف مین دل میرا مت کھینچیو تو شانہ
زنجیر نہ کہان جاوے ہی سخت یہہ دیوانہ

مین تجھسے نہ کہتا تھا مت گھرسے تو نکلا کر
اب شور قیامت نے گھیرا ہی درخانہ

ای آتش گل تو ہی کر خس کو مرے اپنا
ہرچند مین گلشن مین ہون سبزۂ بیگانہ

کعبے کی زیارت کو ای شیخ مین پہنچونگا
مستی سے مجھے بھولی جس دن رہ میخانہ

تنہا نہ ہمارا ہی مضحک ہی تو ای زاہد
گپڑی تری داڑھی پر ہنستا ہی سدا شانہ

در خلق کا مین منہہ پر باندھا ہی حباب آسا
تا دم ہی نکھولونگا ہر گز رہ کاشانہ

ہرچند کہ سب عاشق مضبوط جوالے ہیں
اٹھتاہی دھوان جس سے سوداہی شومستانہ

لتی مری اُٹھہ گیا ساقی مرا بھی بھر ہو پیمانہ
الٰہی کسطرح دیکھونمین کن آنکھونسے میخانہ

بناہی اُٹھہ گئی یار وغزل کے خوب کہنے کی
گیامضمون دنیاسے رہا سو وا سو مستانہ

کہان وہ نور کا شمس و قمر مین ہی شعلہ
جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہی شعلہ

نظر کرو وہ بنا گوش گوشوار و نمین
کہ بحر حسن کے ہراک گھر مین ہی شعلہ

غضب جوذرہ دل اُسکے مین ہو توکم مت جان
کہ سنگ مین ہی شرر اور شرر مین ہی شعلہ

شررسے کم نہیں آتاہی گرم قطرۂ اشک
یہہ عاشقونکی مگر چشم تر مین ہی شعلہ

سلوم عشق کی تاثیر نے جلا مارا
ترے بھی ای نفس سرد اثر مین ہی شعلہ

سراتماش مین یار و اُس آتشین خو کی
یہہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہی شعلہ

مزے تو نالے کی تکلیف ہمصفیر مجھے
کہ نالہ یہان نہیں اِس مثبت پرمین ہی شعلہ

اِس دلکو شفا کیونکر تجھہ عشق کی تپ ملنے ہو   آزار کو ہے اتنا بیمار سو یہہ تحفہ
ہر دم کے تفحص سے لائے ہیں بجان مجکو   غم اپنے کی وہ صورت غمخوار سو یہہ تحفہ
صبر و دل و دین طاقت دیکھا اُسے اور سر کے   ہیں جگ مین رفیق اپنے دو چار سو یہہ تحفہ
اب شیخ کی سبح دھیج پر کیونکر نہ ہنسین رندان   داڑھی ہی سو وہ نادر دستار سو یہہ تحفہ

سن نظم کو سودا کی منہہ پھیر لگا کہنے
آفاق مین وہ شہرہ اشعار سو یہہ تحفہ

حسن سے اُسکے اُسے وے ہی خبر آئینہ   دربلی جان ہمارے ہی مگر آئینہ
عشق سے صاف دلونکو نہین تازی نسبت   رہہ تہا سنگ مین پہلوئے شرر آئینہ
منعکس جب سے ہی خورشید سے منہہ کا تیرے   سمجھے ہی آپ کو ہم چشم قمر آئینہ
پانی بھر آوے ہی آگے ترے اسکے منہہ مین   دیکھے ہی مجھکو بہ انداز دگر آئینہ
عکس پڑتا ہی ترے سیب ذقن کا اُسمین   حسن کے باغ سے پاتا ہی ثمر آئینہ

خود نمائی پہ سدا اہل جہانکی سودا
دیدہ پر آب ہو کرتا ہی نظر آئینہ

میکدے ہی مین نہ ای بادہ کشان ہی شیشہ   ہمنے جس سنگ مین دیکھا تو نہان ہی شیشہ
می پیا کر جو ترقی ہو تری بخشش مین   تیغ ہمت کے تئین سنگ فسان ہی شیشہ
دیکھہ کر بزم مین یارونکی نشست و برخاست   شور قلقل نہین لبریز فغان ہی شیشہ
چشم نمناک و دل پر مین رکھون ہون تجھسے   جام کید ھر ہی مرے پاس کہان ہی شیشہ
آ کے ساقی نہ ستا مجھکو تو اُدھر ہی براہ   خاغر عیش ہو جید ھر کو تہان ہی شیشہ

بادہ پینے نہین محبوب سوا ہم سودا

یون چاہیے اُنھین ہی. جنھین عزم سلطنت — یا زیر پا سمند ہو یا سر علم کے ساتھ
مردانہ تجلی وحدت ہو اور دیکھ — نور چراغ دیر ہی شمع حرم کے ساتھ
لے ہی چلے ہو دلکو تو خاطر مین یہہ رہے — اِکوقت مین ملا تھا یہہ ناز و نعم کے ساتھ
ہی تخم دل زمین محبت مین نک سلوک — ابر مژہ ضرور ہی کشت الم کے ساتھ

سودا غلام لطف و محبت ہی ورنہ یہان
کنے اُسے خریدا ہی دام و درم کے ساتھ

مجھسے یہ لئے پھرنا تلوار بہت تحفہ — مقتول کے قتل او پر اصرار بہت تحفہ
بیمار کو تجھہ غم کے دینی تھی دوا کوئی — کیا کہئے غرض تجھے وہ غمخوار بہت تحفہ
دیکھے سے شفا جنکے ہوتی ہی مریضونکو — رہتا ہی اُن انکھیونکا بیمار بہت تحفہ
احوال مرا کہہ کہہ مغرور کیا اُسکو — اغیار تو تھے ہی تجے پر یار بہت تحفہ
دل معنی رنگین سے لبریز ہی سوداکا — اُس غنچہ مین پھولی ہی گلزار بہت تحفہ
وہ شوخ کہ لب جسکے ہین تشنۂ خون ناحق — بوسے کی طلب اُس سے ہربار بہت تحفہ
سودا سے کہا مین نے کچھ ہم تجھے سمجھے تھے — پر تو تو نظر آیا اے یار بہت تحفہ
راز اپنے چھپا ہمسے غماز سے کہہ دینے — اخفا تو عجب تھا ہی اظہار بہت تحفہ
معقول ہین یہہ باتین ہو جس مین لہو کی بو — ہی زندگی اپنی سے بیزار بہت تحفہ

سنکر یہہ سخن مجھسے بولا متبسم ہو
دیوانے تو ہم تجھے ہی ہشیار بہت تحفہ

جب خوش ہو تو دے گالی اک یار سو یہہ تحفہ — رنجش تو کہون کس سے ہی پیار جو یہہ تحفہ
چپ ہو تو بدی دلمین بولے تو زبان او پر — خاموشی بہی وہ خوبی گفتار سو یہہ تحفہ

دل کو چاہا کہ میں خالی کروں مانند شباب
ہو گئی جان ہوا اک نفس سرد کے ساتھ

بارہا دلکو میں سمجھا کے کہا کیا کیا کچھ
نہ مری سنکے مرا مجھسے کھوا کیا کیا کچھ

غیرت و آبرو و حرمت و دین و ایمان
روؤں کس کسکو میں یارو کہ گیا کیا کیا کچھ

صبر و آرام کہوں یا کہ میں اب ہوش و حواس
ہو گیا اسکی جدائی میں جدا کیا کیا کچھ

عشق کس ذاتکا عقرب ہی کہ لگتے ہی نیش
دلکے ساتھ آنکھونسے پانی ہو بہا کیا کیا کچھ

خاکدروئی نے تو کھویا دل و دین سے دیکھیں
خط کے آنے میں ہی قسمت کا لکھا کیا کیا کچھ

داغ کیا راہ محبت میں نکونامی کا
آیا اس کو جنہیں جو اُنے سنا کیا کیا کچھ

غرض مت ہو جو زمانے سے تری بن آئی
تھا وہ کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ

شادی آنیکی نکر یا رنہ جانیکا غم
آیا کیا کیا نہ کچھ اس جا نہ گیا کیا کیا کچھ

سینہ قانون و غنا نالہ و دل ہی مضراب
نکلے ہی ساز محبت سے صدا کیا کیا کچھ

دوستو حق میں ترقی و تنزل اپنے
کیا کہیں ہم کہ زمانے سے ہوا کیا کیا کچھ

ضعف و ناطاقتی و سستئی اعضا ہردم
اک گھٹنے میں جوانیکے بڑھا کیا کیا کچھ

سیر کی قدرت خالق کی بتانیں سودا
مشت بھر خاک میں جلوہ ہی بھرا کیا کیا کچھ

شیشی تھی جام کی سو گئی جام جم کے ساتھ
وابستہ ہی طلسم جہان اپنے دم کے ساتھ

اکٹھا ہوا نہ قافلہ دنیا میں اس سوا
جو یہاں سے اٹھ چلا سو گیا درد و غم کے ساتھ

کیا ربط خرمی سے کہ مانند طفل اشک
پائی ہی پرورش مرے دل نے الم کے ساتھ

ہی مردہ کوئی کہ جو اس بزم سے گیا
مانند شمع سر بھی لگا کر قدم کے ساتھ

صبر کیا کشت کو برس کے ظالم کی تو   ٹک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ
خانۂ مشرب کی دیکھہ تازہ بنا کو مری   کہتے ہین نت ساکن دیر و حرم واہ واہ
سبزۂ خط کے ترے وصف مین مجھہ نطق کو   سنکے کہے طوطئی باغ ارم واہ واہ
کہنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح
اُسپہ زمین سے ہو تا لوح و قلم واہ واہ

آپہنچ ساقی کہ پھر ایام کب آتے ہین یہہ   فصل گل کے کچھ گئے دن کچھ چلے جاتے ہین یہہ
اسقدر بانکے ہین ای ظالم تری پگڑی کے پیچ   دل مرا آنکا ہی زلفون پیچ بل کہاتے ہین یہہ
کیونکے غمازون سے سمجھون آہ یون کہدینگے پھر   منہہ لگاتے تم نہین اور ون پہ جھنجھلاتے ہین یہہ
دل تو ہی آفت طالب پر کور ہو جاوین یہہ چشم   جو بلا ملتی ہی اُنسے اُسکو دکھلاتے ہین یہہ
غیرت عشق آکے ای سودا تو ہر وانے سنے سنیکھہ
شمع سے اپنا بھی ملنا دیکھہ جل جاتے ہین یہہ

یہان نہ ذرہ ہی. جھمکتا ہی فقط گرد کے ساتھہ   جلوہ گر نور ہی خورشید کا ہر فرد کے ساتھہ
زخم کیطرح زمانے مین تو کاٹے اپنی عمر   خندہ یا گریہ جو کچھ ہووے سو تک درد کے ساتھہ
قدر نہین دولت بے سعی کی تجھکو ورنہ   زر کو نسبت نہین عاشق کے رخ زرد کے ساتھہ
تیغ چوبی سے کہان قبضۂ فولاد نصب   نر سے صاحب جوہر کسی نامرد کے ساتھہ
ہم کہاتے ہین ترے بندۂ بے زر پیارے   گل نے بلبل کو خریدا ہی زر ورد کے ساتھہ
کسطرح خانۂ گردون کی بنا ہو دلچسپ   ہنے اس بیت کے اک ہم ہین سو آورد کے ساتھہ
اس دو دل کو ہو یکجا بساط دوران   چوٹ کھاتی نہین وہ نرد جو ہو نرد کے ساتھہ
صبحدم آج چمن مین بلاب جو سودا   بیٹھا اک شعر یہہ پڑھتا تھا نہایت درد کے

ہر آن آ مجھی کو سناتے ہو ناصحو   سمجھا کے تم اُسے بھی تو اکبار کچھ کہو
ای ساکنانِ کنج قفس صبح کو صبا   سنتے ہیں جائیگی سوئے گلزار کچھ کہو
سودا موافقت کا سبب جانتا ہی یار   سمجھیں مخالف آسکو کچھ اغیار کچھ کہو

عالم کی گفت وگو سے تو آتی ہی بوے خون
بندہ ہی اک نگہ کا گنہگار کچھ کہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو   ہواے ابر ہو ساقی ہو اور دریا ہو
روا ہی کہہ تو بھلا ای سپہر نا انصاف   ریاے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو
بھرا ہی اسقدر ای ابر دل ہمارا ابھی   کہ ایک لہر مین روے زمین دریا ہو

جو مہربان ہیں سودا کو مغتنم جانین
سپاہی زادون سے ملتا ہی دیکھیے کیا ہو

نہ پوچھو قتل کرنے مین کسو سے بیر ہی اُسکو   چلے تلوار تو آب روانکی سیر ہی اُسکو
یہ عاشق پیشہ عہد اُسکی مین سمجھیں قدر ناصحکی   نصیحت کرنے سے منظور سب کی خیر ہی اُسکو
شکار انداز انسا نگاہی وہ کب جاے صحرا مین   سواے مرغ دل کب میل وحش وطیر ہی اُسکو
سبب آرام دل میرے کا ہی بے الفتی اُسکی   نہ اپنے سے محبت ہی نہ مہر غیر ہی اُسکو

کیا برگشتہ دین سودا کو کس کافر کی مژگان نے
کہ ہر یہ چشم کا اب خاک راہ دیر ہی اُسکو

❁ ردیف ہ ❁

غیر پہ نت ہی کرم ہم پہ ستم واہ واہ   دیکھ لیا بس تمھین ہمنے صنم واہ واہ
مہر کرے یا جفا جسمین ہو اُسکی رضا   اُسکی رضا مین سدا گذرے جو دم واہ واہ

مت دیر و حرم کے تو سمجھ مسجد مین کچھ فرق　　پتھر ہی کا جب تو بنا آیا تو کہین ہو

سودا کے خیالات مین جھمکے ہی خدائی
جو اپنے تخیل مین یہہ چاہے سو وہین ہو

اِس دل کو دیکے لون دو جہان یہہ کبھو نہو　　سودا تو ہووے تب نہ کہ جب اِسمین تو نہو

آئینۂ وجود و عدم مین اگر ترا　　رو در میان نہو تو کہین ہمکو رو نہو

تار نگاہ و سوزن مژگان یار بن　　اپنا جو دل پھٹے تو کسی سے رفو نہو

جھگڑا تو حسن و عشق کا چکتا ہی پل کے بیچ　　گر محکمے مین قاضی کے تو رو برو نہو

طرّے کی کھل گئی ہی گرہ نہ ورنہ ای نسیم　　شور دماغ مرغ چمن گل کی بو نہو

گذری سو گذری اہل زمین اوپر ای فلک　　آیندہ یہان زانک تو کوئی خو برو نہو

دل ایک مجھسے برق کے شعلے کو دیجئے　　پر ہی یہہ ڈر کہ اُسکی بھی ایسی ہی خو نہو

گل کی نہ تخم مرغ چمن کر سکے تلاش　　ہم تام فطر تونسلے تری جستجو نہو

سودا بدل کے قافیہ تو اِس غزل کو کہہ
ای بے ادب تو درد سے بس دو بدو نہو

تجھہ بن تو دو جہانسے کچھ اپنے تئین نہو　　ہو وہ بن نہ ہم کہین کے اگر تو کہین نہو

آزردہ خاطر و نکی جو آنکھونسے نم چنے　　پیارے تمہارے ہاتھ کی وہ آستین نہو

دلدار اُسکو خواہ دل آزار کچھ کہو　　سنتا نہین کسیکی مرا یار کچھ کہو

غمزہ ادا نگاہ تبسم ہی دل کا مول　　تم بھی اگر ہو اِسکے خریدار کچھ کہو

شیرین نے لو ہکن سے منگائی تھی جوے شیر　　گر امتحان ہی اُسسے بھی دشوار کچھ کہو

خرمن برق زدہ کا ہون وہ دانہ کہ مجھے — نہ کوئی مرغ چگے نے کوئی بووے مجھکو
خشک رکھے ہی کبھو چشم جو تجھ بن دامن — آستین چاہتی ہی خون سے بھگووے مجھکو
کچھ کہین گو کہ مخالف مرے حق مین سودا — وہ نہ سمجھے وہ مجھے کہتے ہین جو وے مجھکو
ہون گریبان دل یار مین الفت کا گل — داغ نہین دامن عصمت پہ جو دھووے مجھکو

بس ہو تو رکھون آنکھو نمین اُس آفت جان کو — اور دیکھنے دون مین نہ زمین کو نہ زمان کو
جب عزم کرون گھر سے کوئے دوست کا یارو — دشمن ہی مرا وہ جو کہے یہہ کہ کہان کو
موجب مری رنجش کا جو پوچھے ہی تو یہہ جان — موندونگا نہ پھر کھولکے جون غنچہ دہان کو
ابرو نے مژہ نے نگہہ یار نے یارو — بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو سنان کو
اسرار خرابات سے واقف ہو جو زاہد — کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
یہہ رسم نہین تازہ کچھ ای شیخ جہانمین — جاگہہ حرم دل مین جو مین دی ہی بتان کو
ناصح یہہ مجھے راست کہے تھا کہ بجز داغ — کیا لیویگا دل دیکے تو ان لالہ رخان کو

دل کسکے دم تیغ کا پیاسا ہی کہ سودا
بسمل کی طرح تڑپھے ہی دیکھ آب روان کو

خواہی رہ صد سالہ ہو تو خواہ یہین ہو — نزدیک بدل ہی تو مری جان کہین ہو
دم مارنا پھبتا ہی اُسے عشق مین تیرے — جسکا دم اول نفس باز پسین ہو
تن چھوڑکے گذرون ترے کوچہ سے کہ غیرت — یہہ چاہے نہ وہان نقش قدم خاک نشین ہو
تک مقتل عشاق پہ انداز تبسم — تا زخم شہیدونکے جگر کا نمکین ہو
نامات ہی یہہ وضع سے اپنی دل عالم — آئینے کو منہ کیجیے تو وہ چین بجبین ہو

جنس دل کتنی ہی ناکارہ ہے بازار بتان
ایک بوسے لون تو بولو دوسرا کس کام کو

کیا کرون پاکیزگی کا شمع کے اُسکے بیان
بھیجون ہون خوناب دل سے دھوکے مین پیغام کو

یہہ شفق مت سمجھیو یارو خدا جانے فلک
پونچھے ہی دامن سے کسکے تیغ خون آشام کو

پھر کہین دل دینے کی ہمنے تو کھائی ہی قسم
دل جو دیتا ہی کوئی تو جان کے آرام کو

گو کے توبہ ناصحا سودا مصلی کل ہوا
آج پھر لے ہی مصلا رکھ گرو دو جام کو

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو
اختر پڑے جھانکے ہین فلک پر سے زمین کو

اک صید مرے دلکا ہی بس باندھ تو فتراک
ہر صید کے مت خون سے بھر دامن زین کو

آتا ہی تو آ شوخ کہ مین روک رہا ہون
مانند حباب اپنے دم باز پسین کو

دیتی ہی نہین چین بدی اپنے گمان کی
ساتھ اُسکے مین جاتا ہون کوئی جاے کہین کو

ہرگز پیچان رو سیہی اُسکو نہوتی
لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو

جون دانہ سمجھ موزد ابر کرم حق
زاہد در بتخانہ کے ہر خاک نشین کو

اک گل کا چمن مین شنوا گوش نہین ہی
دے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو

راہب ہی پھر بتکدہ مطعون مرے باعث
تلقین نکر ای شیخ تو اپنے مجھے دین کو

مطلب کی مرے عرض پہ یکبار بھی سودا
ہان سے نہ پھر آیا کبھو اُس لب نمکین کو

بادشاہت دو جہانکی بھی جو ہووے مجھکو
تیرے کوچے کی گدائی سے نہ کھووے مجھکو

آنکھ پھر اسکو ہی نظارۂ خوبانکی تلاش
کہین یہہ دیدۂ تر رون ہون نہ ڈبووے مجھکو

کی مین جب عرض تمنا تو یہہ بولا ظالم
پھر کہے مجھسے جو یہہ بات تو رووے مجھکو

خجل ایسا ہوا کہ اپنے نیئں   قطرۂ آب بن دریا ہی ڈبو
سچ ہی یارو اثر ہو صحبت کا   ایک جاگہ جو مل کے بیٹھین دو
گل جو اس بیو فا تلک پہنچا   گل نے پیدا کی ویسی ہی خوبو

اب تو دل دے چکا اُسے سودا
آگے قسمت ہی ہونی ہو سو ہو

خط اُس کا سادہ رو جو کہ پرستارونسے مت پوچھو
عزیزو کفر مجھہ کا فرکا دیندارونسے مت پوچھو
نہ استفسار کیجے ہمسے اُس لب کی حلاوت کو
شکر کا ذایقہ خون جگر خوارونسے مت پوچھو
ہمین گر نالۂ کنج قفس کہئے تو آتا ہی
چمن کے زمزمین کرنا گرفتارونسے مت پوچھو
طابگار نشان ہمسے ہو اُس خوش قد کے کوچے کے
بہشت و سایۂ طوبی گنہہ گارونسے مت پوچھو

فراموشی اِن دنون ہم شہر یونکے دلسے سودا ہی
خبر اُسکی جہان آباد کے یارونسے مت پوچھو

شیخ نے اُس بت کو جسکو ہمین دیکھا شام کو   لے چراغ اب ڈھونڈتے ہی وہان تا سحر اسلام کو
مول لے مجکو تو دون یون آپکو مین اشتہار   جانے پھر سمجھے تولے کوئی نہ کھوٹے دام کو
کوہکن ہی مجھہ جگر کن کے گھرانیکا و ہنگ   قوم مین لب پر نہ لاوے کوئی جسکے نام کو
چھوٹ کر تجسے نہ پہنچاوے کسی سے پھر یہ دل   مرغ وہ ہھٹنے نا نہین جو تو رکھا گے دام کو

تجکو فقط چراغ شام دھونڈھے نہین ہی گھر بگھر   پھرتی ہی باد صبح گاہ خانہ بخانہ لو بکو
دل سے اُٹھا کے دست صبر منہہ سے ملونگا اسکا خون
پوچھونگا اُسکا جا گناہ خانہ بخانہ کو بکو

کرے تک منفعل کوئی مے بے وردتان کو   دکھاوے خاک پروانہ پہ گریان شمع محفلکو
الہی ہی سکت نعم البدل کے تجھکو دینے کی   مجھے اسکا عوض تو کچھ ندے پر پھیر دے دلکو

کیجیے نہ اسیری مین اگر ضبط نفس کو   دے آگ ابھی شعلۂ آواز قفس کو
بہہ جاے لہو ہو کے دل قافلہ سالار   تعلیم دے نالہ جو مرا بانگ جرس کو
پہنچا ہی نم داغ جگر تا سر مژگان   شاداب مین رکھتا ہون سدا آگ سے خس کو
پھرتا ہی اُدھر زلف مین شانہ تو اِدھر دل   یہہ دزد نہ لایا کبھو خاطر مین عسس کو
ای عشق نہ فرہاد بچا تجھسے نہ پرویز   باخاک برابر کیا تو ناکس و کس کو
لے سکتے نہین سانس تری کو کے مقید   تا خون جگر بیچ نہ غوطہ دین نفس کو
ترغیب نکر سیر چمن کی ہمین سودا
ہرچند ہوا خوب ہی وہان لیک ہوس کو

دیکے دل ہاتھ سے نہ دھر کر رو   زندگانی کی مت حلاوت کھو
رشتۂ محکم نہین محبت کا   دل سے گوہر کو تو نہ اُسمین پرو
گل کو نین جب سے بو کیا ، چمن   گل کے ہی اور ہی دماغ مین بو
جون کہا مین ہون عاشقو نمین ترے   بولا وہ مسکرا کے یہہ نہ کہو
نار موتی سے گوشوارے کے   دیکھہ اُسکے صفاے عارض کو

کھینچ کر تیغ کمر چرخ پر آ ہی پہنچے
رات دن زلف کی گیا جلد کئے جاتے ہیں

زخم دل قابل مرہم نہوا جب کیون یار
رشتے سینے کو تب الفت کے بتے جاتے ہین

گوشوارونکی کہان تاب ہی اُن کانون کو
گوش گل جب در شبنم سے پھٹے جاتے ہین

خار رہتے نظر آتے ہین بگلزار جہان
گل جنھین کہئے سو وہ گل تو پھٹے جاتے ہین

ابر مژگان کو ترے دیکھ کے تر ای سودا
پل ہر اک نالے پہ صحرا مین بہے جاتے ہین

❀ ردیف واو ❀

چیز کیا ہون جو کرین قتل وہ انکھیان مجکو
پھر گئے دیکھ کے منہ خنجر مژگان مجکو

سیر کرتا ہی خیال اُسکی نگہ کا جیدھر
نظر آتے ہین اُدھر گنج شہیدان مجکو

گل گلزار ترحم ہون کسی کے سر پر
جا خوش آتی نہین جز گور غریبان مجکو

ہاتھ کس کا ہی تری زلف کا شانہ سچ کہہ
رات آتے ہین نظر خواب پریشان مجکو

ای نسیم سحری مہر و محبت سے دور
بے نہایت نظر آیا یہہ گلستان مجکو

ایک گل تک مرے مانع نہوا چلتے وقت
خار نے بھی نہ رکھا کھینچ کے دامان مجکو

ایک عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ
پر کبھو بھی نہ کہا اُسنے کہ دوران مجکو

کسکی بات مین گنون آپکو بتلا ای شیخ
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجکو

مجھ مین اور یار مین ہی ربط سپند و آتش
اُسکی جوشش نے کیا اُسسے گریزان مجکو

اور بھی ریختہ دنیا مین رہے ای سودا
جینے دیوے جو کبھو کاوش دوران مجکو

ظلم کے تیر سے ہین گواہ خانہ بخانہ کو بکو
بسکہ پھرون ہون داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو

قاتل ترہ تواضع کے حال سے
تیغ و کمان کی طرح خم و چم بہت ہی یہان

چشم ہوس اٹھا لے تماشے سے جون حباب
نادیدنی کا دیدہ ہے اگر ہم بہت رہی یہان

خون جگر بہ آدم و لوزینہ ہی بگاد
صورت معاش خلق کی برہم بہت ہی یہان

آنکھون مین تو ون اُس آئینہ رو کو جگہہ ولے
ٹپکا کرے ہی اشک یہہ گھر نم بہت ہی یہان

دیکھا جو باغ دہر تو مانند صبح و گل
کم فرصتی تپاک کی باہم بہت ہی یہان

سودا کہہ آسے دلکی تسلی کے واسطے
گوشے سے چشم کے نگہہ کم بہت ہی یہان

شکل گل ہمنے تمام اپنا کیا تن دامن
یاد کر تجھہ کو بھرا خونسے گلشن دامن

دل کنیکا نہ کسی نے پھٹے یا رب گو بدہر
شیشے دیکھا نہ محبت کا لبریز خون دامن

بوئے گل باد صبا کوچے سے کسیکی یا رب
دو رہین ہین دونو بہم باندھ کے دامن دامن

کھینچنا دیر کے مسجد لیسے نکر منع مجھے
چھوڑتے کب بت کی پرستش کا برہمن دامن

پہنچے ناصح کا ہمارے نہ گریبان تک ہاتھہ
عشق کا چھوڑ دے جو یہہ دل دشمن دامن

کہا زاہد نے مجھے دختر رز گھر مین ہو کہہ
پاک زنہار نہین رکھتی ہی یہہ زن دامن

چھوڑ دنیا کو کہ اس مادر بے مہر کا اب
پھر لگا کب تئین تھامے ہوئے کودن دامن

عشق فولاد ہر احسن ترا مقناطیس
چھوڑ دیگا اسکی کشش کا یہہ آہن دامن

داغ دل پر ہی مرے دم کی یہہ صورت سودا
جیسے جھٹکے ہی کوئی ہو در گلخن دامن

تیرے پہلو سے جو مجلس مین اٹھے جاتے ہین
شعلہ رو نظرو نہین جون شمع گھٹے جاتے ہین

جنکے دامن تھے نمازی سو ترے کوچے سے
انکے فرقون تلک گریبان پھٹے جاتے ہین

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہیں ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں
نہ دیکھا جو کچھ جام مین جم نے اپنے سو اک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہیں
یہہ رنجش مین ہمکو ہی بے اختیاری تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہیں
غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہی مطلب تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں
حباب لب جو ہیں ای باغبان ہم چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہیں
نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رو رو تا یک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں
خدا دشمنون کو وہ کچھ دکھاوے جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں
مٹا جاے ہی حرف حرف آنسوؤن سے جو نامہ اُسے کر رقم دیکھتے ہیں
اگر سے نہین کام سنبل کی ہمکو کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہیں
ستم سے کیا تو نے ہمکو یہہ خوگر کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں
مگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہی سودا
کہ تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہیں

لخت جگر آنکھون سے ہر آن نکلتے ہیں یہہ دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہیں
تجھہ تیر نگہ کا ہی کہتو نکلا جہان مدفن سبزے کی جگہہ واہان سے پیکان نکلتے ہیں
سر خاک و گریبان چاک آغشتہ بخون دامن کیا گھر سے ترے عاشق باشان نکلتے ہیں
یہہ خوبروای یارو کیا بطن سے مادر کے لے قتل کا عاشق کے فرمان نکلتے ہیں
مجھہ دل سے تری الفت مشکل ہی سے جاویگی
جیسے تو نسے مہمان جی کچھ آسان نکلتے ہیں

خوبون مین دلبری کی روش کم بہت ہی یہان خواہان جان جو چاہو تو عالم بہت ہی یہان

بسان جام جم احوال جزو و کل ہی شیشے مین

لپٹ کر کاکلی زلفون سے صبا سوے چمن گذری

گلاب آکر تو ٹک سونگھو بوے سنبل ہی شیشے مین

کبھی بالونکو خوبان ہو کے کیفی کھول دیتے ہیٔن

نظر کر ٹک پریشانی صد کاکل ہی شیشے مین

دو عالم کا تماشا جسکے یک جرعے سے دیکھا ہم

وہ نور چشم بینا کو ر آگے مل ہی شیشے مین

ازانکا شور بھی کیا کم ہی ہاے وہوے مستانے

جو غوغا طاق مسجد مین ہی وہی قل ہی شیشے مین

بغیر مے جہانکے باغ مین کیا سیر سے حاصل

یقین تو جان سودا حسن ہر اک گل ہی شیشے مین

خانۂ دل کہ ہو خون ہونے کا آئین جس مین | ہی وہ اک بیت کہ سو معنی رنگین جس مین

ہی وہ ہی گردن عشاق کہ جز تیغ جفا | ہو حمایٔل نہ کبھو دست نگاری جس مین

وہ خط اُس روے کتابی پہ بہم پہنچا ہی | سیکڑون مشق مقاتم کے ہیٔن مضامین جس مین

صاف طینت سے نہ خوبونکی ہو خاطر مین غبار | زشت روکا ہی دل آئینے سے ہو کین جس مین

ہجر او روصل سے کچھ کام نہین ہی ہمکو | بات وہ کیجے کہ ٹک دلکو ہو تسکین جس مین

عمر دو روزہ بھی عشرہ ہی محرم کا سا | کہ دل اپنے کو سراپاؤن ہون غمگین جس مین

لطف کیا رکھتی ہی اُس باغ کی سیر اے سودا

شاخ پر دیکھنے دے گل کو نہ گلچین جس مین

تیغ نگاہ چشم کا تیری نہیں حریف — ظالم میں قطرۂ مژۂ خون چکیدہ ہون
کیسے کرون نہین دعوی دل جا کے ای خدا — دل دادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون
کرتا ہی جا کے گل کی تسلی چمن میں تو — خون جگر میں میں بھی تو دامن کشیدہ ہون
غافل ہی کیون تو اری فرصت سے گوش دل — ای بے خبر میں نالۂ حلق بریدہ ہون

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

کیون مین تسکین دل ای یار کرون یا نکرون — نالہ جا کر پس دیوار کرون یا نکرون
سن لے اکبات مری تو کہ رمق باقی ہی — پھر سخن تجھسے ستمگار کرون یا نکرون
ناصحا اُٹھ مری بالین سے کہ دم رکتا ہی — نالے دل کھول کے دو چار کرون یا نکرون
خواب شیرین میں وہ اور دل ہی مرا مائل شوق — جی دھر کتا ہی کہ بیدار کرون یا نکرون
سخت مشکل ہی کہ ہر بات کنایہ سمجھو — ہی زبان میری بھی گفتار کرون یا نکرون
موسم گل ہی میں صیاد سے جا کر یارو — ذکر مرغان گرفتار کرون یا نکرون
حال باطن کا نمایان ہی مرے ظاہر سے — میں زبان اپنی سے اظہار کرون یا نکرون
عہد تھا تجھسے تو بھر عمر وفا کرنے کا — ان سلوکون پہ جفا کار کرون یا نکرون

کوچۂ یار کو مین رشک چمن ای سودا
جا کے با دیدۂ خونبار کرون یا نکرون

اسے تو جو سمجھا کرئے جو بہ قلقل ہی شیشے مین

می گل رنگ بھی ساقی عجب بلبل ہی شیشے مین

جو کچھ دیکھا تو چاہے دیکھ لے دو قطرہ می پی کر

ظاہر مین دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہین
آوے اگر تو خواب مین سو خواب ہی نہین
سجدہ کرون نہ کیونکے تری تیغ کے تلے
ایسی نماز عشق کو میسر اب ہی نہین

جی تک تو دیکھے لون کہ جو ہو کار گر کہین
ای آہ کیا کرون نہین بتا اثر کہین
ہوتی نہین ہی صبح نہ آتی ہی مجھکو نیند
جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہی مر کہین
ساقی ہی اک تبسم گل فرصت بہار
ظالم بھرے ہی جام تو جلدی سے بھر کہین
بھرنے لگے تو جون کف دریا بہا بہا
دامن اگر نچوڑئے ای ابر تر کہین
جادو بھری ہین چشم تو مت آئینے کو دیکھ
دھڑکے ہی دل مرا کہ نہ پاوے نظر کہین
دل آہ شعلہ بار کے ہر دم پھرے ہی گرد
پروانہ آسکے ہی مری شمع پر کہین
خون ناب یون کبھو نہ مری چشم سے تھما
اٹکا نہ جب تک آن کے لخت جگر کہین
منہ تو مجھے لگاوے تو کب جام کی طرح
اتنا بھی واہ وا ہی میسر ہو گر کہین
صحبت مین تیری آکے جون شیشہ شراب
خالی کرون مین دل کے تئین بیٹھ کر کہین
ای دل تو مجھسے کہہ تو کہ مین کیا کرون نثار
آوین کبھو جو حضرت سودا ادھر کہین
انگشتری کے گھر کی طرح غیر سنگ و خشت
گھر مین تو خاک بھی نہین آتی نظر کہین

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
گریان نہ شکل شیشہ و خندان نہ طرز جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون
تو آپ سے زبان زد عالم ہی ورنہ مین
اک حرف آرزو سو بلب نارسیدہ ہون
کوئی جو پوچھتا ہو یہ کس پر ہی دادخواہ
جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون

سایہ ہو جو آ اسے سرو کا جس جاگہ چمن مین　　وان یاد ترا قامت دلجو نکرون مین
قمری ترے کوچمین جو ہون ہرزہ دوی سے　　کیون آپ کے عوض سیر چمن کو نکرون مین
جس جاگہ ہلال رہ عید آئے نظر وہان　　ناخن بدل اپنے تری ابرو نکرون مین
اُلجھتے ہوئے لٹ دیکھون دھوئین کی بسر شمع　　کاکل پہ نگہ تیری سر مو نکرون مین
میزان خرد مین جو کرون حسن بتان وزن　　تجھ حسن کو پاسنگ ترازو نکرون مین
تجھ وحشی نگہ سے جو مین اب آنکھ لگاؤن　　دل بستگی کیون اپنی بہ آہو نکرون مین
اب تجھسے ملون جب کہے کھا کر جو قسم تو　　آزردہ کسیطرح سے تجھکو نکرون مین

ہی دوسریکا شکوہ جو ہر دم تجھے سودا
ہرگز جگہ اُسکی ترے پہلو نکرون مین

غیر کے پاس یہہ اپناہی گمان ہی کہ نہین　　جلوہ گر یار مرا ورنہ کہان ہی کہ نہین
مہر ہر ذرے مین مجھکو ہی نظر آتا ہی　　تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظران ہی کہ نہین
پاس ناموس مجھے عشق کا ہی ای بلبل　　ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہی کہ نہین
دل کے ٹکڑونکو بغل بیچ لئے پھرتا ہون　　کچھ علاج اُنکا بھی ای شیشہ گران ہی کہ نہین
آگے شمشیر تمھاری کے بھلا یہہ گردن　　موسے باریک ترای خوش کمران ہی کہ نہین
جرم ہی اسکی جفا کا کہ وفا کی تقصیر　　کوئی تو بولو میان منہہ مین زبان ہی کہ نہین
پوچھا یکروز مین سودا سے کہ ای آوارہ　　ترے رہنے کا معین بھی مکان ہی کہ نہین
یک بیک ہو کے بر آشفتہ لگا یہہ کہنے　　کچھ تجھے عقل سے بہرہ بھی میان ہی کہ نہین

دیکھا مین قصر فریدون کے دراوپر اک شخص
حلقہ زن ہو کے پکارا کوئی یان ہی کہ نہین

دست گرہ کشا کو نہ تزئین کرے فلک   مہندی بندھی نہ دیکھی نہین انگشت شانے مین

ہمسا تجھے ہی ایک ہمین تجھسے ہٹن گئی   جا دیکھہ لے تو آپ کو آئینے خانے مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر

اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے مین

عاشق کی کیسے چشم رونے بن نرہو نمین   مین رخنۂ کشتی ہو رو دن اور بہون مین

پیار سے نہ برا مانے تو اک بات کہو نمین   کس لطف کی امید پہ یہہ جور سہون مین

چھپ کر جو کہین تجکو ٹک دیکھہ رہو نمین   ہر ایک مجھے آکے سناتا ہی کہون مین

یہہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف   جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین

سوجھتا نہین خط آنے سے کوئی ستم یار

سودا مگر اب ایک سہون یا نہ سہون مین

چشم تر سے میری کیا رکھتی ہی مطلب آستین   ایکدم انسے جدا ہوتی نہین اب آستین

لخت دل کس دن نہین گرتے مرے دامن کے بیچ   تر نہین ہوتی لہو مین کونسی شب آستین

تھا مجھے ای ابر دریا بار اتنا تو یقین   تجھسے نکلینگے کئی جھار و نگاہین جب آستین

تجکو بھی سودا کچھہ اپنی بیقراری سے ہی شرم

برق ہنستی ہی تجھے رکھہ منہہ پہ جب تب آستین

سوتے مین ترے گھر کیطرف رو نکرو نمین   تا دو سے ترے ملنے کو یکسو نکرون مین

دل دون اسے تجھسے بھی وفا مین جو زبون ہو   خواہش تری تو گو کہ ہو یکسو نکرون مین

دیکھون نہ ترا منہہ کبھو اب گل کے مین ہوتے   سنبل کے سوا زلف تری بو نکرون مین

نظارہ کرون نرگس شہلا کو شب و روز   ہر دید تری نرگس جادو نکرون مین

آزادگان کے ننگ ہین وہ جو سیاہ بخت   نقش نگین کی طرح سے ہین قید نام مین
اُن خوش قدون کی چال کا انداز کیا کہون   ٹھوکر لگے ہی دل کتئین جس خرام مین

سودا سے ہم سخن ہی جس انداز سے وہ شوخ
آتی ہی بو لہو کی مجھے اُس کلام مین

غم کی مَی جنے جو شب دل کے بھری شیشے مین   شور قلقل ہی اب آہ سحری شیشے مین
راز دل فاش کیا مَی نے مرا ساقی ہر   کچھ نہ پایا مین پردہ وری شیشے مین
ہمت پرواز ہوای نالہ مرے دل سے کہ ہی   طایر نشہ کو بے بال و پری شیشے مین
یاد وہ جس روز کہ ساقی و ازل بانٹے تھا   نظر ادھر جو پڑی آگ بھری شیشے مین
یار کا دلمین ہمارے ہی خیال رفتار   ہم سمجھتے ہین اُسے کبک دری شیشے مین
طرفہ صحبت ہی کہ ساقی تو یہہ کہہ کر دے جام   ہی خبر شرط کہ آتش ہی تری شیشے مین
تشنگی اپنی یہہ چاہے ہی کہ اب بھر دے   نہ رہے خم ہی مین قطرہ نہ ذری شیشے مین

دلمین جس رنگ سے سودا کے گذرتی ہی لہر
موج مَی کر نہ سکے جلوہ گری شیشے مین

ناوک نے تیری صید نچھوڑا زمانے مین   تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانے مین
کیونکر نہ چاک گریبان دل کرون   دیکھون ہون تیری زلف کو مین دست شانے مین
زینت دلیل مفلسی ہی تک کمان کو دیکھ   نقش و نگار چھت نہین کچھ اُسکے خانے مین
ای مرغ دل سمجھ کے تو چشم طمع کو کھول   ورنہ سنا ہی دام جسے ہی وہ دانے مین
چلے مین کھینچ کھینچ کیا قد کو جون کمان   تیر مراد پر نہ بیٹھا یا نشانے مین
پایا ہر ایک بات مین اپنی مین یون تجھے   معنی کو جس طرح سخن عاشقانے مین

یون مجھے گھر سے نکالے ہی کہ مین تجکو دیکھ
آپ سے آپ مری جان چلا جاتا ہون

نہ ملاطف نہ محبت نہ مروت نہ وفا
سادگی دیکھ کہ اس پر بھی ملا جاتا ہون

ناتوان مرغ ہو نہین ای رفقائے پرواز
اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہون

طایر رنگ حنا کی نمط اب ای صیاد
ہون تو مین ہاتھ مین تیرے پہ اڑا جاتا ہون

کوئی تعمیر کے در پی نہین میری ابیات
شکل دیوار خرابے کی گرا جاتا ہون

فکر موزون نہین کرنیکو گرفتار مرے
ہون مین مضمون تری باتو نہین بندھا جاتا ہون

سوچو ہون اپنے تئین جون سخن رفتہ زیاد
گاہ بیگاہ اگر آپ مین آجاتا ہون

گرم جوشی نکرو مجھسے کہ مانند چنار
اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون

ہون مین وہ وحشی رم خوردہ کہ تا دشت عدم
بات کہتے کے ہی تو مانند صدا جاتا ہون

صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اٹھا جاتا ہون

واشد ہو خرمی سے یہ کیا تاب تجھ بن
ہی زندگی سے اپنی دلکو حجاب تجھ بن

اس برگ خشک سا جو نخل سے جدا ہو
پھرتا ہون نالے کرتا ہر سو خراب تجھ بن

جلدی پہنچ کہ مجھکو ڈرتا ہون لے نجاوے
ہون جس جگہ مین وہانسے آنکھونکا آب تجھ بن

بے اختیار منہ سے نکلے ہی نام تیرا
کرتا ہون جس کسیکو پیارے خطاب تجھ بن

مطلب جو چاہتا ہی سودا کی زندگانی
کچھ بیطرح سے اسکو ہے اضطراب تجھ بن

گلشن مین یار بن مجھے شرب مدام مین
مانند لالہ خون ہوا لبریز جام مین

کار ہے قضا بغلمین سے دشمن کے مرغ کو
لوٹے ہی شاخ سے پہ پرواز دام مین

بہار رسوا خفیف نرگس ذلیل سنبل خراب گلشن
بہار آئی تو آو اس سے خوشی نہین ہی کچھ اپنے دلکو
فسردہ خاطر جو ہووے اُسکو ہی فصل گل مین عذاب گلشن
نہ میل داسے یہ بلبلو نکو نہ خوش کرین ہین نہال مالی
پہنچ کر دینا ہی عمر اپنی کو آج تجھ بن جواب گلشن
کرے ہی ترغیب مجکو سودا عبث تو گلگشت کی ہمیشہ
جہانمین تجسے ہی سرزا اُونکی سیر کرنیکا باب گلشن
ابھی جو صحن چمن مین جا کو کوار چھاتی کے کھول دیجے
جگر کے داغونکے عاشقونکے لگے ہی دینے حساب گلشن

باتین کتنی ہین تھین منہ لگنے سے منظور ہمین
سو میسر نہوا تا بلب گور ہمین
قدرت اور و نکو ہی سر گرم سخن ہونیکی
نہین بھرنے کا دم سرد ہی مقدور ہمین
کام ہی چشم کا نظارہ نہ یہان شب و روز
آنکھہ خالق نے رقیبونکو دی ناسور ہمین
ساقیا بزم نہین آج خلل سے خالی
جام کچھ اورونسے دینا ہی تو منظور ہمین
بوسہ ہنس کر نہ دیا اُنے سوا سے دشنام
سو بھی یہہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہمین
کوئی سمجھے ہی ترے گھر مین ہم آتے ہین کیون
ہو کے مانع تو نکر خلق مین مشہور ہمین
رات حاضر ہوئے سودا کی جو ہم بالین پر
شعر پڑھتا نظر آیا یہہ وہ رنجور ہمین
پہنچے ہم آرزوئے وصل مین نزدیک بمرگ
سوجھے ہی شکل ملاقات ابھی دور ہمین

ڈرتے ڈرتے جو ترے کوچے مین آجاتا ہون
صید خایف کی طرح دو بقفا جاتا ہون

عاشق فنا مین اپنی بہبود جانتے ہین
جی کا زیان جو ہووے تو سود جانتے ہین

غنچے کھلے ہین کیونکر تجھسے صبا چمن مین
وا اسکی رسم ہم تو مفقود جانتے ہین

پروانے تک تو پہنچا مکتوب شمع لیکن
ہم راہ نامہ برکی مسدود جانتے ہین

کچھ اِس سوا ترقی اپنے مین ہم نہ سمجھے
اک دن بدن غم دل افزود جانتے ہین

مجمر کا دخل کیا ہی محفل مین تفتگانکی
جو داغ دلکی اپنی ہم عود جانتے ہین

اپنا چراغ دلکا تب دم سے بجھ گیا ہی
ہم گھر کو آسمانکے پر دود جانتے ہین

آئینہ سازی اُنکو ہی کفر ای سکندر
جو مرد شکل ہستی نابود جانتے ہین

جس خدمت کو اُٹھا کر دیکھین وہ چشم والے
صورت کو اپنی اُسمین موجود جانتے ہین

کیا شکر کیا شکایت اپنی ہی شکل سے ہی
دونون سے آپ ہی کو مقصود جانتے ہین

کار اقدم جنھون نے کوئے قناعت اندر
کب مجلسونمین جا کر وہ کود جانتے ہین

سودا سے یہہ کہا مین تجھسے ورود کے حق مین
کرنی دعا دوا سے ہم سود جانتے ہین

یہہ بات سنکے مجھسے بولا وہ آہ بھر کر
تدبیر ہم بھی یہہ ہی محمود جانتے ہین

لیکن یہہ وہ دعا ہی جسکو اثر کے در کا
گوشہ نشان آمین مردود جانتے ہین

سمجھ کے باندھا تھا آشیان ہم رہیگا بآب و تاب گلشن
یہی کہ غنچے نے آنکھ کھولی خیال گل تھا سو خواب گلشن
نگاہ بھر بھر کے تو جو دیکھے ہی لا سکیگا یہہ تاب گلشن
مجھے ہی دھڑکا کہ یہہ نجاوے چمن سے ہو کر خراب گلشن
طرف ہو نقشے سے تیرے منہ کے یہی تو پایا نہ باغ نے پھل

جون برف ہو گئے ہین خنک اب بتان ہند — اُنسے تو بانکے گرم ہین کابل کی بولیان

سودا کے دلسے صاف نہ ہوتی تھی زلف یار

شانے نے بیچ پڑ کے گرہ اُسکی کھولیان

تو کہے سودا کیتئین قتل کیا کہتے ہین — یہہ اگر سچ ہی تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

جسنے پوچھا کہ دل خوش ہی کہین دنیامین — رو دیا اُسنے اور اتنا ہی کہا کہتے ہین

محتسب نے کسی مینخانے مین جا ای زاہد — ایک شیشے کو بھی ثابت نہ رکھا کہتے ہین

تو تو اِس معنی سے کیا شاد ہوا ہو ویگا — پوچھئے اہل دلون سے کہ وہ کیا کہتے ہین

نہ اپنا سوز ہم تجسے بیان جون شمع کرتے ہین — جو دل خالی کیا چاہین تو آہ سرد بھرتے ہین

جگر آ دکھا ہی جو تجکو صنم کہہ یاد کرتے ہین — میان ہم تو مسلمان ہین خدا بھی کہتے ڈرتے ہین

کہیے بولین عقیق اور کہہ نگاہین لعل ٹھہراوین — یہہ نا شاعر ترے ہونٹونکو کیا کیا نام دھرتے ہین

گلی مین اسکی مت جا بوالہوس آمان کہتا ہون — قدم پڑتا نہین اُسکو مین وہان سر سے گذرتے ہین

نہ چارا کرسکی کچھ موج دریا کی روانیکا — کہین وارستگان زنجیر جگر ایسے ٹھہرتے ہین

نہ سین کسنکی غنچون نے دہن کھولا ہی ای شبنم — کہ اُنکا موتیونسے منہہ ترے قطرے جو بھرتے ہین

کسیکی مرگ پر ای دل نکیجے چشم تر ہرگز — بہت سا رو دیئے اُنکو جو اِس جینے پہ مرتے ہین

طرح پہ سخن کی اپنی پگڑی کے سودا کی نظر و نہین

یہہ بانکے خوبرو جتنے ہین بگڑے پر سنورتے ہین

کس کس طرح سے دیکھین اِس باغ کی فضائین — کیدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائین

حسرت سے آئینے کا دل کیونکے ہو نہ پانی — شانہ حضور اُسکے زلفونکی لے بلائین

نہ مین کہتا تھا ای ظالم کہ یہہ باتین نہین بھلیان

اتنا ستم نکیجے مری جان جان جان　　　یکسان نہین رہیگا ترا مان مان مان
گذرا ہی تو چمن سے کہ جاے ترانہ آج　　　کھینچے ہی غم سے مرغ گلستان تان تان
آئینہ تک تو دیکھہ کہ خالق نے خاک کو　　　کیا کیا بنائی صورت انسان سان سان
پوچھا کسی نے مارا تو سودا کو کس لئے
بولا مجھے وہ گھورے تھا ہر آن آن آن

بلبل چمن مین کسکی ہین یہہ بد شرابیان　　　ٹوٹی پڑی ہین غنچو نکی ساری گلابیان
تجھہ مکھہ پہ تا نثار کرین مہر و ماہ کی　　　لبریز سیم و زر سے ہین دونو رکابیان
صیاد کہہ تو کئے کبوتر کو دام مین　　　سکھلا دیان ہین دلکی مرے اضطرابیان
افیونین گر ملا کے تو زاہد پئے شراب　　　عصر یکی دین منگا کے تجھے ہم گلابیان
فرہاد و قیس دون گئے سودا کا ہی یہہ حال
کیا کیا کیان ہین عشق نے خانہ خرابیان

باتین کدھر گئین وہ تری بھولی بھولیان　　　دل لیکے بولتا ہی جو اب تو یہہ بولیان
ہر بات ہی لطیفہ و ہر یک سخن ہی رمز　　　ہر آن ہی کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان
حیرت نے اُسکو بند نہ کرنے دی پھر کبھو　　　آنکھین جس آرسی نے ترے منہہ پہ کھولیان
اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک　　　جون خوش چھبونکے تن پہ مسکتی ہین چولیان
ساقی پہنچ کہ تجھہ بن اِس ابر بہار مین　　　پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان
کسطرح ہووے آنکھونکی کاوش سے دلکو چین　　　مژگان نہ گر سکین تو لگا ہین چبھولیان
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا　　　جس یگانہ کے خون مین چاہین ڈبولیان

جون شمع لبون تک آرہا جی — تن تھا سو گداز کر گئے ہم

اتنی بھی پتنگ بیش قدمی — گر شام نہین سحر گئے ہم

ہو گی نہ کسیکو یہہ خبر بھی

اس بزم سے اُتھہ کدھر گئے ہم

❁ ردیف نون ❁

ملائم ہو گئین دل پر برہ کی ساعتین کڑیان — پھر کرنے لگی اُن بن نہ کٹتین جن بنا گھڑیان

گتھی نکلین ہین لسخت دلسے تار اشکاکی لڑیان — یہہ آنکھین کیا بلا میرے گلے کی ہار ہو پڑیان

ہنوز آئینہ گرد اس غم سے منہہ اپنے کو ملتا ہی — خدا جانے کہ کیا کیا صورتین اس خاک مین گڑیان

گرہ لاکھون ہین غنچونکی صبا اکدم مین کھولے ہی — نہ سلجھین تجھسے ای آہ سحر اسعدلگی گل چھڑیان

دوانا ان لتو نکاہون قسم ہی روح مجنونکی — نا مارو چوب گل مجکو بغیر از بید کی چھڑیان

چھری تلوار یکدیگر گل و بلبل ہی گلشن مین — تمھاری سیج کہو دونو نین کیسے انکھڑیان لڑیان

کھلائے گو کہ شانے سے تم اپنی زلف کے عقدے — نہ سمجھے یہہ کسی دلمین ہزارون ہین گرہ پڑیان

تسلی اس دوانیکی نہو جھولی کے پتھرونسے

اگر سودا کو چھیڑا ہی تو لڑکو مول لو پھڑیان

نہ غنچے گل کے کھاتے ہین نہ نرگس کی کھلین کلیان — چمن مین ایکے خمیازہ کسی نے انکھڑیان ملیان

کہین مہتاب سے دیکھا ہی اُس خورشید تابانکو — پھرے ہی ڈھونڈھتا ہر شب جہان آباد کی گلیان

تبسم یون نمایان ہی مسی آلودہ ہونٹونسے — نہون ابر سیہ مین اسطرح بجلی کی اچپلیان

لب و لہجہ ترا سا ہی کسے خوبان عالم مین — غلطی یہہ زبانون پر کہ سب مصری کی ہین ڈلیان

دوانہ ہو گیا سودا تو آخر ریختہ پڑھ پڑھ

کیا مچائی اُسنے میرے دلکے کاشانے مین دھوم
شور ہی جسکے لئے کعبے مین بتخانے مین دھوم

زلف کو کھول تو کر اِس دلکی شورش کا علاج
سخت دیوانے کی زنجیر کھلجانے مین دھوم

مت گئی وہ شور دلکے آہ تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بہی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

تجھہ نگاہ گرم کی جسپر نسے دل مارے ہی جوش
راتکو دیکھو نہو ہمین جب شمع و پروانے مین دھوم

اسقدر رہین لاغری میں بسے خوش اپنا یہ دہر
جون ہلال عید ہی میرے نظر آنے مین دھوم

دلکو سن کوچے مین تیرے اب چاہی ہی خیال اشک
ہو گئی یہہ جو وہان اطفال و دیوانے مین دھوم

کبسے ای سودا شراب اس بزم مین پیتے ہیئن یار
تو نے ای کمظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

خانہ پرورد چمن ہیئن آخر ای صیاد ہم
اتنی فرصت دے کہ ہولین گلسے تک آزاد ہم

خندۂ گل بے نمک فریاد بلبل بے اثر
اِس چمن سے آہ جا کر کیا کرینگے یاد ہم

ذبح تو کرتا ہی تنک فرصت گلے لگنے کی دے
عید قربان ہی تجھے دے لین مبارکباد ہم

قیس جسدم سے گیا اپنے قدم کے فیض سے
خانۂ زنجیر رکھتے ہیئن سدا آباد ہم

نہین نکل سکتے اسیر بسے تری ای سروقد
طوق قمری کی طرح رکھتے ہیئن مادرزاد ہم

ای جنون مصرع ترا سودا کے ہی زنجیر پا
بند سے تیری نہین ہو وینگے اب آزاد ہم

لے دیدۂ تر جدھر گئے ہم
ڈبوے جو تھے خشک بھر گئے ہم

تجھہ عشق مین روز خوش نہ دیکھا
دکھہ بھرتے ہی بھرتے مر گئے ہم

تیرا جو ستم ہی اُسکی تو جان
اپنی تہی سو خوب کر گئے ہم

یہہ قطعہ پڑھے تھا سوز دل سے
سودا کے جو رات گھر گئے ہم

آتش کو رنگ گل کی صبا نو نے پھونک   جلوائے آشیان کے مرے خار و خس تمام

سودا ہوئی ہی شانے کو زلفو نمین اسکی راہ
اس دست نارسا کو ہی کیا دسترس تمام

نہ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے کام   نہ ہمکو تو ساقی سے ہی اور جام سے کام

دل نالان کو مرے کسکے ہی آرام سے کام   کوئی بے چین رہو اپنے اُسے کام سے کام

کیون نہ افعی چلے ہر ایک جگہہ مکر اُ کر   نہ پرا اُسکو تری زلف سیہ فام سے کام

ہون اسیر اُسکا جسے بعد گرفتاری صید   نہ گرفتار سے مطلب رہے نے دام سے کام

گر اکیلا کہین مل جائے ہمین تو دل کا   لیجے من مانتا اُس شوخ گل اندام سے کام

جو من آغاز ترے کام کا دیکھا سودا
واے وہ دن کہ تجھے اُسکے ہوا نجام سے کام

اب اسطرف تری دل گرمی شعلہ خو معلوم   تپاک غیر سے جو ہو گئے ہمسے دو معلوم

بھری ہی دل مین ترے اسقدر محبت غیر   کہ جا نہین مرے کینے کو مہر تو معلوم

نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دلمین رحم   جو چاہے تجسے یہہ دل کامیاب ہو معلوم

سینے ہی کون کرون کسکے آگے جا فریاد   جو رو تجھے ہی جہان مین سو مجکو رو معلوم

عبث ہی مہر کی نت اُٹھہ تلاش ذرے کو   ہی وصل دور ترا میری جستجو معلوم

طبیب اُٹھہ مری بالین سے دے اجل کو جگہہ   دوا مری وہ لب شربتی ہی سو معلوم

خطا ہی زلف کو تیری کہون جو مشک ختن   سیاہ فام لو ہی وہ پر ایسی بو معلوم

سخن تو یار بھی سودا برا نہین کہتے
ولے جو چاہئین یہہ انداز گفت و گو معلوم

اِس چمن کی سیر مین آیا رہیوین ملکے مل　　کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین جگے گل
یہہ نہو دریا کہ جس سے گذرئیے پل باندھہ کر　　موج چشم عاشقان دے توڑ پلمین پاکے پل
قتل کا کیسکے کیا ہی آج اُن آنکھون نے عزم　　کھینچ کر تیغین رہے ہیں ابروا اُس قاتل کے تل
عہد مین تجہ حسن کے جسکو ہوا ہی شغل عشق　　صبح رہے ہین شرق سے لے غرب اُس شاغل کے غل
حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علی
کھول دو مشکل کشا عقدے مری مشکل کے کل
پونچھ لیتے ہین دُرِ دیدۂ نمناک کے مول　　مژۂ تر کو بتان لیوین نہ خاشاک کے مول
دل پر خون کو نہ وہ مغبچہ لیوے بہ نگاہ　　جرعۂ می جو ہو شیشہ مین تو دے تاک کے مول
زاہد انطق گہر بار پہ واعظ کے نہ جا　　ابلہی بیچنے ہی بیٹھا دراک کے مول
مرغ دل کے جو شکاری ہین اگر صید حرم　　بکنے آوے تو خریدین نہ وہ فتراک کے مول
شوق کسکو ہی پتنگونکے لڑانے کا کہ خلق　　شیشہ تو آہو تولے ہی دل صد چاک کے مول
عکس روا پنے سے کہتا ہی لب آئینے مین دیکھہ　　اِن نگینو نکا بہا کیا ہی سبے حکاک کے مول
بے زری خلق کو ہی یہہ کہ کسیکا کیسہ　　کوئی کاٹے تو بکے کیسۂ دزدک کے مول
جنس دل اپنی کے بکنے کو کہون کیا سودا
مفت بر لگئے دھتے دے اُسنے خاک کے مول

❁ ردیف میم ❁

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام　　ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام
صیاد سے ہون ای اثر نالہ منفعل　　آتش دی اُسنے دام کو توڑے قفس تمام
اشک آنکھونسے تہمے تو رہے نالے سے یہہ دل　　جب قافلہ تھکے تو ہو بانگ جرس تمام

دسترس ہووے تو کر مہر کا طرہ مقراض — ساقی کے سامنے دیجے شب مہتاب مین ڈال

کوے میخانہ سے رکھہ دلکو کنارے سودا

شیشہ ٹوٹا ہی نہ جا گردہ احباب مین ڈال

یکدست اگر زمانہ جہان کے لتاے گل — سرکو ہمارے خاک نہ دیوے پہ جاے گل

کہتے تہے اِس لئے کہ نہو آشناے گل — ای عندلیب دیکہی نہ آخر وفاے گل

دیکھے اگر صفاے بدن کو ترے صبا — کہولے کبہو نہ شرم سے بند قباے گل

ہی شرط درد یون کہ بجز حکم عندلیب — کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

ہستی سے نیستی مین جو بہتر نہو مزا — ہنستا ہوا جہان سے ہرگز نہ جاے گل

سودا کہے بہار مین وضع زمانہ دیکہہ

ای واے واے بلبل وی ہاے ہاے گل

کہینچ شمشیر جاؤ دل کے نکال — آج در پر ترے پڑا ہون نڈھال

پان کہا کہا کے آرسی کے بیچ — اپنے ہونٹھون کو دیکہتا ہی لال

اُسکی قامت کو صحن گلشن مین — ہو گئے سرو دیکہتے ہی نہال

لے مرے دلکو دیکے اپنا دل — سنگ کے مول یہہ بکے ہی لال

واہ واہے تماکو والے کے — دے ہی نو دہا ہمین دکہا کرگال

میوہ نخل امید سے سودا

جتنا چاہے تو کہا پہ توڑ نہ ڈال

ہووے نہ ملک عشق سے کم رسم داغ دل — روشن رہے ہمیشہ الٰہی چراغ دل

مانند غنچہ تا کہ پریشان نہووے تو — کب اِس چمن کی سیر بن پاوے فراغ دل

برج میں ہی دھوم ہور یکی و لیکن تجھ بغیر
یہ گلال اُڑتا نہیں پھرتی ہی اب ہر بدن میں آگ

رنگ یاقوت تو نکا دیکھے ہی جو انگاروں کی طرح
حسرت لب سے تری ازبس لگی معدن میں آگ

گو بہار آئی کہے سودا بھلا لگتا ہی باغ
یوں چمن میں گل نظر پڑتے ہیں جوں گلخن میں آگ

دل مسخر کر نہیں سکتی یہ تیغ و تیر جنگ — مالک تو کچھ یہ نہیں جسکو کہے تسخیر جنگ
یہ نگر مہر و محبت سے جو ہاتھ آوے تو آئے — اُسکے ہاتھ آنیکی ای پیارے نہیں تدبیر جنگ
جنبش ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار — ہوئے ہی فیصل کہ جب کھنچے ہی تا شمشیر جنگ
سامنے چہرے کے تیرے مہرو نکا ہی یہ حال — رنگ رو نامرد کا کرتی ہی جوں تغئیر جنگ
کب سپاہی کام پر آقا کے دے ہی اپنا جی — بھوکھے سے کرتا ہی ہو کر زندگی سے سیر جنگ
یہ نہیں ممکن کہ وہ وحشی کسیکا ہووے رام — کرتے ہیں اُسپر عبث باہم جوان و پیر جنگ

ور پڑا تحریر پر سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکی اُسکی قلم با نامۂ تقدیر جنگ

❁ ردیف لام ❁

سخن عشق نہ گوش دل بیتاب میں ڈال — مت یہ آتشکدہ اِس قطرۂ سیماب میں ڈال
ابھی جھپکی ہی تک ای شور قیامت یہ پلک — صبح کا وقت ہی ہرگز نہ خلل خواب میں ڈال
لڑکے مغلوب طمع دلکو نہ سن حرف درشت — یہ بری چیت ہی نہ اِس گوہر نایاب میں ڈال
شمع ساں رویئے کیونکر نہ کہ اب بیٹھے ہیں — ہم بنا ہستی کی اپنی رہ سیلاب میں ڈال

تونے غم کا دل پر خون سے استقبال کرنیکو

وہ قطرہ نارسا طالع ہی جو پہنچا نہ مژگان تک

دوا کرنا ہی کیا دل کو گنوا کر خال پر سودا

کہیں خط آ گیا اُسکے تو ظالم حرف ہی جان تک

❁ ردیف گاف ❁

کرتی ہی مرے دلمین تری جلوہ گری رنگ اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ

کس رنگ مین دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ سب رنگ مین ہی تو پہ ترا سب سے بری رنگ

ای شیشہ گران دل ٹوٹی تو تا جو بناوے پیدا کرے پھر اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ

ہی خاک بسر آج خدا جانے چمن کا دیکھہ آئی ہی کیا جا کے نسیم سحری رنگ

کس گل مین یہہ جلوہ ہی کہ اب کنج قفس مین دکھلاتی ہی میری مجھے بے بال و پری رنگ

کر جامۂ عریانی کو خاکستری سودا

ہو عزم سفر یہانسے تو ہی یہہ سفری رنگ

پھونک دی ہی عشق کی تپ نے ہمارے تن مین آگ

دہکے ہی جون شعلۂ فانوس پیراہن مین آگ

رنگ گل کچھہ بیطرح دہکے ہی ای ابر بہار

آشیان میرا بھڑک لگتی ہی اب گلشن مین آگ

وہ لُخود ار نہین ہی خون نے فرہاد کے

جو شش مین آ کر لگا دی کوہ کے دامن مین آگ

زخ سے دیکھو ہوں میں اُس زلف سیہ فام تلک — شام سے صبح تلک صبح سے لے شام تلک

ایک نفس گرد چمن ہم نہ ہوئے بال فشاں — آشیانے سے اُٹھہ اک راست گئے دام تلک

آپ سا مجھکو تو آئینہ سمجھ کو رسوا و
خط خوبان سے بڑھا ہو نہیں خط جام تلک

عدو سے دور ہُئی مے ایک اور خمار ہی ایک — گل ایک دشمن جان ہی مرا بہار ہی ایک

پہنچ شتاب کہ تنہا ہوں اسقدر ساقی — وہ چاروں ایک ہوئے ہیں یہہ دلفگار ہی ایک

بچے تو بچ رہے آنکھوں سے دل مرا لیکن — غضب ہی یہہ کہ ہیں صیاد دو شکار ہی ایک

بدن میں جیسکے ترے عہد میں دل و جان ہی — ادا پہ ایک تو انداز پر نثار ہی ایک

یقین ہی یہہ کہ دراز اُسسے عمر خضر نہو — ہی ایک اپنی شب ہجر و زلف یار ہی ایک

رہی نہ دین کی حرمت نہ عزت دنیا — خراب ایک ہی ای عشق تجسے خوار ہی ایک

ہوس رہی نہ چمن کی ہمیں تو داغوں سے — دل ایک باغ ہی اور آنکھیں آبشار ہی ایک

نہ پوچھو تاب تو اُس جسم و جان پر سودا
ہوا تو ایک ہی اُن دو میں اور غبار ہی ایک

رہے اِس فصل ہم ای بلبل و گل ناتوان یہان تک
نہ نالہ لب تلک پہنچا نہ چاک جیب داماں تک

کوئی بیمار داروں سے یہہ کہیو جا کے جاناں تک
مریض عشق کا تیرے نہ پہنچا کام درماں تک

عبث باندھوں ہوں لکھہ لکھہ شرح دل بال کبوتر پر
دلوںکے اُڑ گئے پرزے نہ پہنچی کچھ خبر واں تک

آن کر اسس ہبلدے کے بیچ جز چشم پر آب

قسمت اپنی ہم نپائی ساغر معمور تک

دہوت غافل لگا حسرت آلود اسکی سے

پہنچے وقت جان کنی گر اپنے تو رنجور تک

کون ہے عارف کو یہان دعوی انا الحق کا نہین

یہہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

کیجو ہی اُس زلف کی تشبیہ دینا مشک سے

شاعرو یہہ بات پہنچیگی دراز و دور تک

یہہ غزل سودا کہی ہی تو نے اِس انداز کی

ہند سے پہنچیگی ہاتھون ہاتھ نیشاپور تک

دیکھا کرونمیں دور سے ای یار کب تلک ۔ تڑپھا کرے مرا یہہ دل زار کب تلک

تنہا میں بستر اپنے پہ فکر وصال میں ۔ لوٹن کرونمیں سوا بہ شب تار کب تلک

کچھ وصل بن نہین مرض عشق کی دوا ۔ جیوے کہو تو ہجر میں بیمار کب تلک

سچی اگر ہو بات تو آوے ظہور میں ۔ جھوٹے قبول کیجے یہہ اقرار کب تلک

دو روز کی بہار پہ اتنا نہ کر غرور ۔ پیارے یہہ باغ حسن کا گلزار کب تلک

رشتہ نہو صنم کی جو الفت کا ہاتھ میں ۔ گردن میں برہمن رکھے زنار کب تلک

اب کیجئے مرے مرض عشق کی دوا ۔ رہیگا دل کے درپہی آزار کب تلک

یوسف نہ ہاتھ آئے جو سودا بہ نقد دل

اپنتہار ہے دکان پہ خریدار کب تلک

کیا قدر رکھے حسن دل اُس شخص کی سودا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

رنگ سے چہرے کے رسوا ہوے ہی بیمار عشق
عشق کو یارو چھپا سکتا نہین انکار عشق

گاہ اشک تر گہے خون گاہ ہی لخت جگر
اِسطرح جاری ہی اِن آنکھون سے کاروبار عشق

کیا کہون اُسنے مجھے جون کر دیا بے خانمان
سر پہ کافر کے نہ ہو یو سایۂ دیوار عشق

تھے سکندر طالع اُسدم تک کہ دل تھا اپنے پاس
کھا گیا افسوس اِس آئینہ کو زنگار عشق

اِس چمن مین طرح بلبل کی وہ نالان کیون نہو
روز و شب کھٹکا کرے سینے مین جسکے خار عشق

ناصح نہ اُسسے بک جو ہین آگاہ راز عشق
وہ کرچکے ہین دین و دل و جان نیاز عشق

چمکے ہی اُنمین حق کی تجلی کہ جو لوئی
جون شمع ہو رہے ہین سراپا گداز عشق

ہی حق بجانب آپکے پیارے غرور کا
دیکھا نہین ہی آج تلک تم نے ناز عشق

سودا یہہ قصہ خط سے نہ کوتاہ ہو سکے
ہی حسن زلف یار سے عمر دراز عشق

❁ ردیف کاف ❁

شمع اُس عارض کی سب کہتے ہین پہنچی نور تک
ہمسے جو پوچھے کوئی ہی حرف شمع طور تک

بس چلے تو دیکھنے ہرگز نہ دے تجھکو نہ دون
آئینہ گھر مین ترے رہنے نہ دون مقدور تک

جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم | مایل ہوئے ہیں اُس دل ناشاد کی طرف
سامان نالہ سب ہی مہیا پر ای اثر | میں دیکھتا ہوں تیری ہی امداد کی طرف
ثابت نہووے خون مرا روز بازپرس | بولینگے اہل حشر سو جلاد کی طرف

خون کر رہا ہی جوش رگ جان مین تری
سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کی طرف

❁ ردیف قاف ❁

پروانہ رات شمع سے کہتا تھا ناز عشق | مجھ ناتوان نے کیا لیا اُٹھایا ہی ناز عشق
محراب تیغ دوست سلامت رہے مدام | کعبے مین جاکے کب مین پڑھونگا نماز عشق

زندگی کیون نہووے مجھ پر شاق | یار بے اعتنا و دل مشتاق
مجھ بن اعضا کا ہی مرے یہہ حال | تار شیرازہ بن ہون جون اوراق
الفت اِس دل سے کب ہو دلکو ترے | یہہ تو ہی لعل وہ ہی سنگ سماق
غم نہین اُسکی بیوفائی کا | کرے ترک وفا نہ ہمسے فراق

بدر کیا اُسکے آگے ای سودا
منہہ تو دیکھو کہ جیسے ہووے طباق

بلبل بہ چمن ہی گل گلزار کا عاشق | جو گل ہی سو تیرے گل رخسار کا عاشق
رتبے کو محبت کے جگہہ دی ہی مین دلمین | نے سبحہ کا عاشق ہوں نہ زنار کا عاشق
باتین مجھے بھاتین ہیں باآمیزش دشنام | ہون اِس لئے اُس شوخ کی گفتار کا عاشق
ہی سرو سہی قامت کا ترے قمری تو اگہ | اور کبک دری تنک تری رفتار کا عاشق

واے اُس بیشے پر ای بلبل اگر جنت کی ہو یہہ قدر　　خوار ہین کوچہ بکوچہ تو ہی رسوا باغ باغ
جھمکات ہماری مین باور کر سلیمان کو سہا　　گوشۂ خاطر مین اپنے ہی مجھے جو کچھ فراغ
بلبل خوش نغمہ ہون لیکن اِس گلستان مین جہان　　نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ
خوش کبھی اِس بزم مین دو دل نہ دیکھے ایکجا　　دمبدم میناہی روتا ہی تو ہنستا ہی ایاغ
حیف اِس گلشن مین عاشق ہر طرف ہین ناقبول　　گل سے بلبل سے ناخوش مجھسے تو نت بد دماغ

دل اگر کھویا ہی سودا چھوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دیوانے کا طفلان سے تو پاوے سراغ

ای لالہ گو فلک نے دئے تجکو چار داغ　　چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
ڈرتا ہون جون سپند کہین اب چٹک نجاے　　ہی سوز دل مرے مین نپٹ بیقرار داغ
سینے مین سوز عشق ترا ہائے کب اٹھاے　　تا پھوٹ کر جگر کے نہو جاے پار داغ
خورشید حشر ڈھونڈھے تو پاوے نہ منہہ پہ رنگ　　ہو جاے دل مرے کا گر اُس مین دو چار داغ

دل سوز عاشقان کوئی سودا سا اب نہین
پروانہ جل مرے تو وہ ہو شمع دار داغ

❁ ردیف فا ❁

دیکھون ہون یون مین اُس ستم ایجاد کی طرف　　جون صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف
بے مشورت نگہہ کی تری طبع روزگار　　آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف
نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام　　دھنس گئے قفس مین دیکھکے صیاد کی طرف
غیرون کی بات پر نکھون کان مت رکھو　　لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ دار　　قمری گئی ہی کاٹنے شمشاد کی طرف

آنا ہی چمن یہہ کہ قدم تیرے چھور تکو گرد ہے جون پتنگ بھسم ہوکے پاے شمع
ٹپکا نہ تیری چشم سے مجھہ پر تو اشک گرم
جلنے سے اُسکے آپکو آگے جلاے شمع

لطف اُس چہرہ کے آگے کوئی یہان رکھتی ہی شمع
خوبی نظر و نمین جہان رکھتی ہی وہان رکھتی ہی شمع
بسکہ اُٹھا آگے سے اپنے نہ کر اب اُسکو خفیف
چشم پروانے مین اکعزت وشان رکھتی ہی شمع
سر پہ اُسکے بھی کیا فرض دھنین کی لت ہی
کاکل اِسطرح کی لب مشک فشان رکھتی ہی شمع
کٹی ہی عمر تاسف ہی مین اِس بزم کے بیچ
تو سہ انگشت کہ جسکو بدہان رکھتی ہی شمع
کیا کیا اِس خانہ پر دود مین تجھے بزم آرا
سوز اب نام ہی آنکا نشان رکھتی ہی شمع
شہرہ تاب وتب از بسکہ ہی زبان زد اُسکا
ہم بھی کہہ دین جو کوئی پوچھے تو ہان رکھتی ہی شمع
سوز تا سوز تفاوت ہی یقین کر سودا
داغ جو دل پہ ہی اپنے سو کہان رکھتی ہی شمع

❁ ردیف غین ❁

مت دکھہ لے بتانلی ست گیا ہی سوز داغ کردیا اِن ظالمون نے ملک دلکا بیچراغ

دیکھہ ہوتی ہی تجھے قمری و بلبل شادان　　تو ہی اِس باغ مین ای سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہی زیر بغل آبلۂ دل سودا
مے سے ہمکو نہین بے ساقی گلفام نشاط

یون ہی طریق عشق مین ہو راست یا غلط　　اجر جفا درست ہی مزد وفا غلط

قاتل کو بیگنہ کے تو پہنچے ہی مزد قتل　　وارث اگر قتیل کا لے خون بہا غلط

وا شد ہی دل مرے کو دم سرد سے مرے　　اِس غنچے کو شگفتہ کرے گر صبا غلط

قامت کو اپنے یار کی تشبیہ سرو سے
سودا اگر مین دون تو ز سر تا بپا غلط

❁ ردیف ظا ❁

زہے وہ معنی قران کہے جو تو واعظ　　پھٹے دہن کتئین اپنے کر رفو واعظ

بتون کی حسن پرستی سے کیا خلل دین مین　　خدا نے دوست رکھا ہی رخ نکو واعظ

ثبوت حق کی کریمی سبھون پہ ہی لیکن　　تری تو نفی کرم پر ہی گفت و گو واعظ

ڈرون ہون مین نہ کرین رند تیری داڑھی کا　　تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ

سخن ہی وہ کہ موثر دلونکا ہو نادان　　یہہ پوچ گوئی ہی جس سے ہی تجکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا توبہ کر آ سے
اب و دہن کتئین کر کے شست و شو واعظ

❁ ردیف عین ❁

گو اب نہ مجھہ غریب کی بالین تک آئے شمع　　دل بیکسی کا مجھہ پہ جلے ہی بجاے شمع

پروانے کے ہون مین اثر عشق سے خجل　　کیون منفعل تجھے نہین کرتی وفاے شمع

سینے میں دل جو ہی سوتیرے یاد کے لئے — جز دید کیا ہی دیدۂ خونبار سے غرض

طوبی کی چھاؤں تجھکو مبارک ہو زاہدا — ہی دلکو اپنے سایۂ دیوار سے غرض

پیارے کہیں یہہ مفت نہ دام مرنجائیے — غافل نہو تو مرغ گرفتار سے غرض

تم کان دھر سنو نہ سنو اُسکے حرف کو
سوداکو ہینگی اونی ہی گفتار سے غرض

ردیف طا

چاہنا نفع فردمایہ سے واللہ غلط — در کو سمجھے جو کوئی ہی بتہ چاہ غلط

خواہ ای رشک چمن راست سمجھہ خواہ غلط — گل ترے عہد مین بلبل کا ہو دلخواہ غلط

تکرتے تکرتے ہی کتان تجھہ بدن سیمین پر — عاشق ہر نہ سمجھہ اُسکو ہی بالله غلط

عشق کو تیرے چھپایا تو ہی دل مین لیکن — مخفیی آتش کا ہی رہنا بتہ کاہ غلط

دونونسے ہمنے اثر دل مین نپایا اُسکے — نالۂ شب ہی عبث آہ سحرگاہ غلط

اب تو ہی آمد وشد آپ کی ہرایک جگہہ — راہ ایدھر بھی جو کیجے گہہ و بیگاہ غلط

بزم آراستہ کی جسکے لئے ای سودا — آج آنیکی ادھر اُسکی ہی افواہ غلط

چودھوین رات ہی اور وہ دل عالم کاچور
دزد کا گھر سے نکلنا بشب ماہ غلط

توجو ہو پاس تو ہی صبح طرب شام نشاط — دیکھنا تجکو ہی ای جان و دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اُسے بخشے ہی — دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط

دل جنہو نکا ہی اسیری کے مزےسے آگاہ — ہی قفس بیچ اُنھیں عیش و تہ دام نشاط

عکس تا اُسکی نگہہ کا نہ پڑے جام کے بیچ — ہوسکے نشۂ مے سے نہ سر انجام نشاط

ثبات دوستی اے دل نہ دلبرون سے چاہ — کہ بارہا مین کیا اُنسے امتحان اخلاص

آرام پھر کہان ہی جو ہو دلمین جاے حرص — آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص
ممکن نہین ہی یہہ کہ بھرے کاسۂ طمع — دن مین کرور گہر جو بھر آوے گداے حرص
انسان نہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے — ذلت کوئی کسیکو نہ دیوے سواے حرص
نادان تماشہ طرۂ زر سے تو باز آ — جون شمع یہہ نہو کہ ترا سر کٹاے حرص
اپنے سوا اکسیکو نہ پایا حریص مین — کی قطع روزگار نے مجھپر قباے حرص
سودا بسر ہو خوبی سے اوقات ہر طرح
پر درمیان نہووے بشر طیکہ پاے حرص

❁ ردیف ضاد ❁

چشم بینا ہو تو لیکر گاسے ہی تا خار فیض — بخشے یارون کو بہر صورت جمال یار فیض
فیض ہی وابستۂ تار عقیدت ورنہ یار — نفع کی تسبیح بخشے ہی نہ کچھ زنار فیض
بخشے ہی یون تقویت دلکو مرے دشنام یار — جون دوائے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض
مہر سے جون ذرہ کو پہنچے ہی ضیا جو خوبرو — تیرے سنمکھ ہو تو پہنچاوے ترا رخسار فیض
جی بچے دون ہمتون سے تو غنیمت جانیو — کسکو گنج اپنے سے پہنچاوے ہی یار و مار فیض
کرکے صاف آئینۂ دل اُسمین تو دیکھ آپکو — بخشیگا ای یار تیرا ہی تجھے دیدار فیض
تو ہے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی
پڑھکے ایک عالم اُٹھاتا ہی ترے اشعار فیض

چھوڑا مین کفر و دین ہی فقط یار سے غرض — تسبیح سے نہ کام نہ زنار سے غرض

دوری ہی تری اپنے دل زار کو آتش | ہی باد چمن مرغ گرفتار کو آتش
یہہ گرم لگا پڑو ہین تری راہ طلب مین | یہان آبلۂ پا ہی سر خار کو آتش
اندام مین کچھ اُسکے تپ ہجر نہین ہی | دی عشق نے ظالم ترے بیمار کو آتش
گال سر پہ نہین دور و بجھانیکو مرید و | زاہد کے لگی گوشۂ دستار کو آتش
با چشم پر آب اُسکو مین دیکھو ہون مبادا | ہو وے نگہہ گرم مری یار کو آتش

ابر اُسکو بجھاتا ہی وہ بجھتی نہین سودا
وی لالۂ خود رو نے یہہ کہسار کو آتش

آشیانکو مت اُجڑا کرکے فریاد و خروش | باغبان ظالم ابھی سویا ہی ای بلبل خموش
دیکھے وہ انکھیان کوئی محراب ابرو کے تلے | ای مسلمانون ہی مسجد مین دکان می فروش

ابھرے ہی کیا حباب نمط ای حریر پوش | یہان جسکو دیکھئے سو ہوا ہی کفن بدوش
سیاحہ نیند زیر سقف فلک کیونکے سو سکین | ادھر دھل بجے ہی اُدھر نوحہ و خروش

❁ ردیف صاد ❁

وہ مانگتا ہون تر احق سے مہربان اخلاص | رکھے ہی خضر سے جون عمر جاودان اخلاص
دلو نمین بہتونکے مین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ہارا | کہین جو پایا بھی مین نے تو برزبان اخلاص
مجھے یقین ہی کہ اخلاص بھی ہی زر کا نام | کرے گدا سے نہ نواب اور خان اخلاص
دل اُسکا کیونکے ملے دل مرے سے ای یارو | جہان ہو تیشہ و سنگ اُس جگہہ کہان اخلاص
وہ کیونکے دوست ہو مجھسے مگر خدا چاہے | تو ہووے پنبہ و آتش کے درمیان اخلاص
نہ اپنے دید مین آیا کبھو بروے زمین | بنام ہو گا کوئی زیر آسمان اخلاص

ساقی گئی بہار رہی جی مین یہہ ہوس
تو منتون سے جام دے اور مین کہون کہ بس

کہہ اس چمن مین آکے نہ دیکھا مین جون حباب
آب رواں کو سیر کیا سو بھی یک نفس

❁ ردیف شین ❁

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہیں دیر کی وسعت
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ میرے دل سے مرا مصرع جانکاہ
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

یا نالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بھولا پھرون ہون آپ کو اک عمر سے لیکن
تجھکو نہ کیا دلسے مین زنہار فراموش

دل درد سے کسطرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنو حرف مین گفتار فراموش

سینے مین ہوا نالہ و پہلو مین دل آتش
دھڑکے ہی پڑا جی کہ نہو مشتعل آتش

اشک آتش و خون آتش و ہر لخت دل آتش
آتش پہ برستی ہی پڑی متصل آتش

یک لخط طرف ہوکے مرے دیدہ و دلسے
نادم تو سمندر رہی سدا منفعل آتش

یاقوت نہیں وہ ہی ترے لعل سے ای شوخ
جا ڈوب موئی آب مین ہوکر خجل آتش

داغ آج سے رکھتا نہیں ان سنگدلو نکا
مدت سے ہوئی ہی مری چھاتی پہ سل آتش

دل عشق کے شعلہ سے جو بھڑکا تو رہا کیا
ای جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

یک قطرۂ مے لے اڑی سودا کو جگہ سے
باروت کے تودے کو ہی بس ایک تل آتش

کیون نہ بھاوے اُسے قیمت شکنی سوداکی
جنس دل اپنی نمود آلنی نہین بازار ہنوز

یار کے حسن سے ہین بے خبر اغیار ہنوز
نہین اُس شعلے سے آگہ یہہ خس و خار ہنوز

بال و پر ہوتے نپائے تھے نمودار ہنوز
تب سے اِس کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ہو گئے پامال نکر ہمکو رہا اے صیاد
مشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

آہ یہہ کسکی شکایت ہی مرے دل مین کہ شرم
جسکی دیتی ہی نہین رخصت اظہار ہنوز

تب سے پامال ہی دل کا ورق صبر و قرار
سبق ناز نہ لیتی تھی وہ رفتار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈھونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہی اب سوداکا
مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

حق تعالی اُسے جیتا ہی رکھے دنیا مین
اِس قباحت سے نہین ہی تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو جگ مین اب تک
دشت ہین خاک بسر روتے ہین کہسار ہنوز

کئے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
جا بجا سوت ہی پانیکی تہ خاک ہنوز

ایکدن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
گرد پھرتے ہین گریبانکے مرے چاک ہنوز

باغ مین جب سے گیا تھا تو خمار آلودہ
گل ہین خمیازہ مین انگڑائی مین ہین تاک ہنوز

زخم دل پر ہی مرے تیغ جنونکا ناصح
تو گریبان کا نادان سئے ہی چاک ہنوز

کیونکے سودا مین کرون وصف بنا گوش اُسکا
کی نہین آب گہر سے یہہ زبان پاک ہنوز

❁ ردیف شین ❁

نفع یہان رکھتی ہی سودا آبیاری عشق

❁ ردیف ڑ ❁

منزل کے پہنچنے سے ورے قافلہ دے چھوڑ ای دل سمجھہ ان ہمسفرونکا گلہ دے چھوڑ
ہو صاعقہ اُس خار پہ صحرا مین الٰہی اُس دلکار عشق مین جو ابلہ دے چھوڑ
تکلیف مریدی مجھے کر شیخ سمجھہ کر اُس زلف کا کسطرح کوئی سلسلہ دے چھوڑ
ممکن نہین ہی روح مقدس سے جز بن کے
ایسی جو غزل ہووے تو سودا صلہ دے چھوڑ

ہی دیکھہ نخل وادی ایمن ہرایک جھاڑ روڑا ہی کونسا جو نہین طور کا پہاڑ
تیر نگہہ نے تیرے دلونکو اُلٹ دیا مژگان تری نے دی ہین صفونکی صفین پچھاڑ
کتنا شگفتہ رو ہی کہ مانند آرسی چھاتی کے جسکے سامنے کھل جاتے ہین کواڑ
منعم نہ مر بناے عمارت کی فکر مین یہہ سب حویلیان تھین جہانتک ہی اب اُجاڑ
بدتر ہی می کے پینے سے رشوت کلال کی کہہ محتسب سے دختر رز کی نہ کھاے بھاڑ
تنہا نہ شمع رووے ہی سودا کی خاک پر
گل بھی تو لوٹتے ہین گریبان کو پھاڑ پھاڑ

❁ ردیف ز ❁

بےخبر درد محبت سے ہی وہ یار ہنوز دکھہ سے دل دینے کے واقف نہین دلدار ہنوز
رحم سرگشتگی میری پہ اُسے کیا آوے نہین گیسون مین کنگھی اُسکی شب تار ہنوز
نہ ابھی قطرہ اشک اُسکی مژہ تک آیا نہ کھلا اُسکے گریبان کا کوئی تار ہنوز
آپ نالان ہو تو دیوے مری فریاد کی داد سو تو وہ گل ہی نہین بلبل گلزار ہنوز

سوزش داغ دل اپنے کی وفا ہی سودا
کیا کہوں نہیں کہ ہوئی شمع مزار آخر کار

پھینکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر — سیمرغ ہے پھر نہ عصا فیر ہوا پر
مرقد پہ مری موج نسیم آوے تو یوں جان — دیوانہ کہ خاک ہی زنجیر ہوا پر
گر خانۂ گردوں پہ نظر چشم فنا سے — ہی شکل حباب اِسکی بھی تعمیر ہوا پر
توسن پہ تجھے دیکھ کے مانی و بہزاد — اللہ نے کھینچی ہی یہ تصویر ہوا پر

سودا کی وہ وحشت جو یارب نہ کہے خاک
اُس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

اُٹھ جانے میں ہی زور مزا یار سے لڑکر — ملتے ہیں تو پھر چھاتی سے چھاتی کو رگڑ کر
پوجوں ہوں میں جس بت کو خدا کا ہی تراشہ — آذر نہیں لایا وہ مرے واسطے گڑھکر
خود کردہ کا درماں کہو میں کیا کروں یارو — دل اُنے لیا مجسے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر
کہتا ہی یہ سودا وہ نہ جاے گا کہاں تک — جا بیٹھو نگا دروازے پہ اب اُسکے میں گڑ کر

دانہ ہو سو سمجھے کہ محبت نہیں وہ شی
در پر کسیکے بیٹھیے جسکے لئے اڑ کر

دل نکر منت زراہ بیقراری بیشتر — ناز کو کرتی ہی یہاں الحاح و زاری بیشتر
ناصحا اُس عشق سے ہوتا ہی لذت یاب دل — جس میں حرمت کم ہو رسوائی و خواری بیشتر
یارو کیوں ہوتے ہو مستفسر مرے احوال کے — غم کو کھاتی ہی تمھاری غمگساری بیشتر
کیوں نہ لاگو ترک چشم یار اُس دلکے رہیں — صید چھپانے کے در پی ہوں شکاری بیشتر
کشت پر تخم عمل کے اپنے جتنا چاہے واں

غیرت ای آہ تجھے کچھ بھی ہی زہ سینے مین ‏ نی سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر

منفعل ہو عمل زشت سے ای دل کہ نہین ‏ عیب کو اپنے پہنچنا بھی ہنر سے باہر

راز دیر و حرم افشا نکرین ہم ہرگز ‏ ورنہ وہان کیا ہی جو ہو اپنی نظر سے باہر

اثر اُن نالون نے تمہین نہ کیا سن کے جنہین ‏ سنگ سے نکلے شرر شعلہ شرر سے باہر

ناصحا کچھ یہہ نصیحت سے نہین ضبط سرشک ‏ طفل آوے نہ کبھو ہووے کے در سے باہر

آوے ہی گھر سے وہ زاہد پسر اسطرح کہ جون ‏ نکلے ہی مہر گریبان سحر سے باہر

چرخ چڑھتے سنی ہی تیغ تری جسدم سے ‏ سر نکالا نہ مہ و خور نے سپہر سے باہر

دینے کو ملک سلیمان کے ہما یا مجکو ‏ پر قدم مین نرکھا دلکے نگر سے باہر

ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جون اشک مجھے ‏ کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر

جنس ناکارہ کے خواہان ہیئن خریدین مجکو
یہہ وہ سودا ہی جو ہی نفع و ضرر سے باہر

کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخرکار ‏ سمجھے اکسیر تجھے نکلا یہہ غبار آخرکار

داغ مت کہیو تو عشق کا ہم کہتے نہ تھے ‏ کیون دلا کی ہی نہ اس گل نے بہار آخرکار

ڈھب تغافل نہ تھا اس دلکے گرفتار یکا ‏ ہاتھ سے مفت دیا مین یہہ شکار آخرکار

باغبان تھا تجھے دو دنکی ہوا پر یہہ غرور ‏ نرہے باغ مین گل رہ گئے خار آخرکار

عشق ذرہ بھی اگر ہو تو اُسے کم مت جان ‏ ہو کے شعلہ ہی بھڑکے ہی یہہ شرر آخرکار

اسقدر جرعہ کش خون خلایق ہی تو ‏ جی دہڑکتا ہی کہ کھینچے نہ خمار آخرکار

ناصح اس جیب کے آیا تھا رفو کرنیکو ‏ گم کیا ہاتھ سے سررشتہ کار آخرکار

دل پرو دیا تو ہی تجھہ زلف مین ہمنے لیکن ‏ تاب گوہر کی نہ لا دیگا یہہ تار آخرکار

کب تری راہ کو پہنچے ہی فلک ای بلبل
زخم گل کو جو رکہے بخیہ و مرہم سے دور

پنبۂ داغ ہین سینے کے مرے ہی جو سوا
یارب اُس سوز کو رکہیو تو جہنم سے دور

چمن دہر مین توام ہی سدا شادی و غم
خندۂ گل نہ سہی گریۂ شبنم سے دور

آہوے دشت جنون ہون تو نہ سمجہ اپنا رام
بلکہ رتبہ مری وحشت کا سمجہ رم سے دور

نمک درد سے ہوتی ہی جو مجھکو سیری
زخم یارب نہ سہی سینہ کا مرہم سے دور

عقل نے ایکدن آکر یہہ کہا سودا سے
پاس یا ہمسے رہا کیجیے یا ہمسے دور

لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نکیجو پیارے
جسکا ثمرہ رکہے تمکو دل عالم سے دور

جوش سے میرے جنونکے کیا خوش آتی ہی بہار
پیرہن مین گل کے پھولی نہین سماتی ہی بہار

آشیان باندھے ہی کس امید پر ای عندلیب
آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہی بہار

کسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ ای باغبان
کہینچ کر میرا اگر بیابان یہان لے آتی ہی بہار

شور سن کر ہمنوا یون نکل آتا ہی یہہ دل
رخصت یک نالہ ای صیاد چاہتی ہی بہار

عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا
دیکہہ کر میرا جنون یارو لجاتی ہی بہار

کسکی آنکہون سے کہو آتی ہی مستی سیکہہ کر
اس برس نرگس پہ کیا دہوم مچاتی ہی بہار

خوش رہو ای عندلیبو اپنے گلشن مین مجھے
خانۂ زنجیر تہا خالی بلاتی ہی بہار

اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھے آتا ہی رحم
ایک تو تہا ہی دوانہ تسپر آتی ہی بہار

یہہ نہو عمر کرنا شب رستہ گھر سے باہر
سو جتن کیجئے تو ٹک نکلے وہ در سے باہر

طاقت اک آن تحمل کی نہین یہان اور دوست
صبر فرماتے ہی مقدور بشر سے باہر

تک اس برس تو کر آزاد پھر سمجھہ لینا — چمن مین اسکے نپٹ آب و رنگ ہی صیاد
اشک کو کب ہی شناساے گھر سے پیوند — صاحب درد کی ہی اسکو نظر سے پیوند
دلکو میرے نہ جدا دلسے کر اپنے ظالم — مین کیا ہی یہہ بہت خون جگر سے پیوند
دامن ابر نچڑتا ہی جو اتنا شاید — کسی عاشق کے ہوا دیدۂ تر سے پیوند
کون ایسا ہی جسے دست ہو دلسازی مین — شیشۂ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند

کھینچتا کیون ہی عبث ناز طبیب ای سودا
درد کو دلکے نہین درد جگر سے پیوند

❁ ردیف ذال ❁

دفتر دھر کا ہی پیش نظر ہر کاغذ — لکھے اپنے کا نہین علم ہی کیونکر کاغذ
لکھہ رکھا ہی نہ ملے گو ترے یہان ظلم کی داد — دونگا حاکم کو بہنگامِ محشر کاغذ
لکھنے سے وصف بناگوش کے تیرے ای یار — پاوے ہر ملک مین اب قیمت گوہر کاغذ
اُسکی مین راستیٔ قد کی ثنا لکھتے وقت — نہین پایا کبھو محتاج بہ مسطر کاغذ
نامہ اُس شوخ کو مین کرکے رقم ای یارو — اتنا دیا ہون کہ لے جائے شناور کاغذ
وہ تو مجمر مین طرح عود کی دے ہی آتش — جب اُسے بھیجون ہون مین کرکے معطر کاغذ

بسکہ رنگینیٔ معنی ہی مرے دیوان کی
ہر ورق کا ہی گلستان کے برابر کاغذ

❁ ردیف را ❁

غم سی پھرتی ہی یون اس دل پرغم سے دور — جون پھرین اہل طرب خانۂ ماتم سے دور
گذری جس غمسے ہمین زندگیٔ دو روزہ — رکھے اُس غمکو خدا ماہ محرم سے دور

تم اپنے جور سے بہت سمجھیو کہ نالان ہون   یہہ دوستونکی ہی دوری سے دشمنان فریاد

نہ میرے دلکی خموشی ہی موجب آرام   کبھو ہوا ہی کرے مرغ نیم جان فریاد

قسم ہی گل کی تجھے عندلیب سودا سے   جو تو کیا نکرے مالکے ہر زمان فریاد

برنگ نی نفس غیر نامدد نکرے

کبھی نکرسکے تنہا وہ ناتوان فریاد

بزم مین وہ شمع رو یارب کریگا کب ورود   یون ہون اتش زیرپا جسطرح مجمر مین ہو عود

آتشین رخسار پر اسکے کیا خط نے نمود   گھر جلا وے دیکھئے کب کا اس اتش کا دود

رونق افزا کیون نہو اس چہرے پر اغاز خط   جتنی ہو تاریک شب ہو نور شمع اتنا فزود

کہتے ہین نیلم جسے تھا فی الحقیقت مین وہ لعل   ہو گیا ہی رشک سے تجھہ لبکے رنگ اسکا کبود

ہی مسلم حسن مہ ہر چند بیشش کائنات   گر ترے ہم جم ہو بیٹھے تو ہی پہلو کا غدود

زاہد ایکے مغ ملے می اس بوکی کھینچی ہی کہ آج   کوئی میخانے سے گذرا محتسب پر ھتا درود

یان فقط بجتی ہی ڈھولک دخل کھانیکا نہین   مت دکھا ساتھہ اپنے پای خلق شیخ اتنا نکود

اجر رندونکو ہی اسکا گو اکرین زاہد نماز   غیر کی نام اور ہی کرتا ہی خاتم کا سجود

مین زمانیکی نہین ہرگز سخاوت کا مقر   مجھہ نہین کب لے ہین کچھ دیکر کسیکو اہل جود

یہہ دنی جو تجھکو سوپنے اسکو اپنا مت سمجھہ   بے ہی یہہ مکڑیکو لاکا کر حساب تار پود

کوچ اس منزل سے یارو دکا نہین ہی جائے غم   ہم بھی جا پہنچینگے آخر پاس انکے دیر و زود

نقد دل دیکر کہین جی کو بلا مت مول لے

ہان ای سودا نہین زنہار اس سودے مین سود

یہہ زندگی مری وحشت کا ننگ ہی صیاد   قفس مجھے ترے چنگل سے تنگ ہی صیاد

نہ بیچے دل کہین یار و بزیر نیلی کاخ — ہین دلبران جہان بہر مرغ دل طباخ
کسی سے ہو نہ علاج رہ اذیت دہر — کہ بند ہو نہ سکے منہہ پہ موش کے سوراخ
کریم وہ بہ تواضع کرم جو کرتے ہین — ثمر ٹہہرتی کے دیے ہی جو پر ثمر ہی شاخ
سخن اُنہو نکا جہان مین قبول دلہا ہی — سخن نگر سخن مقبلان مین ہو گستاخ

مین مرغ معنی کا اپنے ہون پوست کن سودا
جو شاہباز ہین کب پو دہنے کے ہون شلاخ

یہہ ہاتھہ ہو سکے زلف اُسکی سے کہان گستاخ — نسیم وشانہ مگر ہو تو ہو وے وہان گستاخ
چمن کی سیر مین اُسکو اگر سنے دم صبح — چلی نجائے صبا سوے بوستان گستاخ
مزور ہی ادب خفتگان خاک اے یار — قدم زمین پہ نرکھہ زیر آسمان گستاخ
سمجھہ کے کوچہ مےخانے سے گذر زاہد — کہ رند ہوتے ہین اکثر بزاہدان گستاخ
کچھہ اُسکی بے ادبی کا گلہ نہین مجھکو — نظارہ بازون سے ہوتے ہین مہوشان گستاخ
نہ جائیو کبھو اے شیخ بزم خوبان مین — کہ تو وقار طلب اُنکی ہی زبان گستاخ

نہین مرا سخن طبع زاد اے سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین تو رجہان گستاخ

❁ ردیف دال ❁

لے آئے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد — ہوئی کسیکی نہ اُنمین سے رایگان فریاد
کیا ہی قد کو مرے شاخ ارغوانکا رشک — تمہارے ہاتھہ سے اے چشم خون فشان فریاد
مین دیکھتا ہون جسے ہی وہ آپ ہی نالان — تمہاری کیجئے کس پاس اے بتان فریاد
ہوا ہی اسکو مرا حال باعث تضحیک — کہ دیکھہ کر مجھے کہتا ہی شوخ ہان فریاد

تجھ بن آنکھونسے مری مردم ہوئے صحرا نشین
صفیان سے مجھ اشک کے ہر گھر ہی ویرانیکی طرح

کاٹتے کرپاتے ہی ناگن تب اثر کرتا ہی زہر
سیکھ لی زلفونسے تیری اُنے بل کھانیکی طرح

گھر کیا اپنا بتان نے دلکو میرے دے شکست
توڑ کر کعبہ بناتے ہین یہہ بتخانیکی طرح

جاے گل توڑین ہین گلچین باغمین اب چوب گل
کچھ نظر آتی ہی ای سودا بہار آنیکی طرح

آہ کس سرو مین قمری ہی قد یار کی طرح
نالہ کرتی ہی تو میرے دل افگار کی طرح

طفل و کنجشک کا دیکھا ہی کبھو ربط بہم
دل ہے میرے بھی اس شوخ کی ہی بیمار کی طرح

مجھ فروتن کی ہی جون نقش نگین بات سند
گو بظاہر نہو شنیدہ ہی میری گفتار کی طرح

دیکھتا ہون مین تری بزم مین ہر ایک کا منہہ
طلب رحم کی نظرونسے گنہگار کی طرح

ڈالی بازار جو سودا نے متاع دلکو
لٹ گئی دیکھتے ہی جنس خریدار کی طرح

تجھ بن بہت ہی کٹتی ہی اوقات بیطرح
جون تون کے دن تو گذرے ہی پر رات بیطرح

ہوتی ہی ایک طرح سے ہر اک کام کی جزا
اعمال عشق کی ہی مکافات بیطرح

بلبل کر اس چمن مین سمجھ کر تک آشیان
صیاد لگ رہا ہی تری گھات بیطرح

پوچھا پیامبر سے جو مین یار کا جواب
کہنے لگا خموش کہ ہی بات بیطرح

مانے نہ دیگا اُسسے تجھے ایک دم رقیب
پیچھے لگا پھرے ہی وہ بد ذات بیطرح

سودا نہ مان کر اپنی تو اب زندگی پہ رحم
ہی اُس سے جو اُنکی طرز ملاقات بیطرح

ردیف خا

مانی نہ بند ہیگا کبھو نقش آسکی کمر کا — فرسودہ تکز خامہ کو اب فائدہ کیا ہیچ

کیا قافلۂ عمر سبک رو ہی کہ جس میں — چاہے جو سنے شامعہ آواز درا ہیچ

شاہان سے سوال اپنی رعونت شکنی ہی — کو نہیں تاک ورنہ ہی پیش فقرا ہیچ

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی — دیکھا جو اُنھیں جاکے تو عمامہ سوا ہیچ

سودا اسے کہا میں کہ ترے شہرے کو سنکر — جو دیکھا تجھے آکے تو ای سر و پا ہیچ

بولا کہ تجھے یاد ہی وہ مصرع بیدل

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

یاروں ہیں گیا عہد اسے مانیو تم سچ — دل پھر نہ کہیں دوں جو رہے ایکے یہہ جی بچ

جینے کی تو کوئی شکل نظر اب نہیں آتی — واں پرورش جور و جفا اپنی یہاں بچ

وہ دیا ہی شفق بیچ ضم پنجۂ خورشید — یا مہندی کا ہاتھوں پہ ترے رنگ رہا رچ

ایام جدائی کی مصیبت سو کہوں کیا — پھر رات قیامت ہی جو دن کاٹیے مر بچ

جاویگی چلی بوی گل اس باغسے عریان — گو غنچہ بھرے راحت سے بقچے کو مچا مچ

گالی نہیں لے بوسہ مرے دل پہ گوارا — جھوٹھا کوئی کھاتا ہی تو میٹھے ہی کے لالچ

ہر بیت رکھے ہی یہہ غزل ایسی ہی مضبوط

سودا جو کوئی ریختے کے گھر پہ کرے گچ

❁ ردیف ح ❁

شمع میں ہر چند ہی سر سے گذر جانیکی طرح — کھب گئی دلمیں ہمارے ایک پروانیکی طرح

یا تبسم یا نگہہ یا وعدہ یا گالی سے پیام — کچھ بھی ای خانہ خراب اس دلکے سمجھانیکی طرح

بابلو نکو دوں ہوں دیوان فغانی کا میں درس — ورنہ گلشن میں ہی مبری کونسی جانیکی

ابر مین ای یار رہ سکتا ہی کتنا آفتاب چہرے کو ہمنے نقاب اندر چھپانا ہی عبث
پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجھہ بغیر گذری سو گذری جو کچھہ اسکا فسانا ہی عبث
ناصحا داغ جگر جون شمع پہنچا تا قدم جل چکا جب سب کچھہ آتش کو بجھانا ہی عبث
غیرت ای سودا نہین ہی مقتضی اِس بات کی
جیکے دور ہمین پھر اُسکو منہہ دکھانا ہی عبث

❁ ردیف چ ❁

سودا گرفتہ دلکو نہ لاؤ سخن کے بیچ جون غنچہ سو زبان ہی اُسکے دہن کے بیچ
پانی ہو بہہ گئے مرے اعضا نین کی راہ باقی ہی جون حباب نفس پیرہن کے بیچ
جن نے نہ دیکھی ہو شفق صبح کی بہار آ کر ترے شہید کو دیکھے کفن کے بیچ
وہ خار سرخ رو نہین اہل جنون کے پاس یا بوسہ کو مرے جو نہ پہنچا ہو بن کے بیچ
کل رخصت بہار تھی شبنم صفت مین زور رو یا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ
آتش کو ہمین دیکھہ کہ شعلہ ہی بیقرار آرام دل جلو نکو نہین ہی وطن کے بیچ
بعد از شباب ہون تری انکہیان زیادہ مست ہوتی ہی زور کیف شراب کہن کے بیچ
سودا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچھہ کہون
ایسی کی اک نگہہ کہ رہی من کی من کے بیچ

سیر چمن عمر جو کی ہمنے تو کیا ہیچ رنگینی ہی جوانی کا گل اُس مین سو بقا ہیچ
شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہی اک آواز عاشق کا یہہ دل ہی کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ
اسباب جہان دلنے کیا جب نظر انداز پوچھا جو مین کیا دیکھا ہی دیدا نے کہا ہیچ
ناصح تو نہین چاشنی درد سے آگاہ بے عشق بتان جینے کی لذت بخدا ہیچ

مائین ہیں کسے واقف اسرار محبت پوچھیں نہ خدائی کو پرستار محبت
کیون مجھکو نہ مار اغم دوری نے تری آہ کس منہہ سے کرون نگاہین پھر اظہار محبت
گرتے ہیں اسیران قفس دام مین فریاد لے سکتے نہیں سانس گرفتار محبت
کیون کر نہ کراہے وہ دل ای ناصح بے درد جس دلمین کھٹکتا ہو پرآ خار محبت
ہر جرم کو ہی عفو ترے عہد مین ظالم گردن زدنی ہی سو گنہگار محبت
باتون سے کچھ اپنی نہیں تیرا گلہ منظور شکوے سے مزا دیتی ہی گفتار محبت
تک سادہ دلی پر تو مری رحم کر ای یار ہون تجھسے ستمگر سے طلبگار محبت
روتی تھی مرے حال پہ بے مہرئی افلاک جس روز کیا تجھسے مین اقرار محبت
ہر خار سے الجھا ہی مرا دامن پرواز ہون رشتہ بپا بلبل گلزار محبت

دل طوطی خط کو نہ دے اس شوخ کی سودا
کھاوے گا اس آئینے کو زنگار محبت

نالے اپنے کا چمن مین جو کرون ساز درست کب نکل سکتی ہی بلبل تئے پھر آواز درست
سرو گلشن کو قد یار سے کیا نسبت ہی قامت اسکی مین قیامت کا ہی انداز درست
اور ونکا ناز بھی دیکھا ہی تو بدخوئی ہی ناز بیجا جو کرے تو تو ہی وہ ناز درست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز درست

مغ نے دی پگڑی پہ زاہد کی مجھے آج شراب
کام سودا کا بھی ہوتا ہی خدا ساز درست

❁ ردیف ثا ❁

جسکے خط اترے تو اس سے دل لگانا ہی عبث سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہی عبث

کیمیا خاک در شاہ نجف ہی سودا
حق تعالی کرے اِسطرحکی اکسیر نصیب

کیا تاب ہی جو منہہ پہ ترے آوے آفتاب — دیکھے جو پھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب
اِس کھڑے کے حضور کیتے بھاوے آفتاب — یہہ دل جلونکی گرمی کہان پاوے آفتاب
دیکھے سے منہہ ترا تو یہہ کہتا ہی شرم سے — یارب پھٹے زمین تو سماجاوے آفتاب

ز دیهنے تماشے

ہندو ہیں بت پرست مسلمان خدا پرست — پوجون مین اُس کسیکو جو ہو آشنا پرست
اِس دور مین گئی ہی مروت کی آنکھہ پھوٹ — معدوم ہی جہان مین چشم حیا پرست
دیکھا ہی جب سے رنگ کفک تیرے پانو نمین — آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہیں حنا پرست
چاہے کہ عکس دوست رہے تجھہ مین جلوہ گر — آئینہ وار سولکو رکھہ اپنے صفا پرست
آوارگی سے خوش ہو نمین اِتنا کہ بعد مرگ — ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست
سودا سے شخص کیتئن آزردہ کیجئے
ای خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

نظر آجائے ہی جیسی کہ ہندستان مین صورت — کبھو کاہیکو خالق ایسی ہوئی کنعا نمین صورت
زلیخا سے کہو تک دیدہ تحقیق سے دیکھے — بہ از یوسف نظر آویگی ہر انسان مین صورت
چمن مین شور ہی تجھہ جامہ زیبای کا کہ ہر گل کی — نظر آتی ہی چاک جیب کی داما نمین صورت
مرا دل کیون نہ میرے خونکا پیاسا ہوا یظالم — ملے ہی اُسکی تیرے تیر کے پیکانمین صورت
زمانے کو بھلا سودا کوئی کسطرح پہچانے
کہ اِس ظالم کی کچھہ سے کچھہ ہی ہر ایک آنمین صورت

صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا
کچھ ڈھلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب

آپ جسکو چاہئے اور وہ پچاسے دو جواب
دوستی ایسے کوئی کیونکر نباسے دو جواب

پھر کہان طالع کو ہمسے آپ ہوویں ہم کلام
عرض جب اپنا کرین احوال کاسے دو جواب

کب کہا ہمنے نہ اوروں سے ملو لیکن میان
وہ چاہیں چاہئے کہ سب عالم مراسے دو جواب

کوئی تمسے دوستی کو کرکے اب کسواسطے
روگ اپنی جان کو ناحق لگاسے دو جواب

جسکو دعوا ہے غلامی تمسے ہو اُس شخص کو
کیا مناسب ہی کہ بعد از سال وماسے دو جواب

کھولی گرہ جو غنچے کی تونے تو کیا عجب
یہہ دل کھلے جو تجسے تو ہو ای صبا عجب

گل داد عندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری ہی پہنچنا ترا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تو بھی وہ بت نہ رام ہوا ای خدا عجب

بیگانہ وار آ کے نپوچھا کبھی ہمین
تم بھی تو کوئی ہو مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی و لے
ای شیخ دیکھنے کی ہی آب و ہوا عجب

گو چہ ہون زیر فلک نالۂ شبگیر نصیب
پر اسے کیا کرون یار وہنین تاثیر نصیب

جب تب اُسکو ہی تری زلف گرہ گیر سے کام
کس قدر یہہ دل دیوانہ ہی زنجیر نصیب

تونے دل کو نہ بنانے میں کسیکو دیکھا
ظاہرا دھر میں یہہ گھر نہین تعمیر نصیب

جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہو نمین
بسکہ مجھسا کوئی دیکھا ہی تعزیر نصیب

کوئی تو کشتۂ ابرو ہی کوئی مژگان کا
تیغ قسمت مین کسی کی ہی کوئی تیر نصیب

جون لالہ پر از خون جگر جام نہ آیا

نور اخذ ہنر کرنے مین دلکا مین گنوایا — جون آئینہ جوہر نے مجھے عیب لگایا

جلوے سے ترے ہم ہیں صنم بزم جہان مین — گر شمع نہووے تو شب تار ہی سایا

کام آب کا لے خاک سے بھی روشنی طبع — آئینہ نے منہہ گرد سے بھر عمر دھلایا

جو خاک نشین ہیں نہ اُنہیں سمجھو کم قدر — وہ دانۂ خرمن جسے ماٹی مین رُلایا

ہی جس سے یہہ فیض کہ صحبت مین بتانکی — بدخلقی جسے کہتے ہیں سو ناز کہایا

صباغ خرابات جہان مین ہون کہ جسنے — نام اپنے بزرگونکا خُم مَے مین ڈبایا

کچھ کو کسی خاطر مین نہ لایا ہمین کوئی — رتبہ کسی خاطر مین ہمارا نہ سمایا

مین ننگ ہون اتنا کہ قبیلے مین سے کوئی — میراث کے بھی لینے کو وارث نہ کہایا

رونے نے کیا حال دل اُس شوخ پہ روشن
سودا نے دیا عشق کا پانی سے جلایا

ردیف با

نالہ سینہ سے کرے عزم سفر آخر شب — راہ رو چلنے پہ باندھے ہی کمر آخر شب

صانس ٹھنڈھی کسی مایوس کی ہی ورنہ نسیم — گر سکے ہی ترے کوچے سے گذر آخر شب

مژدۂ وصل ترا یار مجھے یون پہنچا — جون مہ عید کی صائم کو خبر آخر شب

دوست ہرچند ہمارا ہی موذن لیکن — دشمن خواب ہی جون مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہی شکل کا اپنی کہ سدا — آئینہ ہاتھہ مین مشرق کو نظر آخر شب

وہ کون نالے تو نہ لب پر تو کرون کیا ایدل — شام تدبیر ہی نے اُس مین اثر آخر شب

انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے — بزم مستان پہ نگہہ غور سے کر آخر شب

چشم اہل قبلہ مین آج اُسکی جو ن مردہ تھا
حیف ایسا شخص جو خاک در بتخانہ تھا

کرتا ہون سیر جب سے یہہ گلستان بنایا
کیا جانے گل خدا نے تجھسا کہان بنایا

اک نام تو سنا ہی دیکھا نہین کسی نے
حق نے نشان عنقا تیرا دہن بنایا

جتنے ہین خوبرویان سب دلستان ہین لیکن
اللہ نے تجھی کو ایک جان ستان بنایا

جنس دوم کو اول بزاز کھولتا ہی
یوسف سے تو ہوا مین تجھکو گران بنایا

تو مت لگا ترا سکو ای باغبان کہ ہم نے
نزدیک آتش گل اب آشیان بنایا

عالم کے قمری آبسا ہی طوق بندگی کا
قامت کو جب سے تیرے سرو روان بنایا

اکثر نشان بنے ہین عالم مین نام خاطر
تو نے سخن کو سودا اپنا نشان بنایا

پایا وہ مین اس باغ مین جو کام نہ آیا
کچھ اپنے لئے جز ثمر خام نہ آیا

ای زمزمہ پرداز چمن نالہ ہمارا
وہ مرغ نہ سمجھے جو تہ دام نہ آیا

گو شکل کمان خانۂ گردون ہی منقش
پر اُسمین نظر گوشۂ آرام نہ آیا

بستان تو پر از میوۂ اقسام ہی لیکن
سائے مین کسو نخل کے آرام نہ آیا

ہی رنگ تماشائے جہان صورت خورشید
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

ہر عید رنو لے کیا قصد کہ دیکھے
لیکن وہ کبھو تا بلب بام نہ آیا

ہی طرفہ تماکہ رہون لب بلب اُسکے
جس سے کہ کبھو بوسہ یہ پیغام نہ آیا

آفات ہی ای چرخ اُٹھاجانی ہی تو نے
ظالم کسی گرتے کو تجھے تھام نہ آیا

یون منہہ نہ دھو اصبح کہ آگے مرے سودا

گل مت سمجھیو باغ مین ای عندلیب زار غنچے کا دل دہن پہ کسیکے بکھر چلا

نشو و نما پہ تھا تو ہمارا نہال عشق خوبون کی سرد مہری سے لیکن ٹھٹھر چلا

گذرا اپنے دل مین یار کا کچھ کم ہی اندنو آلودہ آب گرد سے تھا پھر نتھر چلا

اِس بحر مین ہی موج کی حافظ شکستگی فیصل ہوا حباب کہ جسدم اُبھر چلا

ابکی ہی یہہ بہار کہ یارو سوئی باغ زاہد گرو کلال کی دستار دھر چلا

غافل ہی اِس مریض سے ظالم کہ جسکے پاس آیا کوئی تو پونچھتا اشک اپنے گھر چلا

عالم تو مر رہا ہی ہر ایک آن پر تری تیغ و سپر تو لے ایکے یہہ کسپہ بپھر چلا

سودا کے زرد چہریکو شوخی کی راہ سے
کہتا ہی تیرا رنگ تو کچھ اب نکھر چلا

جب بزم مین بتانکی وہ رشک مہ گیا تھا آئینہ مین ہر پری رو منہہ دیکھ رہ گیا تھا

کیا کیا دلا کے غیرت رکھا مین بازدلکو ورنہ سبھی باتین تیری مین سہہ گیا تھا

سودا پھر آج تیری آنکھین بھر آئیان ہین عالم کے ڈوبنے مین کل کچھ بھی رہ گیا تھا

ٹکڑے ہوئے جگر کے آنسو رہ بھلے کو
خونناب دل سے ورنہ آفاق بہہ گیا تھا

عشق کی خلقت سے آگے مین ترا دیوانہ تھا سنگ مین آتش تھی جبتو شمع مین پروانہ تھا

بوسہ لطف و عنایت ہم پہ جب آیا فلک سر پہ جو تیر بلا بیٹھا سو وہ پرخانہ تھا

اختلاط اہل آبادیسے دل آیا ہی تنگ ای خوشا وقتیکہ تنہا ہم تھے اور ویرانہ تھا

اِس چمن مین جب تلک ہم نشۂ ہستی مین تھے عمر کا اپنے پر از خون جگر پیمانہ تھا

ایک برہمن زادہ کل کہتا تھا یہ ان ملکے ہاتھ ہم مین اور سودا مین یاری کسقدر یارانہ تھا

اور سب وکھرا ہو کے لگا رو گئے آگا

عشاق تیرے سب تھے پر زار تھا سو مین تھا
جگ کے خرابہ اندر اک خوار تھا سو مین تھا

داخل شہید و نمین تو لوہو لگا کے سب تھے
شمشیر ناز سے پر افگار تھا سو مین تھا

سنبل کے بیچ مین دل تیرے نہ تھا کسی کا
نرگس کا ایک تیری بیمار تھا سو مین تھا

تجھ گھر مین عرض و مطلب کسیکے نہ تھا زبان پر
در پر جو تیرے نقش دیوار تھا سو مین تھا

داغ محبت ایگان جب تھا ترانہ جگ مین
داغون سے جسکا سینہ گلزار تھا سو مین تھا

گو عشق مین تمہارے عشاق اب مقر ہین
اول زبان پہ جسکے اقرار تھا سو مین تھا

تجھ عشق مین نصیحت سب یار مانتے ہین
ناصح کی ہر سخن سے بیزار تھا سو مین تھا

اس میکدے مین سودا ہم تو کبھی نہ بہکے
سب مست و بے خبر تھے ہشیار تھا سو مین تھا

اسیری کی جولنت سے پر آ ڈھب آشنائی کا
مزا دردمندے دلسے ہوا رخصت رہائی کا

تماشائے نوا دکھلاتے ای صیاد پر بیری
نگاہ سرمہ سا ہو جب ہی اپنی بے نوائی کا

ہوا جاتی رہی وعدون ہی مین تو شک نہ ایکی
جواب بھی سو رہو مانگو تو جار آہی دلائی کا

برائے چشم بیمار بتان موزون سے موزون ہی
جو ہر مصرع ہو میل سرمہ دیوان شفائی کا

کمال کفر ہی ای شیخ ایسا کچھ کہ اُس بت نے
پرستش سے مری پیدا کیا جلوہ خدائی کا

عجب قسمت ہماری ہی کہ جس کی شمع الفت سے
چراغ دل کیا روشن سو ہی داغ آشنائی کا

عجب شانے کے طالع ہین کہ اُسکے ہاتھہ کی سودا
پڑی ہی کوتہی اس زلف کی بو جب رسائی کا

ساقی جمی مین، جھوڑ کے مجھکو کدھر چلا
پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا

خون کے ہر قطرے سے کہتا تھا یہی لخت جگر — تو مژہ تک بھی نہ پہنچیگا کہ مین بہ آیا
معنی خامہ کی زبان کے جو مرے رنگین ہی — حسن وزدوکی مین بندش مین نہ اُسکا بھایا
بے تصنع تجھے کہتا ہون یقین کر سودا
گل جدا شاخ سے جسدم کہ ہوا مرجھایا

اب تلک عشق کا طوفان نہوا تھا سو ہوا — تجھسے جو دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا
جنے دیکھا ترے منہہ کو کہا سبحان الله — قدرت حق سے نمایان نہوا تھا سو ہوا
خون دل چشم سے بہتا تھا مرے دامن تک — موج زن تا بگریبان نہوا تھا سو ہوا
قابل شانہ ہوئی زلف تری جسدن سے — کبھو جو دل کہ پریشان نہوا تھا سو ہوا
داغ تجھ عشق کا چمکے ہے مرے دل کے بیچ — مہر ذرے مین درخشان نہوا تھا سو ہوا
خط کی خوبی ترے عارض پہ یہہ کہتی ہی کہ مور — رونق ملک سلیمان نہوا تھا سو ہوا
ابر مژگان کے تصدق سے ترے ای سودا
سبز و خرم جو بیابان نہوا تھا سو ہوا

شبکو جو چھپا رہ تو سحر کہنے یہہ لاگا — داغی وہ غلام آج مرارات سے بھاگا
پہنچے نہ حلاوت کو کبھو اُسکے دہن کی — قند نے گو پستے کو شیرینی مین پاگا
تو رشتۂ عمر اپنی سے ناپے جو مری بات — مت حرص و ہوا باندھ کہ بودا ہی یہہ تاگا
اتنا نہ ستم کر کہ اٹھون خواب عدم سے — سب محشریان بولین عجب فتنہ یہہ جاگا
جلوے لو بہار اُسکے کوئی پہنچے ہی سودا — گو لالہ و گل باغ مین سودا کرین باگا
گل سر چمن کو جو گیا تھا طرف باغ — گلگشت کرنا اُدھر سے جو نہین پھرے وہ لاگا
پیچھے سے تو دامن کتئین خار نے کھینچا

رکھے ہی اب تک ہزار جا سے ز دوشش بھی سینہ فگار اپنا

جو گزرے مجھپہ مت اُس سے کہو ہوا سو ہوا
بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
میرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

پہنچ چکا ہی سرِ زخم دل تاک یارو
کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا

کہے ہی سنکے میری سرگذشت وہ بے رحم
یہہ کون ذکر ہی جانے بھی دو ہوا سو ہوا

یہہ کون حال ہی احوال دلپہ اے آنکھو
نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا

خدا کے واسطے آ درگذر گناہ سے مری
نہوگا اب کبھو اے تندخو ہوا سو ہوا

دیا اُسے دل و دین اب یہہ جان ہی سودا
پھر آگے دیکھئے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

جام خالی سے جو ساقی نے مجھے دھکایا
کہا مین بخشیئے صاحب مجھے مین بھر پایا

پرا دریا پہ جو اُس زلف سیہ کا سایا
کالا کالے کا بھی دیکھا ہی نہ یون لہرایا

مین بندھا تار نگہہ کا ہون قفس مین آیا
دام صیاد نہ خاک نہ مین بچھوایا

لیلۃ القدر تھی یارو جو شب وصل تو کیا
آخر اِس شب نے مجھے روز سیہ دکھلایا

سمجھا تھا مین خطر راہ محبت ناصح
میری تقصیر نہین دل نے مجھے بہکایا

یہہ تو دو چیز سے خالی نہین ای رشک بہار
داغ تجھ عشق کے لالے کے ہین یا گل کھایا

ہمسری کی مہ نو نے جو ترے ابرو سے
بدر کر چرخ نے چہر پسے اُسے گھسوایا

مت کر اغماض خط آنے پہ کہ یہہ قاصد غیب
نازبرداروں کو تیرے خط رخصت لایا

رات جو رند ہوئے شیخ سے عمامہ طلب
شیخ نے کام بزرگی کے تئین فرمایا

گرچہ رویا مین ترے غم مین بہت سا لیکن
اپنے رونے کا مجھے رات تسلسل بھایا

گردن سو گیا آہ نا امیدی وہ ہووے کس طرح یار اپنا
نہ گھر مین رہنا ہی اُسکا شیوہ نہ ساتھ پھر ناشعار اپنا

نگر ہو آباد جسکے دل کا نپوچھ اُس سے تو دکھ ہمارا
یہہ دردسن اِس رئیس سے تک جولتے ویکھا دیار اپنا

جو ہوم آنے سے تیرے خط کے اب ایکعالم مین مچ رہی ہی
چمن مین وہ شور ڈال سکتی ہی منہہ تو دیکھو بہار اپنا

اثر ہمارے سخن کا ظالم نہین ہی سوا ایک تیرے دل مین
وگرنہ وہ سنگ کونسا ہی نہووے جسمین بشرار اپنا

جہان تڑپتا ہی دل ہمارا کبھو تو ظالم وہان گذر کر
کوئی بھی دیا و چھوڑ جاتا ہی کر کے بسمل شکار اپنا

نہین جنھین عقل وہ کرین ہین طلب ہوس سے کیمیا کی
جو فہم ہووے تو بہ از اکسیر ہی یہہ مشت غبار اپنا

ہوا نہ روز فراق مین یون کہ ایکدم بھی مین آپ مین ہون
نہ ہتے دیکھا کبھو برے وقت آپ کو بھی مین یار اپنا

گران طبیعت جو ہو رہی ہون نہوئے وہ دن نصیب اپنے
خدا اُٹھا لے ہمین جو ڈالین کسی کی خاطر پہ بار اپنا

برنگ تاک ابتدا تا پھرے ہی جہان تو باغ جہان مین سودا
مین کیا کہون وان سے وہ وہ سیار کرگئے ہین گذار اپنا

چمن نہ تنہا جنھونکے غم مین ہنوز چھاتی پہ کھائے ہی گل

دندان ولب پہ سا ذے تھا نیم جان مین لیکن — مسّی دو اُنگلی مانگر کھا یا جو پان مارا

کہتے ہیں عشق جسکو مت پوچھو ہی وہ کیا شی — ایک زہر ہی کہ جنے پیر و جوان مارا

مہمان جو کوئی آیا گھر آسمان دنی کے — دو دن کھلا کے روٹی جی سے ندان مارا

پیوند ہو زمین کا یارب شتاب ناصح — سی سی مرا گر یہان اُنے تو جان مارا

سوتے سے رات کروٹ اُنے نہ لی اودا اپنی — آہ و فغان سے برہم سارا جہان مارا

سودا کو بات کرتے تجھسے کبھو نہ دیکھا

کہہ کس گنہ پہ تو نے وہ بے زبان مارا

یہان اِس شرم سے عیسی نے گذارا نہ کیا — چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا

کس گلی دیکھ کے مین اُسکو پکارا نہ کیا — مر کے تک دیکھنے کا ننگ گوارا نہ کیا

کسی کا دین کیا حق نے کسی کی دنیا — سب کا سب کچھ کیا پر تجھکو ہمارا نہ کیا

خاق پیدا ہی جہان کا کر گیا جو اُنے — قصد پھر آنے کا اِس گھر مین دوبارا نہ کیا

کئے دیکھا نہ تجھے یون کہ گلی مین تیری — ہاتھ اپنے وہ سر و سینہ پہ مارا نہ کیا

آتش عشق پہ جون ہی دل بیتاب مرا — قایم النار مجوس نے بھی پارا نہ کیا

کیا گلہ ہمکو ہی اِسکا کہ نہ چاہا اُنے — ملک دل یار کا کچھ ہمنے اِجارا نہ کیا

بجھ گدا نے بھی کسو شاہ سے ڈالا نہ سوال — گو مجھے بخت نے اِسکندر و دارا نہ کیا

دہر بانتے تھا متاع دو جہان ای سودا

بینوائی نے مری اُسکو اِشارا نہ کیا

جنھو نکی نظر و نمین ہم سبک ہین دیا انھین کو وقار اپنا

عجب طرح کی ہوئی فراغت کہ ہون پہ ڈالے سے بار اپنا

تیغ کا زخم اُٹھا سنبھلے ہی انسان لیکن　　سامھنے تیر نگہ کے نہ سنبھلتے دیکھا
سوجھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلانے کی　　جب تجھے قتل پہ عاشق کے مچلتے دیکھا
اپنے منہ کے نہ کہا کن نے سخن کو گوہر
لعل سودا ہی کو پر ہمنے اُگلتے دیکھا

آمدی بہار یارو ہی رنگ ابر گہرا　　ہم اور سنگ طفلان یہہ شہر اور صحرا
پیتا ہی محتسب می سو تونکو کچھ نہیں ڈر　　دزدونسے آملا سگ دیویگا کون پہرا
دنیا کی گفتگو کو جس سے سنا ہی مین نے　　یہہ جانتا ہون تب سے کرنا ہی عشق ٹھہرا
اس بے قرار دل کو کیجے سپند اُسپر　　جاے کا رنگ تیرا کیا خوب ہی سنہرا
سودا بھلونکو ہرگز بدگو کا کچھ نہیں ڈر
ازخاک کی توان شد نقصان چشمہ را

چمکتا فروز رخ پہ ہی زلف سیاہ کا　　روشن بغیر شام نہ چہرہ ہو ماہ کا
جلکر تو ای پتنگ گرا پاے شمع پر　　ہون داغ عذر دیکھہ کے تیرے گناہ کا
جون سایہ اِس چمن مین پھرا ہین تمام عمر　　شرمندہ پا مرا نہیں برگ گیاہ کا
تاراج ترک چشم بتان کیون نہو یہہ دل　　غارت کرے ہی ملک کو فرقہ سپاہ کا
ای آہ شعلہ بار ترا کیا کہون اثر　　رتبہ رکھے ہی کوہ ترے آگے کاہ کا
حاضر ہی تیرے سامنے سودا کر اِسکو قتل
مجرم یہہ سب طرح سے ہی پر اک نگاہ کا

ترکش اُلٹ سینہ عالم کا چھان مارا　　مژگان کے بان نے تو اُرجن کا بان مارا
آتے مجھے جو دیکھا تیر و کمان اُٹھا کر　　کہنے لگا کہ یارو رکھیو دھیان مارا

ہی دادخواہ بلبل اُس جنگ جو پہ یارو — تیغ نگہ سے جسکی لوہو مین گل نہایا
ہوتے جو غیر کے ہین وارد ہوا گھر اُسکے — پٹ رہ گئی کہ اُسنے آنکھون ہی مین دھرایا
جس منہچے سے پیالہ پیتے تھے ہم اُسنے — دھوئے کی کھوپری مین پانی ہمین پلایا
رو رو کے حال و نکار و شن کیا ہی اُسپر — آنکھون نے آہ میرا پانی سے گھر جلایا
دل نقد جان تک اُسکو چاہے تھا مین خریدون — قیمت پہ اک نگہ کی پھر آپ ہی بکایا
صبحِ شبِ ملاقات ایسی ستم تھی یارو — جسکے سپیدہ دم نے روز سیہ دکھایا
عاشق نہین وہ جسکا ناصح سے گریبان — سینے کے زخم پر بھی ٹانکا نہ یہان لگایا
اب وعدہ نہین ہی کچھ سیال حادثہ کا — اپنا تو گھر عزیزو اک چاہ نے ڈبایا
کہتا پھرے ہی ناصح شیخی کی راہ یارو — اُس بیوفا کا ملنا سو واسے مین چھڑایا

ملنا چھڑایا مجسے دوری کی زندگی نے
محجوب ہو پھر اُسکو مین نے نہ منہہ دکھایا

تیرے کوچے سے جو مین آپ کو چلتے دیکھا — جی کسی تن سے نہ اسطرح نکلتے دیکھا
تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرنے مین — لبونکو زخم کے دن رات مین ہلتے دیکھا
کیون دیا دل مین تیرے طرۂ مشکین کو کہ مرغ — کہین بھی پنجۂ شاہین مین پلتے دیکھا
ڈوبے اُچھلے تو بہت دیکھے ہین ہم دریا کے — ڈوبا اُس چاہِ ذقن کا نہ اچھلتے دیکھا
استقامت ہی عجب شی نہین جسمین لغزش — نخل کا پانون زمین پر نہ پھسلتے دیکھا
عیش آلودہ افسوس ہی اس جا کہ جنا — جسکو پہنچے تھی اُسے ہاتھ ہی ملتے دیکھا
فضل حق ہو تو تنزل ہی ترقی ہو جاے — قطرہ گوہر ہو صدف سے مین نکلتے دیکھا
آہ و نالے سے مرے دل نہ پسیجے اُسکا — مین ہوا سے نہ کبھو سنگ پگھلتے دیکھا

سودا تجھے کہتا ہون نہ خوبون سے مل اتنا

تو اپنا غریب عاجز دل بیچنے والا

بلبل نے جسے جا کے گلستان مین دیکھا ہمنے اُسے ہر خار بیابان مین دیکھا

روشن ہی وہ ہر ایک ستارہ مین زلیخا جس نور کو تو نے مہ کنعان مین دیکھا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل مین لٹکا وہ تری زلف پریشان مین دیکھا

واعظ تو سنی بولے ہی جس روز کی باتین اُس روز کو ہمنے شب ہجران مین دیکھا

ای زخم جگر سودۂ الماس سے خوگر کتنا وہ مزا تھا جو نمکدان مین دیکھا

سودا جو ترا حال ہی اتنا تو نہین وہ

کیا جانئے تو نے اُسے کس آن مین دیکھا

والہ کو تری چشم کے آزار ہی رہا عیسی وقت تھا سو وہ بیمار ہی رہا

چھوٹا جو زلف سے تو پھنسا دام خط کے بیچ یہہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا

جاتی رہی ترے چمن حسن سے بہار بلبل کے گل نظر مین تو لے خار ہی رہا

جب سے ہوئی ہی قاتل شمشیر وہ کمر چھاتی پہ میرے مرہم زنگار ہی رہا

دیکھا ہی تجکو در پہ ترے جنے ایک بار پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا

یکروز ایک یار نے اُس شوخ سے کہا سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا

بولا کہ حق بطرف ہی لیس امر مین کہ یار جب سے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا

اتنا تو وہ برا ہی کہ چہرہ کا اُسکے رنگ

پھر عمر اُسکی شکل سے بیزار ہی رہا

آنکھون سے اشک جتنا آتا تھا شب نہ آیا زخم جگر نے یارو پانی کہو ہرایا

کرے کیا دل صف مژگان نے خنجر ہی نے بھالا — کہ تیر روی ترکش یہان وہی اک بے اثر نالا

نگر ای گرمی شوق اُسے تو اندازہ بوسے کا — دو دون ہو نہین نہ پڑ جاوے کہین اُس لب پہ تبخالا

نگہ قیمت کبھی دلکی تو اِسپہر بھی گران سمجھا — جو نقد جان کو بکتا ہو تو مجھکو بھی تو دلوالا

خریدے کچھ نہ جنس آکر ہم اِس بازار مین سودا

بغل مین لے چلے اک دل سو وہ آتش کا پرکالا

اعمال سے مین اپنے بہت بے خبر چلا — آیا تھا آہ کس لیئے اور کیا مین کر چلا

ہی فکر وصل صبح تو اندوہ ہجر شام — اِس روز شب کے دھندھے مین اب مین تو مر چلا

مجلس سے مجکو اُٹھتے جلیسونکے سامنے — عزت کبھو نہ دی یہہ کہ پوچھے کدھر چلا

روکا بصد ہنر اُسے ملنے سے غیر کے — لیکن ہنر پہ اُسکے نہ میرا ہنر چلا

سودا کے تھا یار سے یکمو نہین غرض

او وہر کھلی جو زلف اِدھر دل بکھر چلا

مین دشمن جان ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا — سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالا

جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا — غنچے نے صراحی لی اُٹھا گل نے پیالا

کہتا ہی نگہ سے یہہ ترا گوشہ ابرو — دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا

مانگا جو مین دلکو تو کہا بس یہی اِکال — جتنے ہی تو چاہے مرے کوچے سے اُٹھالا

ای غنچہ سبب کیا ہی کہ آتے ہی چمن مین — گل جھاڑ سے ہی دامن تونے غنچہ کو سنبھالا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عوام ہے — پردے مین چھپا اُسکے تئین تجکو نکالا

اُس آنکھہ لڑانے سے بہہ دل کیونکے بر آوے — نے تیغ ہی اِس پاس نہ خنجر ہی نہ بھالا

فتنے ہی اُٹھاتے ہو گئی پشت فلک خم — ہرگز نہ کبھی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

خبر لو ادئی سودا کی یون سنا ہی آج
کہ ایک شوخ کسی بے گنہ کو مار آیا

زخم کا دل کے ترو تازہ ہی انگور سدا　　جاری رہتا ہی مری چشم کا ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یا رب　　چشم زخم اُس سے زمانیکا رہے دور سدا
ہی انھین شوق کسو دل کے لہو پینیے کا　　دیکھتا ہون تری آنکھو نکو مین مخمور سدا
گو نہ دے شیشہ گردون می گلرنگ مجھے　　خون دل سے تو مرا جام ہی معمور سدا
یار کی دیکھے تجلی جو تو موسی کی طرح　　سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آ کوئی دلسوز نہ دیا آ سپہر　　شمع بھی گور ہماری سے جلی دور سدا

وہ سو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہی
عشق کے ہاتھ سے رہتا ہی یہہ رنجور سدا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہہ کے لا　　گل سن کے پھاڑین جیب کو دین بلبلین صلا
رگ ک کا بسر بھی مسیحا سے کم نہین　　فیروزہ ہوئے مردہ تو دیتا ہی وہ جلا
نہین چھوڑتا ہی اشک مرا دامن و کنار　　یہہ طفل بد سرشتہ نہ گہوارے سے ہلا
شاکی نہین خزان سے بھی گر یہہ شکل زشت　　ممکن نہین کبھار کا لاتی کنر سے گلا
غم سے خزان کے خون جگر چھٹتے اب اے نسیم　　غنچے گلو نکے کچھ نہین کھاتے اِنہین کھلا
دیکھی ہی اِسقدر تونے مجھے دیکھ کر رقیب　　جو سے کی بھانت جاتے ہی نظرون سے وہ بلا

اُسلوب شعر کہنے کا تیرے نہین ہی یہہ
مضمون آبرو کا ہی سودا یہہ سلسلا

نگاہ مست نے ساقی کی عالم کو بچھکا ڈالا　　کہین بیہوش ہی شیشہ کہین ہی مرغی متوالا

ناطاقتیٔ شیب سے اب ناز بتان کا

کب دل شکستگان سے کرے عرض حال آیا   ہی بے صدا وہ چینی جس مین کہ بال آیا
سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک   کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا
ملنے کا ایکدم بھی یہان ضعف دل ہی مانع   اُلٹا کے اُٹھ گیا وہ تب مین بحال آیا
کونین تک لے تھی جس دلکی مجھکو قیمت   قسمت کہ اک نگہ پر جا اُسکو ڈال آیا
بخشش پہ دو جہان کی آئی تھی ہمت دہر   لیکن نہ یہان زبان پر حرف سوال آیا
نازان نہو تو اِس پر گر تجھکو سنگ مین سے   گوہر نکالنے کا کسب کمال آیا
ارباب فہم آگے وہ صاحب ہنر ہی   کینہ کسیکے دل سے جسکو نکال آیا
دیر خراب مین کل اک مست کی زبان پر   یہہ شعر اُس جگہہ کے کیا حسب حال آیا
اعمال دیکھہ تیرے مَی شرم سے عرق ہی   ای محتسب تجھے بھی کچھ انفعال آیا

اکسیر ہی تو کیا ہی وہ مشت خاک ہووا
خاطر پہ جب کسیکی جسے ملال آیا

سحر جو باغ مین دلدار ایک بار آیا   نثار میوہ سے ہر نخل زیر بار آیا
نوید غنچگان ہو موسم بہار آیا   ہر ایک تاک کو گلشن مین برگ و بار آیا
قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز   کہا نہ تمنے میان ہمکو اعتبار آیا
برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے   جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا
ممانعت نے کیا تیری شہرۂ آفاق   وگرنہ مین ترے کوچے مین لاکھہ بار آیا
ہماری خاک پہ گو چشم ترکسو نے نہ کی   ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا
گئے جہان سے کیا کیا ستیزہ جو تہ خاک   کہ گل بہار مین مجروح بے شمار آیا

سودا نہ باتین بیٹھہ کے یہان متصل بنا

بے وجہ آئینہ نہین ہر بار دیکھنا　　کوئی دم کو پھولتا ہی یہہ گلزار دیکھنا
نرگس کی طرح خاک سے میری اُگین ہین چشم　　ٹک آن کر یہہ حسرت دیدار دیکھنا
کھینچی تو تیغ ہی عزم دلکے عید پر　　ای عشق پھر بھلا تو مجھے مار دیکھنا
ہی نقص جان دید ترا پر یہی ہی دھن　　جی جاؤ یا رہو مجھے اکبار دیکھنا
ای طفل اشک ہی فلک ہشتمین پہ عرش　　آگے قدم نہ رکھیو تو زنہار دیکھنا

ہر نقش پا پہ ترپھے ہی یار وہر ایکدل
ٹک واسطے خدا کے یہہ رفتار دیکھنا

کیونکر ہو باغ جانا اُس میرزا منش کا　　وہان سرو مین نہین ہی آداب کورنش کا
آنکھونکی اُسکی مژگان یون دل پہ تل رہی ہین　　گرتی ہو پر صف سپہ کو جون قصد یورش کا
پیکان جو تن مین کھٹکے سو ہی علاج اُسکا　　کانٹے کا پر برہ کے چارا نہین خلش کا

ساقی پہنچ کہ تجھہ بن یون جسم و جان ہی میرا
لبریز جون پیالہ اور ہاتھہ مرتعش کا

رنگ اُڑتا ہی دیکھہ اُسکی تئین لالہ رخان کا　　کرتی ہی بہار اُسکی تو اب کام خزان کا
جز جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر　　سمجھے ہی سخن رس ہی سخن میری زبان کا
گالی دی مجھے اُسنے دغا غیر ملے اُسکو　　محرم نہین نادان وہ اِس اشفاق نہان کا
ہی ناز و ادا اُسکی مین سو طرح کا ہتیار　　قاتل نہین محتاج مرا تیغ و سنان کا
سودا سے کہا کیون تو ہوا عشق سے تارک　　ہون مین سبب ترک کے مشتاق بیان کا

سنکر یہہ کہا یار اُٹھا یا نہین جاتا

خوش ہین شکستہ بالی سے ہم اپنی اس لئے — پرواز کا تو دل سے خلش دور ہو گیا
آتی ہی تجھ گلی سے پریشان صدا اے آہ — شاید کسی کا شیشۂ دل چور ہو گیا
شب آ گیا جو بزم مین وہ ماہ یک بیک — چہرے سے نور شمع کا کافور ہو گیا
سودا کو کہتے ہین کہ ہے اس سے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اوروں کی نسبت اندنون کچھ لگ چلا تھا وہ
دو چار جھڑکیون مین بدستور ہو گیا

چمن مین صبح جب اس جنگجو کا نام لیا — صبا نے تیغ کا آب روان سے کام لیا
کمال بندگئ عشق ہے خداوندی — کہ ایک زن نے ز مصر سا غلام لیا
بسان طایر رنگ حنا قدم لیکر — ہر ایک کبک نے پیارے ترا خرام لیا
سرشک چشم نہ تھا مین کہ ای فلک تو نے — نظر سے خلق کی گرتے نہ مجھکو تھام لیا
معاش اہل چمن جائے رشک ہے سودا
کہ زندگی کا انھون نے مزا تمام لیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا — کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ اندنون مین بھی ہون عندلیب — مت آشیان چمن مین مرے متصل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق — بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنیکو سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ — شاید اسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا
لب زندگی مین کب ملے اس لب سے ای کلال — ساغر ہماری خاک کو متہہ کر کے گل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجھکو شیشہ گر — ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا
سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا

ظالم کے دلسے داغ دھلایا نہ جایگا

سالہا ہمنے صنم نالۂ شبگیر کیا　　آہ اک روز ترے دل مین نہ تاثیر کیا
قتل کر مجھکو کھلے تا مری خاطر سے گرہ　　مین یہہ عقدہ گرو ناخن شمشیر کیا
حشر مین بھی نہ اُٹھون بسکہ اذیت کھینچی　　زندگانی نے دو عالم سے مجھے سیر کیا
ایک عقدہ نہ کھلا رشتۂ تقدیر سے حیف　　ہمنے فرسودہ بہت ناخن تدبیر کیا

کیاہی وحشت زدہ مضمون تھے جنھونکو سودا
لوٹے ہر مصرعۂ موزون مین زنجیر کیا

قاصد اشک آکے خبر کر گیا　　قتل کوئی دل کا نگر کر گیا
دیکھئے واماندگی اب کیا دکھاے　　قافلہ یارون کا سفر کر گیا
فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل　　زہر غم ہجر اثر کر گیا
گریہ خجل کر نہ کہ ناصح ابھی　　پاک مرا دیدۂ تر کر گیا
سیر کی یون کوچۂ ہستی کی ہم　　نی مین سے جون نالہ گذر کر گیا
کیونکر ترا کھاے کوئی اب فریب　　حال مرا سبکو خبر کر گیا
رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب　　یار خدا ہی کا مین ڈر کر گیا
جا ہی بھرا تجھ صف مژگان سے یار　　دل تو مرا زور جگر کر گیا

فیض تو نے وصف بنا گوش کا
حرف کو سودا کے گہر کر گیا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا　　دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا
بھڑکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا　　دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

ای دیدۂ خانمان تو ہمارا ڈبو سکا   لیکن غبار یار کے دل سے نہ دھو سکا
تجھہ عشق نے دیا نہ کبھو مفسد یکو چین   فتنہ نہ تیرے دور مین بھر نیند سو سکا
جون شمع تن ہوا شب ہجرانمین صرف اشک   پر جسقدر مین چاہتا تھا اُتنا نہ رو سکا
سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن   بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس منہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہی عشق باز
اے روسیاہ تجھہ سے تو یہہ بھی نہو سکا

نکھینچ اے شانہ اِن زلفونکو یہان سودا کا دل اٹکا   اسیر ناتوان ہی یہہ نہ دے زنجیر کا جھٹکا
میان مین رات کو سن ہر کسیکے پاؤن کا کھٹکا   اُٹھایا سر جو بالین سے تو پھر دیوار سے پٹکا
نہ آنکھونمین تری جادو نہ ہرگز سحر زلفونمین   یہہ دل جیسے ہی دیوانہ محبت کا ہی وہ لٹکا
پرے لے رہ برق خار آشیانے سے میرے کہتا ہون   اُڑیگا دھجیان ہو کر ترا دامن جو یہان اٹکا

تو اچھی مین ترے کوچیکی ہی یہہ حال سودا کا
کہ جون چغد آشیان گم کرکے بستی مین پھرے بھٹکا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا   جون اشک پھر زمین سے اُٹھایا نہ جائیگا
آویگا وہ چمن مین نہ اے ابر جب تلک   پانی گلون کے منہہ مین چوآیا نہ جائیگا
پہنچینگے اِس چمن مین نہ ہم داد کو کبھو   جون گل یہہ چاک جیب سلایا نہ جائیگا
تیغ جفاے یار سے دل سر نہ پھیریو   پھر منہہ وفا کو ہم سے دکھایا نہ جائیگا
زاہد گلے سے ستونکے باز آئیگا نہین   تا میکدے مین لا کے جھکایا نہ جائیگا
ظالم سے کہہ رہا کہ تو اِس خون سے در گذر   سودا کا قتل ہی یہہ چھپایا نہ جائیگا

داماں و داغ تیغ کو دھویا تو کیا ہوا

ہون عندلیب لیکن رسوا ہون اِس چمن مین   خس مین کہ سبز ہوتا ہی ننگ خار و خس کا
مجھ صید ناتوان کے احوال کو نہ پوچھو   محروم ذبح سے ہون مردود ہون قفس کا

پروانہ شمع رو پر کیون بو الہوس ہی سودا
شعلے کے گرد پھرنا کب کام ہی مگس کا

ہو یہہ دیوانا مرید اُس زلف چھت کے پیچ کا   سلسلہ بہتر ہی سودا کے لئے زنجیر کا
جو کہ ظالم ہو وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہین   سبز ہوتے کھیت دیکھا ہی کبھو شمشیر کا
ایکدن تجھسے سا کے اُٹھتے نہ دیکھا کاروان   ای جرس حاصل کچھ اِس فریاد بے تاثیر کا
توڑ کر بتخانے کو مسجد بنائی تو نے شیخ   برہمن کے دل کی بھی کچھ فکر ہی تعمیر کا

سیم و زر کے آگے سودا کچھ نہین انسانکی قدر
خاک ہی رہنا بھلا تھا بلکہ اِس اکسیر کا

جی مرا مجھسے یہہ کہتا ہی کہ ٹل جاؤن گا   ہاتھ سے دل کے ترے اب مین نکل جاؤن گا
لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون   رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤن گا
چین دینے کا نہین زیر زمین بھی نالہ   سو تو کی نیند مین کرنیکو خلل جاؤن گا
قطرہ اشک ہون پیارے مرے نظارے سے   کیون خفا ہوتے ہو پل مارتے ڈھل جاؤن گا
اِس مصیبت سے تو مجکو نہ نکال اب گھر سے   تو کہے آج ہی جا مین کہون کل جاؤن گا
چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل   پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا
نطق کہتا ہی مرا آج یہہ ہر ناطق سے   آن کر ہو نہ ابھی طوطی سے مل جاؤن گا

کہتے ہین وہ جو ہی سودا کا قصیدا ہی خوب
اُنکی خدمت مین لئے مین یہہ غزل جاؤن گا

آفتاب صبح محشر داغ پر دلکے مرے — حکم رکھتا ہی طبیبو مرہم کافور کا

کیا کرونگا لیکے واعظ ہاتھہ سے حور و نکے جام — ہون مین ساغر کش کسیکی نرگس مخمور کا

اسقدر بنت العنب سے دل ہی سودا کا بڑا
زخم نے دلکے نہ دیکھا منہہ کبھو انگور کا

تو ہی اے راتسن ا لسوزتک اِس چھاتی کا — پنبہ و داغ مین ہی ربط دیا باتی کا

کیونکہ وہ شوخ لکھے مجھکو کتابت جسنے — کھیل بھی ضد سے مری چھوڑ دیا پاتی کا

آہ کسطرح تری راہ مین گھیرون کہ کوئی — سد رہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا

یہہ کہا شیخ نے شیطانسے کہ آہم سے مل — آشنا مت ہو تو سودا سے خراباتی کا

کہا اُسنے کہ ہی اے شمین تو سعادت میری
لیک ہی خوف مجھے آپکی بدذاتی کا

گلا لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا — لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

زبان ہی شکر مین قاصر شکستہ بالی کے — کہ جسنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

مرے سجود کی دیر و حرم سے گذری قدر — رکھو ہون دعوی ترے در پہ جبہہ سائی کا

دماغ جھڑ گیا آخر ترا نہ اے نمرود — چلا نہ پشے سے کچھہ بس تری خدائی کا

کبھو نہ پہنچ سکے دلسے تا زبان یکحرف — اگر بیان کرون طالع کی نارسائی کا

دکھاونگا تجھے زاہد اُس آفت دین کو — خلل دماغ مین تیرے ہی پارسائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان راحت ای سودا
پھرے ہی آپ یہہ کاسہ لئے گدائی کا

تو کہ بیخانہ مین چمن مین آرام یک نفس کا — صیاد تیری گزدن ہی خون اِس ہوس کا

پایا مزا نہ تو نے اب اُسکے خمار کا

توڑے تری نگہہ سے اگر دل حباب کا پانی بھی پھر پئیں تو مزا دے شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہی ای منکر و نکیر لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا

تھا کسکے دل کو کشمکش عشق کا دماغ یا رب برا ہو دیدۂ خانہ خراب کا

زاہد سبھی ہی نعمت حق جو ہی اکل و شرب لیکن عجب مزا ہی شراب و کباب کا

غافل غضب سے ہوکے کرم پر نہ کبھہ نظر پر ہی شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے دریا مین ہی ہنوز پھپھولا حباب کا

ای برق کسطرح سے مین حیران ہون سمجھہ کئے نقشہ ہی ٹھیک دل کے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور
جلوہ ہر ایک ذرے مین ہی آفتاب کا

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہی شیشے کا کہ لے لے ہچکیان جیو رتا نکلجاتا ہی شیشے کا

مغان اس مغبچے کے ہر کبھہ جانے کا مین بندہ ہون ٹوپی کوسی کی لے قیمت مین بتلاتا ہی شیشے کا

بیان بدمستی شب بزم مین ساقی جو ہو جاوے ہمین مت کہو کچھ منہہ تو ہی کھلواتا ہی شیشے کا

مشابہ کسکی آنکھو نسے پڑی ہی شکل ساغر کی کہ خون دل اُسے پینا پڑت بہاتا ہی شیشے کا

نہیں وہ صحبت میخانہ بے مہری سے ساقی کی کبھی کوی آن بیٹھے ہی جو دل پاتا ہی شیشے کا

نہ جانے یاد کر روتا ہی کسکے دل کے صدمے کو
کہیں ٹکرا جو سودا کو نظر آتا ہی شیشے کا

ہر مژہ پر ہی ترے لخت دل اس رنجور کا خون ہی سو دار پر ثابت مرے منصور کا

پونچھتے ہی پونچھتے گذری ہی مجھکو روز و شب چشم ہی یا رب مری یا منہہ کسو ناسور کا

باطل ہی ہمیسے دعوی شاعر کو ہمسر یکا   دیوان ہی ہما زا کیسہ جواہر یکا
آئینہ خانہ مین وہ جسوقت آن بیٹھا   پھر جسطرف کو دیکھو جلوہ ہی وہان پریکا
جز شوق دل نہ پہنچون ہرگز بکوے جانان   ای خضر کب ہون تیری محتاج رہبر یکا

طالب ہیں سیم و زر کے خوبان ہند سودا
احوال کون سمجھے عاشق کبی بے زر یکا

چمن ہی کیسے گرفتار زلف و کاکل کا   کہ اسقدر رہی پریشان حال سنبل کا
کبھو گذر نہ کیا خاک پر مری ظالم   مین ابتدا سے ہون کشتہ ترے تغافل کا
فلک خوشی سے تو جو کچھ عوض کرے مین کرون   سواے غم کہ ہی مایہ مرے توکل کا

خبر شتاب لے سودا کے حال کی پیارے
نہین ہی وقت مری جان یہہ تامل کا

سودا یہہ کیا کریگا نت اِس طرح کا رونا   عالم کو ای دوانے مت ہاتھہ لے ڈبونا
سر تا قدم جلا کر جب تک کرے نہ پانی   جون شمع داغ دل سے مشکل بہت ہی دھونا

جسطرح چاہتا ہی دنیا مین زندگی کر
لیکن تو یاد رکھو عاشق کہین نہونا

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا   پہنچے کب اُسکو ہاتھہ ہمارے غبار کا
موج نسیم آج ہی آلودہ گرد سے   دل خاک ہو گیا ہی کسی بیقرار کا
خون جگر شراب و تر شح ہی چشم تر   ساغر مرا اگر و نہین ابر بہار کا
سو نپا تھا کیا جنون نے گریبان کو مرے   لیتا ہی اب حساب جو یہہ تار تار کا

سودا شراب عشق نہ کہتے تھے ہم نہ پی

بے

نہ رستم اِس جہان مین ہی نہ سام رہ گیا　　مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
ٹکڑے تو ہو چکا ہی جگر پھر یہہ کس لئے　　جلنے کا اشک کر کے سرانجام رہ گیا
بوسے کی اُن لبون سے تو سودا ہوس نہ رکھہ
جیسے کہ مانگ مانگ مین دشنام رہ گیا

تاثیر عشق نے مزۂ خورد کھو دیا　　اُسنے نہ ان دیکھہ مرا حال رو دیا
نسخہ ترے مریض کا عیسی کو جو دیا　　دیکھہ اُسنے حرف حرف کو رو رو کے دھو دیا
دیکھا مین جب گلے مین ترے ہار دست غیر　　تار نگہہ مین اشک کا دانہ پرو دیا
عاشق کے ذایقہ کو نہین شہد و سم مین فرق　　ہم لیگئے اُسے ہمین قسمت نے جو دیا
کارتھا ہزار رنگ سے صباغ عشق نے　　جس پارچے کو رنگ مین اپنے ڈبو دیا
سودا ہی بے ثاثر یہہ زخود رفتگی کی راہ
کانٹا نہ پامین میرے فلک نے چبھو دیا

ہمارے نالۂ سوزان سے ہی یہہ ڈھنگ آتش کا　　کہ اُسکے ذکر مین اُڑتا ہی منہہ سے رنگ آتش کا
مجھے وہ دن فلک تو گھر مین رکھکر تنگ آتا ہی　　سمندر سے نہ مین دیکھا کبھو دل تنگ آتش کا
مشابہ یار کے توسن سے اب کسکو بتاؤں مین　　طرح بجلی کی مین دیکھا نہین سرخنگ آتش کا
دل نالان مجنون کیسی گرمی ہو کہان اِسمین　　بہائے ناقۂ لیلی بندھے گو زنگ آتش کا
فرنگی کوئی اب تجھہ تیغ کے عہد سے برآوین　　اگر باندھین پہار آکر وہ روز جنگ آتش کا
وہ چوب کشتی شکستہ ہون اِس بحر مین جسکا　　ڈبانا غار پانی کو جلانا ننگ آتش کا
نہ سے دل آتشین رخسار پر سودا تو اب کیونکر
وہ شعلہ دیکھہ کر جب ہو گیا مین ننگ آتش کا

دیکھتا ہوں یار جس گھر میں میں تجھکو جلوہ گر — مہر کو وہاں حکم ہی خار سر دیوار کا
عاشقوں کو شیخ دین و کفر سے کیا کام ہی — دل نہیں وابستہ اپنا سبحہ و زنار کا
ٹک دکھادے اپنی ساقی چشم میگوں تو اُسے — محتسب ہو جاوے بندہ خانۂ خمار کا
بسکہ پونچھوں ہوں میں اپنی چشم خون آلود کو — جامے کا ہر ایک تختہ سیر ہی گلزار کا
آ خدا کے واسطے اِس بانکپن سے درگذر — کل میں سودا یوں کہا دامان گہہ کر یار کا

تند ہو بولا وہ بانکا چھوڑ دامن کو مرے
راست ہوتا ہی کہیں دیکھا ہی خم تلوار کا

پہلو سے میرے صبح وہ دلدار اُٹھ گیا — روز وصال کر کے شب تار اُٹھ گیا
آہ و فغان کی آج جو آتی نہیں صدا — شاید ترا جہان سے بیمار اُٹھ گیا
بدنام تو عبث مجھے کرتا ہی ناصحا — مدت ہوئی بتوں سے سروکار اُٹھ گیا
غیروں کو دیکھ بزم میں بیٹھے ہوئے تری — جب کچھ نہ بس چلا تو میں ناچار اُٹھ گیا

وعدہ جو پھیر دیتے کا دل کے کیا تھا شوخ
سودا نے جب کہ مانگا کر انکار اُٹھ گیا

دیکھ کر جو مر گئے ہیں تیری پوروں پر حنا — باندھ ہاتھوں نہیں تو جا کر اُنکی گوروں پر حنا
دست رنگین کی تمھارے دھوم ہی چاروں طرف — اندنوں آفاق میں ہی زور شوروں پر حنا
یہہ گران ہی عہد میں اُس یار فندق بند کے — ہاتھ آتی ہی جہاں نہیں اب کروروں پر حنا
یوں لگا فندق تو ای مشاطہ اُسکے ہاتھ میں — جس صفائی سے لگے ہرگز نہ دوروں پر حنا

دل نہ دوں اُسکو یہہ طاقت تو بھی اب مجھ میں نہیں
کیا کروں سودا ہی ابتو اُسکی زوروں پر حنا

ہر رنگ مین شرار ہی تیرے ظہور کا — موسی نہین جو سیر کرون کوہ طور کا
پڑھئے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ — جلوہ ہر ایک پڑ ہی محمد کے نور کا
تو رو‌ن یہہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہی — ہووے نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا
بیکس کوئی مرے تو جلے اُسپہ دل مرا — گویا ہی یہہ چراغ غریبان کے گور کا
ہمتو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے — ای ہمصفیر فایدہ ناحق کے شور کا
سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفت وگو — آوازۂ دہل ہی خوش آیندہ دور کا

ساقی سے کہہ کہ ہی شب مہتاب جلوہ گر
دے بسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا

گو شب کسی کے گھر مین تو ای مہ جبین رہا — پروا نہین ہمین بھی کہ دل وہ نہین رہا
کیا فایدہ کہ دور سے تحقیق ہم رہین — ملنے سے جب کہ رہگئے پھر تو کہین رہا
اسباب دین و دنیوی کب تھا خیال مین — تیرا ہی دھیان تا بدم واپسین رہا

نکلا کسی ہی طرح نہ دل سے ترے حجاب
سودا سے یار تو تو سدا شرمگین رہا

ہمارے خانۂ دل کو ہی روشنی سے کیا — سواے داغ نہین دخل یہان چراغون کا
ابھی تو بزم مین آئے ہین تیری ای ساقی — کوئی دنون تو مزا لینے دے ایاغون کا
گیا مین گھر سے ترے اور بسا رقیب وہان — مکان مرغ چمن آشیان ہی زاغون کا

جینے سے ہے ملنے کا سودا سے قصد مت کر یار
اُٹھا سکیگا تو کب بار بدماغون کا

جب خیال آتا ہی اِس دلمین ترے اطوار کا — سر نظر آتا نہین دھڑ پر مجھے دو چار کا



بسم الله الرحمن الرحيم

مقدور نہین اُسکی تجلی کے بیان کا
جون شمع سراپا ہوا گر حرف زبان کا

پردیکو تعین کے دردل سے اُٹھادے
کھلتا ہی ابھی پل مین طلسمات جہان کا

ٹک دیکھہ صنم خانۂ عشق آن کے ای شیخ
جون شمع حرم رنگ جھمکتا ہی بتان کا

اِس گلشن ہستی مین عجب دید ہی لیکن
جب چشم کھلی گلکی تو موسم ہی خزان کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہین خواہان کوئی وہان جنس گران کا

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو
مضمون یہی ہی جرس دل کے فغان کا

ہستی سے عدم تک نفسے چند کی ہی راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہی کہان کا

بیٹی کا بیاہ جو ہی کیونکر دکھاؤن
بن سر تن داماد ہی مین کسکو دکھاؤن

انکھین کہو کس طرح مین سمدھن سے ملاؤن
اس شادی مین جب نور گیا اسکے نین کا

نہ دیکھنا بیٹی کا میرے اسکو ہوا ننگ
اس بیاہ مین اب زندگی اپنے سے ہی و تنگ

شیشے سے فلک کے یہہ شب عقد گرا سنگ
تن ٹکڑے کیا جنے کہ یون اسکے رتن کا

کرتی تھی غرض مین جہان مادر دختر
اسبھا پہ نظر آئے تھا ہنگامۂ محشر

چھٹ اسکے کہون کیا مین کہ ان باتونکو سنکر
ہوتا ہی جگر آب زمین اور زمن کا

سودا نا ہر زا اپنے تو اعمال سے جون بید
اس مرثیہ کے کہنے سے رکھہ دل مین یہہ امید

جس روز تمازت پہ قیامت کا ہو خورشید
سایہ ہو مرے سر پہ شہیدونکے چمن کا

الحمد للہ کہ انتخاب قصاید کلیات مرزا رفیع سودا کا اہتمام سے عاصی پرمعاصی غلام حیدر ساکن ہوگلی کے مطبع مرات الاخبار مین پہلی تاریخ رجب سنہ ۱۲۶۳ ہجری قدسی اور پندرھوین جون سنہ ۱۸۴۷ عیسوی مین دوسرے مرتبے سینتیس ۳۷ برس بعد معدن علم و فضل جناب میجر جارج تربل مارشل صاحب بہادر سکرتر فورت ولیم کالیج کے وقت مین چھاپا گیا جو کوئی بے مہر احقر غلام حیدر کے اسکو بکتے دیکھے ہرگز مول نلے اور جانے کہ بے شک وہ چوری کا ہی اور اگر سارق و مسروق کو عاصی کے پاس پکڑ لاوے تو ایک جلد قصاید کی محنت کے بدل پاوے جاننا چاہیے کہ انتخاب مذکور مین بہ نسبت آگے کے عاصی نے قصیدے سودا کے زیادہ کئے ہین اور مرثیے بھی اسیکے لکھے ہوئے داخل کئے ہین تاکہ انکا مذہب بھی پڑھنے والونکو معلوم ہوا اسیطرح انتخاب غزلیات مین جو کلیات سودا سے ہوا تھا غزلین اسکی زیادہ کین ہین اوران دونو قسمونکو جلداون مین چمن مسرت کے جو تالیف کی ہوئی بندیکی ہی داخل کیا ہی حال اسکا مفصل دیباچے سے معلوم ہوگا

تھا عود کی مجمر کے عوض سینۂ پُر تف — ہر ایک کا دل اُسمین انگارا تھا اگن کا

دولہن کی گلے انسو کی لڑ موتیو نکا ہار — دولہہ کے بسر سہرا تھا ہر اک لہو کی دھار

چھاتی پہ نظر آئے تھا جہان تیر کا سوفار — دیتا تھا گمان خلق کو پان خوردہ دہن کا

شربت کے تو وہان رسم کا کیا ذکر تھا اُس آن — پانی کے لئے سارے قبیلے کی گئی جان

چو بھو نکی جگہ خون جگر کھا گئے مہمان — شادی تھی کہ طوفان تھا اک رنج و محن کا

دولہہ جو سلامی کے لئے ساہوری ایا — گھوڑا تو کہان تختہ تابوت منگایا

اور اُسکے لئے خلعت شادی یہہ رنگایا — دو بالہوین بیاہ کے دن رخت بدن کا

لیجانے کو دولہن کے مین کیا لاون زبان پر — آگے تو جدا تن سے ہو دولہہ کا چلا سر

پیچھے تھی دولہن ناقے پہ بے مقنعہ و چادر — تھی ہاتھہ مہار اُسکے جو بھائی تھا دولہن کا

ماگھتی تھی دولہن کی یہہ رو رو کے ہر اک دم — بیتی کے رنڈاپے سے یہہ مجکو ہی بڑا غم

اب لوگ کنہہ کے یہی کہتے ہونگے باہم — اس دولہہ کو پیرا نہوا بیاہ دولہن کا

یہہ بولتے ہونگے وہ جو ہین لوگ جو آئی — کرتا ہی شب عقد کوئی گھر سے جدائی

دولہہ کہین شکل نہ دولہن کی خوش آئی — دیکھہ آرسی مصحف جو کیا قصد ہدن کا

کوئی تو کہیگا کہ عجب بھاگ کی دولہن — بیوہ یہہ کہانے لگی ہوتے ہی سہاگن

بولے یہہ کوئی پینٹھہ پہ اُسکی نہ تھی ناگن — مارا ہوا دولہہ جو کہون اُسکے ڈسن کا

کوئی کہے شادی یہہ لگی کیون نہ تامل — جبکہ رسہ غم مین سرا جزو سے تا کل

بولے کوئی اس شادی نے جسوقت کیا گل — گھر کھوج رسالت کی مٹا سرو و سمن کا

چھیدین ہین کلیجے کو مرے خلق کی باتین — سن سنکے گذرتی ہین مجھے بیتے راتین

اور خاک سمجھتی نہین یہہ ذرد کی گھاتین — کیا فکر کرون اُنکی زبان اور دہن کا

رنگ کھیلنے کا شادی کے دیکھا ین عجب طور
معلوم ہوا تب جو براتی ہین گئے غور
کاٹا ہوا سر تھا وہ جو ساچق کا جتا وا
دلہن کے لئے آستین دولہہ کی چڑھاوا
جو خون کے دولہہ کے لئے مہندی کا آیا
دولہہ کا لہو ہاتھہ مین دولہن نے لگایا
دولہن کو شب عقد جو ہین ملکے سنوارا
جسکے لئے سب کچھہ تھا گیا رن مین وہ مارا
ننتھہ کو تو اُتار اُسکو کرو میرے حوالے
لوتھہ آئی ہی اُسکے ہین کہان پہننے والے
کیا شہہ کی سواری کے کوئی قصے کو باندھے
سہرے کئین سبروی سے کھاتے کے باندھے
گرد اُسکے براتی سر و سینے سے لے خاک
فریاد و فغان اُنکے سے بر گنبد افلاک
کہتا تھا ہر اک دیکھکے دولہہ کی یہہ سنگت
ماباپ کے لڑکی کی گئی ہاے کہ ہے مت
دولہن کے جو گھر پہنچے تو سب چہرون سے مل گرد
کہتا تھا ہر اک رو رو یہ بھر بھر کے دم سرد
کہتا تھا ہر و سینہ بجانے دھول و دف

جو خون کے چھینٹے تو نئے ننھا کپڑون پہ کچھہ اور
رنگ کھیلنے کی جا نہیں میدان تھا رن کا
گردن کا خط زخم تھا متکی کا کلاوا
ساچق کا یہہ دستور ہی کہہ کے کے وطن کا
تھا خبر خبر پور یکا خون اُس مین جمایا
یہہ رنگ ہی شادی مین زمانے کی چلن کا
بولا یہہ رنڈاپا کہ خدا سے نہیں چارا
کیا فایدہ اب اُسکے سنگار اور بدن کا
اور خاک کو اُسکو سر اپنے پہ وہ ڈالے
اب وقت نہیں اور کسی حرف و سخن کا
بن سر لئے آتے ہین آسے چار کے کاندھے
اس طرح چڑھا بیاہ نے شہزادہ مدن کا
سب چاک گریبان گئے با دیدہ نمناک
نے اشک تھما ر دکا یہہ دیکھہ نہ زنکا
اس کبھرو کی شاید ہوئی ہی گور سے نسبت
چھوڑ دیکا سہاگ اُسکا نشان اُسکے تن کا
پیٹتین سر و سینے کو بہم ملکے زن و مرد
اُسکا و نکہو عقد یہہ عقد وہ تھا پو نکا
ماتم کی بچھی شادیکی مندھی کے تے عف

کہا ہو دا سے حضرت کو تو ہی ضبط   مجھے قصہ کہانی سے ہی لیا ربط

تمام ہوا انتخاب قصاید اور مخمسات

اور مثنویات مرزا محمد

رفیع سودا کا

مرثیہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کا

یارو ستم تو یہہ سنو چرخ کہن کا   ٹھانا ہی عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا

سنجوگ یہہ کچھ باندھا ہی دولہے دلہن کا   دہ تار کفن کا ہی جو دو ر تھا کنگن کا

دھر نا لگن اس بیاہ کا زنہار نہ جانو   گردا ر فلک مین نہ سمجھتا ہون تو جانو

گرد اسکے کھڑے پیٹتے ہیں سب سروزانو   بھر طاس دھرا خون کا اور نام لگن کا

غم دل پہ خلایق کے بجاے مہندی کی چھایا   سر شہ کا عوض بیاں کے نیزے پہ چڑھایا

دولہن کو بدل جوڑے کے رنڈ سالہ پہنایا   ہی خلعت نو شہ کے لئے نکر کفن کا

اور کیا کہون اس بیاہ مین نوبت جو دھرائی   چھاتی ہی زن و مرد کی دن رات پٹائی

گھر کو یہہ عوض روشنے کے آگ لگائی   لے سوت سے ہرگز نہ بچا تار کفن کا

کیونکر نہ یے تماشے نکرے چرخ نظارے   آہین تو ہوائی ہوئین اور اشک ستارے

ہرنالے سے لپٹے ہوے آتے ہین شرارے   منہہ دل کا انار ونکے ہوا رشک دہن کا

آرایش اب اس بیاہ کی مین کیا کرون اظہار   کس طرح تھی وہ چشم خلایق مین نمودار

ہر زخمی کی وان کھاتے تھی اک تختہ گلزار   ہر لوتھہ پہ چادر تھی گویا رشک چمن کا

سینے کو سواری مین زن و مرد نے کوتا   لاشں کو ہجوم اکے تماشیو نکا توتا

آرایش شادی کی بدل گھر کو یہہ لوتا   جھوڑا کسی سمند ہن کنے کپڑا بھی نہ تن کا

کبھو کہتے تھے ہو مغموم از حد نجانے کون سی تھی ساعت بد
کہ میرے پاس جو کچھ تھا سو کھویا اور اپنے ساتھ یارون کو ڈبویا
لٹے جب اِس طرح اسباب سارا تو ہوا ایسے سفر کا کیون کے یارا
مریدون کو نہ تھی یہہ سن کے زنہار جز آمنا و صدقنا کے گفتار
کیا اِس غم نے اُنکو بسکہ دلریش کہا سودا سے ای یار وفا کیش
تری اِس امرمین اب کیا ہی تدبیر ہمین آئی نظر کچھ اور تقدیر
ارادہ تھا کہ وہان جا کر مرین ہم نچاہے گر خدا تو کیا لڑین ہم
جواب اُن کو دیا سودا نے سنکر جو فرماتے ہو تم ہوئے گا بہتر
پر اب اِس حال سے گھر کیونکر جاؤ بھلا وہان جا کے منہہ کس کو دکھاؤ
چلوگے گھر کو تم اپنے کس اسلوب ہی اِسے قصد ادھر کا کہین خوب
کہا حضرت نے سنکر تم ہو گمراہ نہیں مسلے مسایل سے کچھ آگاہ
حرم کا فرض ہی مقدور پر طوف گیا یہان مال آگے جان کا ہی خوف
مرید از بس تھے گھر چلنے کو مایل کہے سودا سے باہم ہو کے اک دل
سخن حضرت ہمارے کا ہی معقول یہین سے حج اُنھون کا ہوگا مقبول
کہا سودا نے سنکر تم ہو مختار سخن میرا نہ خاطر مین کرو بار
غرض جب بات پھرنے ہی پہ ٹھہری نماز ظہر پڑھہ وقت سپہری
ہوئے اُٹھکے صبح جس منزل سے راہی پھر آئے شام وہان ہو کر تباہی
گئی کچھ شب تو فرمایا کہ احباب میسر تو نہ ہووے گا خور و خواب
کہو سودا سے قصہ یا کہانی کہے جو وہ سنین اُس کی زبانی

کوئی لے پنکھا ان اور کوئی رومال ۔ کوئی حضرت کے آگے کوئی دنبال

مصلا کوئی سر پر رکھ کے اُس دم ۔ چلا صلوات پڑھتا شاد و خورم

بوضع خویش اُس مجمع کے اندر ۔ برہنہ پا و سر سودا قلندر

غرض دو چار کی تھین منزلین طی ۔ کہ شیطان نے کئے قضاق در پی

رہی جب پانچوین منزل کئی کوس ۔ وہ پہنچے کرتے حضرت کے قدم بوس

نصیبون کا مین آگے کیا کہون پھیر ۔ مریدون کے سمیت اُن کو لیا گھیر

لیا غارت اُنھین ایسا ہی اک بار ۔ نہ چھوڑا ایک کی تسبیح مین تار

تھی اُن کی یا تو وہ کچھ عظم اور شان ۔ رہا یا ایک پیراہن کو حیران

کرون کیا آگے اب غارت کی تصریح ۔ نہ تھی جز دانہای اشک تسبیح

پیادہ کس طرح یہہ کاٹتے راہ ۔ عصا گر رہ گیا پاس اُن کے سو آہ

نظر کر بعد غارت راہ کا رنج ۔ لگے کرنے دل اپنے مین شش و پنج

نہ زاد راہ پاس اُن کے نہ مرکب ۔ اب اُن سے عزم کعبے کا بندھے کب

توکل پر چلین کعبے یہہ کیا ذکر ۔ اُنھین اسباب کی اپنے پڑی فکر

کبھو عمامے کے جانے کا مذکور ۔ کبھو تھا فکر پیراہن سے دل چور

سلیمانی کی گہہ یاد آتی تسبیح ۔ ہوئی جاتی تھی جس کے غم مین تشریح

کبھو کہتے مصلا تھا چکن کا ۔ کہ جس پر تھا چکن کار دکن کا

کبھو کہتے کہ یارو کیا عصا تھا ۔ بڑے حضرت کے میرے ہاتھہ کا تھا

گیا کیا منکا میری کمر کا ۔ سفر در پیش یہہ آیا کہ ہر کا

عقیق سرخ کا جو پاسوان تھا ۔ اگر بکتا تو قیمت مین گران تھا

مسلمان جو ہو اُسکو ہی یہہ لازم — کہ تا مقدور اودہر کا ہو خادم
نجات اپنی پہ گر تجکو نظر ہی — تو آمرزش کا موجب یہہ سفر ہی
یہہ بہتر ہی کہ چل ہمراہ میرے — جرایم عفو وہان سب ہونگے تیرے
کہان تک ای دوانے زیر افلاک — رہےگا ہی کوچے کے درکی تو خاک
کریگا بادہ خواری بادف و نی — رہیگا مغبچون سے ربط تا کی
موذن کی صدا سے سے رکھہ ذوق — کہ ہی وہ لحن داؤدی کے مافوق
رکھیگا تو سخن میرا جو منظور — پئیگا جام شربت از کف حور
اگر یہہ بات میری تو نمانی — کرےگا یاد کہتا تھا فلانی
غرض اسکی کہان تک کیجئے شرح — کیا ہی ہم سفر سودا کو ہر طرح
نہیں ہی یہہ بھی خالی از کرامات — لیا ایسے کو ہمرہ کرکے دو بات
پھر اُسکے بعد سامان سفر کو — کیا دونو نے ملکر قصد اودہر
یہہ فرمایا کہ مرکب پر کرو زین — کہ ہی وقت سحر لیجے رہ دین
جو اسباب سفر ہی کرکے تیار — اُسے ڈالو بہ پشت باربردار
کہا سودا سے ہم تم مین ہی یاری — کرین مرکب پہ پیش و پس سواری
وہ بولا یون سواری کا مری فکر — نکیجے آپ حضرت اسکا کیا ذکر
چلا گو پاون مین بہر زیارت — حرم کو سر سے چلنا ہی سعادت
بہت فرمایا اُسکو بتکرار — نمانا اُسنے جب تب ہوکے لاچار
سوار اپنے ہوئے مرکب پہ یہہ جب — مرید اُن کے ہوئے گرد آنکے سب
اُٹھا ہر ایک عہدے کو ہوے ساتھہ — عصا کوئی کوئی لے مورچھل ہاتھہ

نہ کہ ٹھہرا یہہ اُسکے دل مین خیال　　ہوگا شاہ جہان کا جب کہ وصال

اُسکے ارکان نہ لاکے تاب فراق　　میرے دیدار کے ہون سب مشتاق

آئینگے دیکھنے کو میرے گھر　　پس مرے واسطے ہی یہہ بہتر

کہ مین پیدا کرون وہ خصلت و خو　　خلق شاہ جہان سمجھہ مجھکو

کرے مجرا سلام اور تسلیم　　نکرون مین فرشتے کی تعظیم

غرض آفاق مین جیسے ہو عقال　　سمجھے انکے مطابق اب یہہ نقال

بنے یہہ شیخ اپنے یون بہ گمان　　جیسے ملا بنا تھا شاہ جہان

شیخ کے سے نہ بخت ہین نہ کمال

شیخ ہونا انھین ہی امر محال

* حکایت عابد بے ریا اور کعبہ کی راہ سے اُلٹے پھر آنے کے احوال کی *

حکایت ہی کہ اک عابد بہ آفاق　　عبادت کرنے مین تھے حق کی وہ طاق

خدا کی یاد مین رہتے تھے دن رات　　نماز و روزہ مین گذرے تھی اوقات

بجز تسبیح رہتے تھے وہ بیکل　　مصلے پر سے اُٹھتے تھے نہ اک پل

مریدونکی ہوئین پر نور عینین　　کیا جب اُنکی سرمہ خاک نعلین

بلاشک اُسکا جنت مین ہو ماوا　　اُٹھاوے جو اُنھون کا آفتاوا

غرض کیا کہئے اُن کی ذات عالی　　نہ رہتی تھی کراماتون سے خالی

جہان وہ گاڑ دیتے اپنی مسواک　　لگے تھی ناشپاتی سیب اور تاک

ہوے عازم وہ کعبہ کے سفر کے　　کہ ہون تا معتکف خالق کے در کے

چلے اک روز سودا سے وہ ناگاہ　　کہا مجکو ہی قصد کعبۃ اللہ

بسکہ تھا وہ شعور سے مغرور — لڑکے اُس سے تھے خرم و مسرور
اُس سے دہشت کو تھی نہ دل مین راہ — صحن مکتب تھا اُن کی بازیگاہ
ایک جو اُن مین تھا فہیم و ذکی — مصلحت اُسنے لڑکون سے یون کی
یار وہم کھیلے سو طرح کا کھیل — دیکھے ہمنے سبھی وہ بیجا کھیل
کھیل اب مین نیا نکالا ہی — سارے کھیلون سے وہ نرالا ہی
لڑکے بولے کہ بھائی جی فرماؤ — کیا ہی وہ کھیل تم ہمین بھی بتاؤ
کہا اُسنے کہ بادشاہ و وزیر — لڑکے جو بنتے ہین صغیر و کبیر
اُسمین چندان تو یارو لطف نہین — کھیل اُس سے یہہ خوبتر ہی کہین
میان جی کو کسی طرح بہلاؤ — ملکے شاہ جہان سب اُنکو بناؤ
ہنسکے وہ بولے ہووے یہہ کسطرح — کہا اُسنے کہ تم سنو اسطرح
صبح مکتب مین پڑھنے جو آوے — مُنہہ میان جی کا تک کے رہجاوے
پوچھین جو کیا ہی دیکھنے کا سبب — کہے قدرت خدا کی دیکھون ہون اب
ہو گئی شب مین آپ کی صورت — مجھسے کچھ حق کی ہی یہہ کیا صنعت
کیا کہون مین کہ آج کیسی ہی — شکل شاہ جہان کی جیسی ہی
بحر حیرت مین ہون یہہ دیکھ کے غرق — سر مو کچھ رہا نہ باہم فرق
پر یہہ ہی شرط جاوے جو اُن پاس — کہے کھا کھا قسم بلا وسواس
تم تو سمجھو ہو اُنکی عقل و شعور — بنین گے جو بناوگے بمرور
مطلب اُسنے جو کچھ کہ ٹھہرائی — لڑکون سے بات سب وہ بن آئی
نرہا اُسکو یہہ بنا یہان تک — شکل شاہ جہان ہون مین بے شک

مجھکو بچپن سے رہا ذوق شکار | پالا مین بر گد سے لے تا چوہے مار
خوب سا مین نے کیا ہی اُنکا دید | ریش پانچا لون مین کی اُنکی سفید
پر نہین دیکھا مین ایسا جانور | ہووے چہک اور اُڑے وہ فاز پر
تھی غرض ہر جانورا وپر وہ سیر | گر پرند اُسسے بچا سو ہی وہ تیر
کیا کہون چہک تھی یا باشین تھی | باز کی بچی تھی یا شاہین تھی
سنتے ہین یہہ درد جب ہم آشنا | اُنسے کہتے ہین کہ سچ ہی میرزا
واقعی یہہ غم تو ہیگا نا گوار | پر خدا وندی سے ہی کیا اختیار
غم مین اُسکے میرزا اِتنا نرو | مت کہین رو رو کے اِن آنکھونکو کھو
گو پھنسا تھا دام مین تیرے ہما | اوج پر تیرے نصیبو نمین نہ تھا
غم کو اپنے دل سے اب موقوف کر | جون کیا سو وا نے قصہ مختصر

* میرزا فاخر مکین کی ہجو مین *

لوگ کہتے ہین کہ ایک شخص نقل کرتا تھا کہ میرزا فاخر مکین صاحب اپنے تئین شیخ علی حزین کے برابر جانتے ہین اور سب وضع اُنکی نشست و برخاست کی اختیار کی ہی بلکہ اپنے تئین فضل و کمال مین اُنسے بہتر جانتے ہین اور اُن کے اکثر اشعار پر اصلاح کی ہی چنانچہ یہہ مثنوی حسب حال مرزا صاحب کے ہی *

* مثنوی *

ایک نقل آئی ہی مجھے اب یاد | سچ ہووہ یا کسی کا ہوا یجاد
ایک ملا بعہد شاہ جہان | نہ تو عالم تھا وہ نہ ہیچ مدان
بین بین اُسکو کچھ آتا تھا | لڑکے مکتب مین وہ پڑھاتا تھا

دیکھہ کر اُن کے تین بیٹے تمام
بند کر آنکھون کو کہتے ہین رام رام

اُن سے یہہ کہتے اگر منظور دھرم
ہے تمھین اور دھرم کی اپنے ہی شرم

مت پھرو اُو پھتکیون کے جانور
جتنے ہون ہیسے اُنھون کو جمع کر

بھیج دو جلدی نہو ایسا کہین
کھولون مین پہوا دے چہک کے تین

اِس سخن کو جس گھڑی سنتے تھے وہ
وہ نہین کہتے تھے کہ جو چاہو سو لو

یہہ تو بنئے گیا کئی ایک دو زمین
راج ہو تانے سے آئین رشوتین

جب سے مرنا ہو گیا اُس کا یقین
ایک غرہ کوئی دیتا نہین

اب کسو جاسے نہین اِنکو یہہ چشم
دیوے اُن کو کوئی اپنی بائین پشم

ہے ایسا غم نہین ابتک ہوا
مہر زا جی کا والی نعمت ہوا

گھر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا
پرسے کو آتے ہین یار و آشنا

کر گریبان چاک یارون کے حضور
یون بیان کرتے ہین اپنا منہہ بسور

ہے تھی چہک جو وہ تو آپ تھی
اپنی تو یارو وہ مائی باپ تھی

کھولون تھا اُسکو مین جب ہوا سے
ہاتھہ پر آتی تھی وہ اِس پیار سے

برگ گل جس طرح جھڑ کر باد سے
پنکھہ پر بابل کے آوے چاؤ سے

پھینکتا جب صید پر مین اُس کو جا
اِس طرح جا لگتی کا فرادا

جس طرح معشوق لمعے کی نگاہ
خون عاشق کا کرے ہی بیگناہ

کیا کہون ایسی غرض اُڑتی تھی شہر
ہو گئی تھی دھوم اُس کی شہر شہر

پودنے نے یہان کے بنگالے مین جا
ایک مینا سے کہا یہہ ماجرا

پودنے سے سنتے ہی اِس بات کے
اُڑ گئے مینا کے طوطے ہاتھہ کے

کیا کبوتر کیا تیتری کیا بٹیرے   قمری اور تیتر لوے اور بافے
بلبلی اُسکے خوف سے گرتے نہ تھے   سر کو پنکھون کے تلے دھرتے نہ تھے
قاز تک چگتے نہ تھے جنگل کے کھیت   قر قرے چگتے کبھو لیکن سبچیت
وہ خدا جانے کا کیا کالنگونکے ہی ذکر   زندگی کا اپنی تھا سارس کو فکر
جانور آبی کے جب پڑتی خیال   کھینچ لاتی تھی حواصل کی بھی کھال
ایک دن مرزا گئے کرنے کو سیر   ہو گئی اُس مین تک اک طعمہ کو دیر
بھوکھ سے جھنجھلا کے وہ غصے مین آ   لے چلی مرزا ہی کو نیفے لگا
اب پتری ہی کو رہے اُوپر لئے منڈ   گرد چگتے پھرتے ہین چڑیون کی جھنڈ
ہے وہ مرزا کہ جسکا سنکے نام   آب ہو سیمرغ کا زہرہ تمام
سو کیا اُسکو فلک نے یون ذلیل   مرتے ہی چپک کے بگلا ہی یہہ نیل
کودن کے تھونگے ہین اور مرزا کا سر   سار و اُر جاتی ہی منہہ پر پاد کر
اُسکو مرزا گھر سے لے جاتے جدھر   لونڈی سے کہہ جاتے چولھے ہانڈی دھر
گھر کی بی بی سے یہہ کر جاتے قرار   کون بھر دا کھاوے کچھ بغیر از شکار
اب دو پیازے قو شبجی کھاتے ہین سب   میرزا بوتی کو ترستے ہین غضب
تھی چڑی مارون پہ مرزا جی کی کر   نعمت اُن کے جیتنے پکڑ مین جانور
ہے جس دن سے وہ یار و مر گئی   سب چڑی مارون کے سر سے کر گئی
بلکہ وہ کہتے ہین خاص و عام مین   میرزا آئے ہمارے دام مین
لینگے پیسے سابق اور اب تمال کے   ورنہ پھنسوا دینگے جا کتوال کے
جب نکلتے گھر سے وہ بازار کو   تیز کرتے وہان چھری کی دھار کو

مثنوی مرزا فیضو کی چہک کے مرنے کی

آه واویلا ز دست روزگار
قوش خانوں میں بہہ غم ہی زو بکار

سر سے ہر اک باز نے پٹکی کلاه
رخت ہر شاہین نے پہنا سیاه

ہو گئے چرغ بوٹے دل غم سے دو نیم
باشہ و باشین و شکرے بھی یتیم

کیا تیتری کیا کہی کیا بیسرا
یک بیک انسے زمانہ یوں پھرا

صیدا گر چاہیں کہ بن پدری کے تئیں
پنجوں میں اتنی بھی گیرائی نہیں

دیکھ کر ڈرتے ہیں اب پدو کے خیال
تیتر کے ساتھ اب کانپتے ہیں دل

ترمتی پشے کے آگے ہی ضعیف
بھجنگے کی نظروں میں ہی دھوتی خفیف

آه کچھ مت پوچھو اب اسکا سبب
کیا کہوں میں تمسے یارو ہی غضب

میرزا فیضو کی چہک مر گئی
قوش خانے جگ کے ویران کر گئی

کسقدر ہی آسمان بے امتیاز
آه کیا مارا ہی اُسنے شاہباز

وضع دوران سخت نا انصاف ہی
دیکھیو یارو یہہ کیا انصاف ہی

میرزا غمگین ہوں چڑیاں شاد ہوں
گھونسلے چڑیوں کے یوں آباد ہوں

دیکھیو شارو کو کیا خورسند ہی
دھیڑو کو اُسسے خوشی دو چند ہی

ہاے کیا تیتر کے گھر شادی ہی آج
ہاینک و غوغائی کے گھر آیا ہی راج

کبک کیا کیا مارتے ہیں قہقہے
کیسے وہ بیٹر کر رہے ہیں چہچہے

حیف ظلمہ ڈال کر وہ یوں مرے
اور ہر اک جانور خوشیاں کرے

کانپتی تھی خوف سے اُسکے بٹیر
جب سے بسرک پر کیا تھا اُسکو سیر

ڈر سے بگلے نیند بھر سوتے نہ تھے
کو سے غافل خوف سے ہوتے نہ تھے

اور یہ مین سے جو کوئی مالکیت وونسے شی
ہو نہ سکے شاعر اور شہرے پہ یہہ دل دیا
تھی جو بنیئ مین عقل آتی بھی انمین نہین
ایسا ہی ایک اور شعر حضرت استاد کا
اسکے انھون نے پسند آسکا جو مضمون کیا
تمنے جہان ہوا کئے بند قبا اپنی جان
سو یہہ میان فدوی نے کان کو لے گاکے تو ڑ
گئے ہین اب ہر طرف بزم مین یہہ پھیر پھیر
کھول دیئے ناز سے تمنے جو دو چشم جان
بات تو وہی یہی سمجھو تو ای صاحبو
سرقہ سو اسمین ہی ایک قباحت یہہ اور
باغ مین بیٹھا رہے آنکھین موندے آنکھ پہر
کان کو نسبت سدا اگلون سے چلی آئی ہی
شاعرونکی بات کا دیوے جواب اب وہ ناک
ناک کا اور کان کا اسنے ہوا تو ڑ جو ڑ
ناک کھوئی فہم کی اب یہہ جو انسان ہون
گا تین نہ گل پھول یون شاعری مین بے سند
بس چل اب آگے نہ کہہ کچھ انھین سو وا خموش
کرنے پہ گر منفعل انکے ہو تیرا خیال

پوچھے تو یہہ دین جواب وہ بھی ہی فدوی بھی ہی
اپنا تخلص ندا ان بنئے کا الو کیا
بوم جو ہی اسکو باز سمجھے ہین یہہ اب تئین
جو قلم فہم سے خالق نے دل مین لکھا
مین نے تب اس بحر مین یون اسے موزون کیا
جا کے صبا نے یہ باغ کھول دیے گاکے کان
جلد لیسے وہان گرم گرم آنکھ دی نرگس کی جو ڑ
شعر تھا وہ سیر بھر یون کیا مین دیر ھ سیر
کھولے صبا نے یہہ سن غنچہ نرگس کے کان
گوش تاک انکے جا گو کر اب اس وضع ہو
کون سے معشوق کا زیر فلک ہی یہہ طور
کھول دے ہنگام ناز کر نیکو نرگس پہ قہر
صورت نرگس مدام آنکھ کی بتلائی ہی
شاعری کی اپنی جو لڑ کو لسے کہواے ناک
جو ڑنے پر ناک کے جان بدونہون مین ہو ڑ
چاہیے نرگس کیطرح آگے انہین کان ہون
شاعرونکے حق کے بیچ پھر نہ کہین نیک و بد
کیجئے اُسے سخن ہووے جسے عقل و ہوش
سو تو غلط ہی کبھو انکو نہوا انفعال

نام نہین لیتے ہین پر تھی۔ مین اسکا ہو بہو
اُڑ گئے جون باز یہہ سنتے ہی اُسکے جو اس
سر کو دہ او ر تو ند کو پیٹتا پہنچا جو وہان
سر کے اُپر خاک تب گلیو نکی کرتا ہوا
کہنے لگا ہاے وہ کیا یہہ دگا دے گیا
سوچ کے دلمین کیا بنیے نے پھر یہہ خیال
پاس مرے ہو نیکی بات جو اسکی ملے
کھولتے پہ اُلو کو باندھے پیچھے تھا دوکان پر
پوچھے تھا جس سو دیکھو جو کوئی ہی تیرے یہان
سانچ بتا میرے باپ لینے پہ کچھ تو بھی ہی
یہان غرض اس نقل سے ہی یہی اپنا مال
چاہتا ہا اس عقل پر باز معانی کو لین
مل گیا ویسا ہی ایک اُنکو فرشتہ اور
سوزن کو ر ایسے لے دیدہ دلکو سیا
باز کی جا بوم باندھ چاہے ہین شہرہ پائین
باز کا جو بنیے کو اُلو سے بتا دیا
دلمین اب اُنکے یہی فکر ہی لیل و نہار
وارد اسی شہر مین اپنے ہین اک مہربان
بیٹھے یہہ رہتے ہین ہان صبح سے لے شام تک

کھو یا کرج ساتھہ تین نگد رہیون کا ڈھیر
چاہا کہ اب پھیر دون جا کے سپاہی کے پاس
نام نہ اُسکا سنا اور نہ دیکھا نشان
آیا بنیئے کے پاس رو رو کے مرتا ہوا
سونگدا ور دو کی جنس گھر سے پہنچت لیگیا
کیون ہین اسے بیچے بات کو شہر مین دال
اور بھی شاید کوئی مجھسا ہی احمق ملے
صبح سے لے تا بشام شام سے لے تا سحر
لادے تھا بنیا وہ نہین تب یہہ سخن بر زبان
سب ہی دیا رام کا یہہ بھی ہی اُلو بھی ہی
موجب اسی نقل کے سنا اُنھونکا یہہ حال
مالک بھاک آن کر اور آے شہر دین
فہم و فراست کا جب بوجھ لیا اُنکے طور
باز معانی بتا لا اُنھین اُلو دیا
نام جو پوچھو فقط تو یہہ تخلص بتا مین
احمق اُنھین حق نے یون شاعر یکی جا دیا
اُسکے تئین بیچ کر اپنے لیئے لون و قار
رکھتے ہین عطاری کی رستے کے اُپر دکان
لگتی ہی اشعار کی چار پہر اُنکو بک

سنکے کہا بنئے کی گہی یہہ بنین نے بات
بولی جو یہہ سانچ ہی لاکے اُسسے بنین سو ہیر
جورو نے جب یون کہا بنئے نے پہر صبح دم
آکے سپاہی کے گہر بولا کہ مرجاجی آؤ
سنکے سپاہی نے یہہ کہنے لگا چل پرے
باز بکے گا تو مین تجہسے کرونگا حساب
بنئے نے سنکر کہا کرج مین کچھ دیر ہی
سیلے تھے مرجاجی تم ہمسے کرج لینے مین
ہو جو چکوتا میرا باج ہی کے بکنے پر
سنکے سپاہی یہہ بات دلمین بہت خوش ہوا
منہہ تو تنک اپنا تو دیکھہ لیوےگا یہہ باز مول
بول اُٹھا بنیا سن پر کہا کی کہر ہے
بنئے کی یہہ بات سن بولا سپاہی ہو نرم
بنئے نے دکھلائی تب کہول کے اُسکو بہی
مول کیا پانچ سو اُسپہ ہوئی قیل و قال
اُلو خوا لے کیا با تو نہین میزان کی تول
دیکے سپاہی دغا بنئے کو چلتا رہا
دیکہہ تو پربہاوتی پر کہا کی باج ہی
دیکہہ کے اُسنے کہا وقت سمجہے ہی ملوم

ناٹہہ رہی پر بہاوتی رام کسون دو دھہ بہات
تھورتے گہنے کو نسوچ جون بکے تو بیچ گیر
داب بغل مین بہی کان پہ رکھہ کر قلم
کرکے حساب آج تم لینے کو میری چکاؤ
پیسے کہین آج یہان تیرے لئے ہین دھرے
مفلسون کو مت بکا خیر سے گہر جا شتاب
کہیر جو بتلاؤ ہو آج تمہین کہیر ہی
تنتے ہوئے جاتے ہو کاہیکو اب دینے مین
باج ہی کو دو مجہے سانچ سا کچھ بہاؤ کو
لیکہ بنٹا پر یہہ حرف تند ہو اُسنے کہا
یہہ بہی ہوا تیل لون لے ہی جیسے تول تول
کرج کے یکو نذرے کوئی عجب شہر ہے
قرض جو کچھ ہو ترا کہہ جو ترے آوے دہرم
دوسو رہی اُسکے نام لکھے تھے اُسمین سبہی
چکت چکے جب تین سی جھگڑ لگا کر انفصال
قرض کے دوسو پچاسو کی جڑی اور دہول
بنئے نے لاکر اُسے جو روسے ہنس ہنس کہا
رام جتی کے بچاس سے آج ہمین راج ہی
یہہ تو جاور ہی و در ک کہین جسکو بوم

بنئے کا دیوالہ ایک قرض دار تھا
پیسے ٹکے پر کہین اُسکو نہ تھا دسترس
اُلو نصیبون سے ایک ہاتھ اُسے لگ گیا
باندھے اُسنے پایزے سر کو پنھائی کلاہ
اور گیا ہاتھ سے بنئے کی عمدا گندار
ہنسکے لگا پوچھنے کی ہی جی یہہ جانور
خوش ہو تب اُنے کہا سب اِسے کہتے ہین باز
شاہ و امیر و وزیر کھیلین ہین اُسے شکار
سنکے کہا بنئے نے مرگ ہی یہہ اپنے بھاؤن
اُسنے کہا شاہ جی تم سے مجھے جھوٹ بدل
پھر وہ لگا پوچھنے کہہ تو یہہ جیو سے ہی کیا
بنئے نے اُسے غرض باتین یہہ تحقیق کر
سانچ بتاؤ مجھے باج کا کی بھاو ہی
مول جو کچھ باز کا ہووے ہی سب نے کہا
مول سن اُسکا غرض پھر وہ کہا یہہ بنی
کرلے گا جو روسیاہ رات کو یہہ مصلحت
پیسے مرے کرچ ہین ایک سپاہی کے پاس
باج برا ہی سا ایک دیکھا ہی مین اُسکے
بولی بنیئی یہہ سن اوت تجھے کیا ہی

اُسکے ادا کرنے سبب سخت وہ ناچار تھا
سودے مین اور مول مین اُسکے رہ تھا وہ پھنس
سوچ کے دل مین کہا بنئے کو دیجے دغا
ہاتھ پر رکھ کر چلا کہتا ہوا واہ واہ
دیکھ کے اُلو لیا بنئے نے اُسکو پکار
پر کہا ہم سے کہو لے چلے اِسکو کدھر
جسپہ کرم ہو اُسے بخشے اِسے بے نیاز
قیمت و قدر اِسکی ہی سیکروں تا ہزار
سانچ کہو پر کہا باج اِسی کا ہی ناؤن
فایدہ کیا ہوئیگا جھوٹ سے کچھ دو کے تول
اُسنے کہا دو دہات کچھ نہ اور اِسکے سوا
مول لگا پوچھنے باز کا یون گھر بہ گھر
ایک خریدار کو اُسکا کہنا چاہو ہی
بنئے نے دل مین رکھا وہ جو کہ وسے بدلا
باز کے اپنے کہی بات بنئے کے دل مین تھی
سنتی ہی پر بھاوتی اِسمین ہی کیا تیری مت
اُسے نگہ ملنے کی مجکو نہین ہی اب آس
اُسکو خریدون ہون مین کال کو جو وہ بنئے
اُسکی رسوئی ہی ماس اُسے ہمین پر ہی

لیک یقین جانیو حق ہی اب اسکا گواہ
ہو اگر اس امر مین ذرہ بھر اپنا گناہ

اِنکو یہہ لازم نہ تھا آنکر اِس شہر مین
آنکھین یہہ اُس شخص سے طاق ہی جو دہر مین

پھرتے کسو ساتھہ یہہ اپنے بھی یارونکے بیچ
انکو بھی گنتا کوئی پانچ سوارونکے بیچ

مدّ سے یہہ اپنی پرے پاون رکھین اسقدر
سخریہ شعر اُنکے پر کرتے پھرین گھر بگھر

اتنے لئے صاحبو جاکے یہہ اُنسے اڑتے
تا سمجھے جانے کوئی یہہ بھی ہین شاعر بڑے

ہوتے ہین وہ ہی بڑے جنکو ترا حق کرے
اپنے کئے سے بڑا آپ کو احمق کرے

اپنی زلیخا اگر اس لئے لائین ہین یہان
شاعرونکے زور کو آپ پہ کرین امتحان

حسن معانی کے یہہ دیکھکے اُسکی بساط
اُسکے بموجب کرین شاعرونسے اختلاط

اور زلیخا جو وہ خلق مین مشہور ہی
فہم و شعور انکے سے سو تو بہت دور ہی

ہووے جیسے تم مین سے مولوی جامی کا درد
پوچھے اُنھونسے وہ یہہ زن ہی زلیخا کہ مرد

کہتے ہین فخریہ مین اپنے یہہ ہر ایک سے
سمجھا زبان دان ہی کو پوچھو بد و نیک سے

شاعرو نہین ہند کے مین گیا ایران تلک
سیکھی زبان وہانکی بھی جاکے خراسان تلک

فارسی مین کون اب یہان مرا ہم چشم ہی
ریختہ کہنا تو کیا آگے مرے پشم ہی

پر جو اُنھونکا سخن پہنچے ہی گوش فہیم
خندہ زنان بولے ہی وہ کہ خدا ہی علیم

ایک خراسان کیا گو کہ یہہ کے کو جائین
جیسے ہی ایدھر سے جائین ویسے ہی اودھر سے آئین

پوچ زبان اُنکی سے شعر تو سرزد ہوا
کاتب بیچارہ مفت لعن کا مورد ہوا

شعر تو بے ربط و پوچ کہنے سے اب شوق ہی
تسپہ اِنھین خلق مین شہر لے یہہ ذوق ہی

شعر مین شاعر جو ہین وہ تو تخلص کو لائین
پر یہہ تخلص بغیر نام نہ اپنا جتائین

اِسپہ مجھے ایک نقل برمحل آئی ہی یاد
جو ہو سخن فہم دے مغز سخن کی وہ داد

یار و خدا ایک ہی دونو سے بر حق نبی   صورت لوح و قلم جسکے لئے خلق کی
راست ہی آنکھو لو اُنکی ہی سو گند ہی   آج زبان ہی کھلی کال کے تئین بند ہی
سنے سمجھنے کو بات حق نے دیا گوش و ہوش   حق بطرف جسکے ہو آج نہ ہیو خموش
مرد کو شیخ جو اناجر تو ہی نہ ایمان کا   جھوت کوٹے ہی عدم دین مسلمان کا
وار دلا خیمہ نگر ایک ہیں مرد عزیز   فہم ہیں سر تا قدم اور سرا پا تمیز
شعر پہ ہر ایک کے کرتے ہیں وہ اعتراض   جاہی کے دیوانسے خوب جانین ہیں اپنی بیاض
حضرت سودا تناک جو مرنے استاد ہیں   شعر پہ اُنکے بھی اب اُنکے یہہ ایراد ہیں
شعر وہ اُنکا سنا جا کے اُنھون نے کہین   شیخ و برہمن کو ہی جسمین کہ نسبت بدین
اپنی سخن فہمی پر گئے ہیں وہ ہو کے گرم   دین تو ہی شیخ کو اور برہمن کو دھرم
اُسکا سخن پوچ ہی آپ ہی وہ پوچ مر   شاعری اور شعر سے کچھ نہیں رکھتا خبر
سنکے غرض مین یہہ بات بولون ہون جل بھنکے اب   کھولکے تک گوش فہم سن لین یہہ احباب سب
میری زبانی اُنھین ہیں جو یہہ قرآن خوان   پوچھے تو اتنا کوئی تم مین سے ای مہربان
آے وہ قرآن کیون دھوے ڈالو ہو تم   کافرون کو ہی خطاب جسمین لکم دینکم
دونون پہ اطلاق دین از روے قرآن ہی   خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان ہی
شیخ ہی سے سمجھے ہو دین کی نسبت فقط   اپنی زلیخائی پر کتنے ہو ابر خود غلط
دین اگر ہو وے ایک جمع نہ ادیان ہو   وہ ہی نہ سمجھے اسے ایسا جو انسان ہو
اُنکا غرض اعتراض دیکھو تو معقول ہی   بات جو معروف ہی اُن پہ وہ مجہول ہی
شعر کی اُنکے سند دیکھ لین حق کا کلام   اپنی سخن فہمی پر لعن کرین یہہ مدام
سن چکے ای منصفو یہہ تو سوال و جواب   آگے اُنھین دیکھیو ہوتے ہیں کیا کیا خراب

صاحب خانہ جو کوئی ہی اب — ہی خبرداری ہی یہین روز و شب
آئنے تک اگر تو دیکھے یار — اپنے گھر مین ہی وہ بھی چوکیدار
بے خبر دزدی سے کوئی نہ رہا — اہل میخانہ مین بھی ہی ہو رہا
نہ ریاضت کو جاگتا ہی شیخ — دزدے ہی چور آنہ مارے میخ
خلق جب دیکھہ کرکے یہہ بیداد — کرتی ہی کوتوال سے فریاد
بولے ہی وہ کہ مین بھی ہون ناچار — گرم ہی چوٹون کا یہہ بازار
پڑھہ کے جب مفسدون پہ جاتا ہون — وقت پر مین بھی دل چراتا ہون
کسکو مارون مین کسکو دون گالی — چوری کرنے سے کون ہی خالی
کرتے ہین مجھہ سے وہ یکا کر ڈھول — میری پگڑی کا میرے سر پر مول
یارو کچھہ چل سکے ہی میرا زور — دیکھو تو تک کہان کہان ہی چور
مت سکے مجھہ غریب سے یہہ خیال — ہی امیرون کے گھر مین چور محال
دیکھئے گر تبان کو بھی بہ خدا — ہاتھہ مین ہی انھون کے دزد حنا
بچ رہا ہی اب اسطرح کا سانگ — ہی خدا کے بھی گھر مین چور کی تھانگ
بچ سکے کیونکے اب کسیکی شئی — ماہ سے بحر کا صبح خیز یا ہی
کرین انصاف اب جوان و پیر — کیا ہی اس مین بھلا مری تقصیر
رتبہ دزدی کا اِس قدر ہی بلند — چرخ کے گھر پہ کہکشان ہی کمند

یہہ جو سودا سبکے ہی لایعنی
آپ کرتا ہی دزدی معنی

مثنوی مرزا فدوی کی ہجو مین

میری محنت پہ تنک نظر کیجے — آگے جو دل مین آوے سو دیجے
غرض اِس گفتگو سے ہی یہہ مال — واہ وا واہ وا زہے کتوال
شہر کے بیچ کیا کہون مین اب — روز محشر کی دھوم ہی ہر شب
شب تھی نرسنگیون کی قال و قیل — گویا پھونکی تھی صور اسرافیل
کتے آہٹ سے ایسے بھونکے ہین — مردے خواب عدم سے چونکے ہین
آسمان پر بھی منعدم ہی خواب — کھلا رہتا ہی دیدۂ مہتاب
آنکھہ تو کس بشر کی لاگے ہی — چور کی ڈر سے فتنہ جاگے ہی
لاکھہ بندوق رات کو چھوٹے — کوٹھی ہی ساہوکار کی پھوٹے
ہین بے سر گرم دزدی بدانجام — لوٹے ہی تا خزانۂ حمام
بزم مین شب ہر ایک پیر و جوان — بیٹھے ہین کرکے رزم کا سامان
تپہ ہی یہہ کہ ہر طرفۂ زر — لگے ہی چور شمع کو آ کر
طرفۂ شمع اک طرف ہی یار — گم ہی خورشید کی بھی شب دستار
شام سے صبح تک یہی ہی شور — دوڑیو گٹھڑی لے چلا ہی چور
صبح شبنم جو گل پہ ہوتی ہی — بقچے کو غنچے کے وہ روتی ہی
مال صندوق مین رہے کس بھانت — تن کے لتون پہ چور کا ہی دانت
اب تو دزدی کا کچھہ نہین ہی ڈھنگ — گنے پھرتے ہین چور ہو سرہنگ
رکھہ سکے کون ہم سے ہو کے کرخت — جونڈے کپڑے ہمکو کیا ہی رخت
رات جو اپنے گھر مین گھنکھارے — چور در دروازے پر یہہ ہنکارے
ہو گئی کب تک پچا خبرداری — چور جاتے رہے کہ اندھیاری

گشت جب اُسکا پھرتا آتا ہی — بھی نہ سنگیا بجاتا ہی

سنو چوروں بہہ مختصر قصہ — صبح کو بھیج دیجو حصہ

جو نظر باز اُس کا چترا ہی — خوب دیکھو تو جیب کترا ہی

جتنے نوکر ہیں اُسکے خدمتگار — فن دزدی مین سب ہیں بانی کار

کسیکا گٹھہ کٹی دتیرا ہی — کوئی بھڑوا اُٹھائی گیرا ہی

جنکے گھر بیچ اُن کا آقا جاے — صاحب خانہ پر بہہ آفت آے

تا خبردار گھر کا ہو صاحب — جو گھڑے پاندان تک غایب

ہیں گے از بس بہہ ہاتھہ کے چالاک — ڈالے ہیں اُسکے آنکھوں میں ہی خاک

تک جو غافل بہہ اُن سے ہوتا ہی — تن کے کپڑے ون کو اپنے روتا ہی

ایکدن اُنسے سب سے طنز کی راہ — کہا تم ہو میرے نپٹ دلخواہ

پھر میری جواب چراؤ تم — بیچنے چوک مین نجاؤ تم

قیمت اُسکی جو کچھہ مشخص ہو — اُتنی کو تم اُسے مجھی کو دو

ایک اُن مین سے بہہ سخن سن کر — لگا کہنے کہ اِس سے کیا بہتر

کیا جب آپ ہی نے بہہ انصاف — مین بھی کرتا ہون عرض رکھیے معاف

آپ کے سر پہ بہہ جو پگڑی ہی — دو خریدار اِسکے ہیں در پی

دس روپے وہ مجھے دلاتے ہیں — کہیے اب آپ کیا لگاتے ہیں

دوسرے نے کہا کہ مین وہ غلام — نہیں ہون جیسے ہووے ایسا کام

پگڑی آقا رکھے نہ سر سے اُتار — اور قیمت کی اُسکی ہو تکرار

پر دوشالے کی مین لگا کر گھات — آج جاگا کیا ہون ساری رات

اگر دنیا فی برد انگشت بوس
وگر غافل شدی افسوس افسوس

مثنوی کوتوال کی ہجو میں

کیا ہوا یارو وہ نسق ہیہات   لیمو کے چور کا کٹے تھا ہات
باندھا جاتا تھا چور لکڑی کا   مارا جاتا تھا چور پگڑی کا
تھا نہ رشوت سے کوتوال کو کام   نہ تھا عالم میں چوری کا نام
شہر میں کیا رسے تھا امن و امان   کیسی کرتی تھی خلق خوش گذران
اب جہاں دیکھو وہاں جھمکا ہی   چور ہی ٹھگ ہی اور اُچکا ہی
دیکھی ہمنے جو راہ چاوڑی کی   پشم ہی رہزنی تلاوڑی کی
فیض بازار کا جو سنئے بیان   اُسنے نزدیک کے کاٹتے والے کان
دمڑی کے سودیکھو جو وہاں جاوے   پگڑی کھو سر کو پیٹتا آوے
کس طرح شہر کا نہو یہہ حال   سیدی کا فوڈیا جو ہو کتوال
چور کب دور اُسکا مانتے ہیں   کالا بال اپنا اُسکو جانتے ہیں
ہو یہہ کتوال تو وہ مانے زور   یہہ تو مچھر کی جھول کا ہی چور
اُسنے رشوت لئے یہہ بیٹھا ہی   اسکے دل میں تو چور بیٹھا ہی
بازو کا مفسدونکے زور ہی یہہ   چور کا بھائی گٹھی چور ہی یہہ
اپنے دروازے آگے رکھتے کھٹ   گئے ہیں اُسنے گھر کے گھر چوپٹ
ٹھک نہ تھا پوچھے ہیں اسکی آنٹ   مل رہی ہی اُچکونسے بھی سانٹ
سر پہ دیکھے ہی جسکے اچھی شال   گویا وہ اُسکے باپ کا ہی مال

یہ عالم چاہنے مین خرطوم کا ہی ۔ کہ دست کو زمین گویا عصا ہی

جو گئے فیل اسے یہان ہی یہ ۔ عجایب تو وہ طوفان ہی یہ

خورش کے وقت ہونے فیل ہو نمان ۔ مجھے من بھر ملیدا روز دے تین

عماری کس کے گر چاہے کہین کو ۔ جتاوے فیل مرغ اپنے تئین کو

یہ ہی اس مرتبہ بدیمن و منحوس ۔ سنیچر ہوتا ہی جسکے قدم بوس

جسے لا پیتھہ پر اسکی بٹھایا ۔ گویا باروت پر دھر کر اُڑایا

گرا جس روز سے یہان اُسکا بھوناس ۔ کیا حلقے کا سارے ستیاناس

مرے یہ آپ یا کوئی مار جاوے ۔ جہان کے سر سے بوجھہ اور بھار جاوے

غرض تھا جس جگہہ یہ ذکر و اذکار ۔ سنے تھا اسکو وان اک مرد ہشیار

ہوئی اس ذکر سے اُسمین یہ تاثیر ۔ کہ اُسکا ہو چلا احوال تغیر

ہوا اُسکے سمجھنے کے مین در پی ۔ کہا اُنسے کہ حضرت خیر تو ہی

لگے کہنے وہ کہ میری طرف رو ۔ مگر اب تک نہین سمجھا اسے تو

کہ یہ جس پیل کا کرتا ہی مذکور ۔ اسے ہین نفع کیا کیا اُسے منظور

اگر اب حسب ظاہر کیجئے غور ۔ اُسی پر اسکی روزی ہی بہر طور

ولے از بسکہ اُسکے فعل ہین بد ۔ اسے مرینگی اُسکے کہنی ہی کو

جو کچھہ اُس پیل مین انے بتایا ۔ سو اپنے نفس ظالم مین ہی پایا

یہ اُسکے مرگ کے جتنا ہی در پی ۔ مجھے اُتنی ہی اُسکی پرورش ہی

جو خوب اپنے تئین دیکھا مین اُس دم ۔ مہاوت سے بھی ہمت اپنی ہی کم

تغیر حال کا باعث مرے یار ۔ یہ تھا جو کچھہ کیا مین تجھسے اظہار

نہ پیرتی ہی نہ گت بندھن نہ لگرا — رہے ہی ناتوانی اُسکو جکڑا
گرفتار اپنے فعلون کا ہی ناپاک — گیا کرتا ہی سر پر روز شب خاک
ضعیفی نے کی اُسکی فربہی گم — گیا ہاتھی نکل اور رہ گئی دم
ہوئی یہہ ناتوانی اُسکے در پئی — کہ وہ دبل اب دہوئین کیسی گرہ ہی
پر اُسکے دلمین اب بہی یہہ غضب ہی — کہ آتشبازی کا ہاتھی وہ اب ہی
تماشا ہو اگر وہ چھوٹ جاوے — کہ گہر کو آگ کہین کس کے لگاوے
کہا اُسکے مہاوت سے مین اک روز — اگر آقا کا اپنے ہی تو دلسوز
تو کہہ اُنسے کہ اِسکو بیچ ڈالین — عوض کاش اِسکے چڑہنے کو گدہا لین
کچھ ایسے پیل کے رکھنے مین ہی شان — سواری جسکی ہووے خطرۂ جان
دیا اُسنے جواب ای میرے مخدوم — خریداری تو اِس کافر کی معلوم
پر اِی بدقوارہ زشت وناپاک — کہ پیٹھہ اِسکی باندا ور پیٹ کاواک
جو ہاتھی ہو تو لے کوئی خان و نواب — ہی پیٹی جو دکی مسجد کی محراب
بکاتے کی نہین اِسکے کوئی بات — نصیبون سے مگر آجاے شبرات
سمجھنا فیل اِسے دیوانہ پن ہی — کہ مدت کا یہہ بام کہن ہی
ستون اُسکے تلے یہہ پاؤن ہین چار — رہے دو دانت سو آگے ہین ازدار
جو بیٹھے یہہ تو اُٹھنا اِسے ہی دور — لگین جب تک نہ اُسکو راج و مزدور
اتم ہی خاک کا یارا کہہ کا ڈہیر — کہین ہین اِسکو ہاتھی ہی یہہ اندہیر
ہلاتا یون ہی یہہ کانون کو ہربار — گردہوئین پنکھونسے کو لونکا انبار
ہی اتنا چلنے مین بجر یہہ بدذات — نہین ہاتھی صعوبت کی ہی یہہ رات

نہ کچھ پیوے کبھو نہ کچھ وہ کھاوے　　نظر بھی اِس بزرگی پر نہ آوے
کوئی ہاتھی کی ہوتی ہی یہہ اوقات　　نہیں دم مارنیکی اِس جگہہ بات
غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا　　نہ پیل راجہ پربت سنگھہ جیسا
مچائی جسکے کٹہرا پیٹتے یہہ دھوم　　کہ لرزے ہی پرآنے شام تا روم
کوئی ہاتھی ہی یا آفت وہ چنڈال　　مہاوت کی گرہ آقا کے سر کال
کلاوے کو نہ سمجھو اُسکے گلگون　　یہہ گردن پر ہی اُسکی خلق کا خون
کہے کون اُسکو بچہ فیل کا ہی　　وغا کے روز تیکا نیل کا ہی
پکڑ خرطوم مین اُسوقت زنجیر　　سپلے ہی فوج پر اپنی یہہ بے پیر
جو ہتیائی پہ آجاوے وہ خونخوار　　ہزارون نیزے مارین بھالہ بردار
چھتین گر لاکھہ اُسپر چرخی او ربان　　نچھوٹے وہ جو اُس کافر کی ہی بان
سرو نکو یون قدم نیچے ملے ہی　　چنون کو جسطرح چکی دلے ہی
مہاوت کیا جو پھر اُسکو سنبھالے　　جو آوین شیخ بھینا روندڈالے
جو کوی دیکھے ہی اُس سوہان جان کو　　تو یہہ کہتا ہی منہہ کر آسمان کو
خداوندا یہہ ارہ ہی کہ خرطوم　　یہہ ظالم چیرتا ہی جسے مظلوم
غرض ہونی تھی باقی ماندونکی خیر　　بسانا تھا خدا کو کعبہ و دیر
ہوئی آقا پہ اُسکے تنگدستی　　کیا کرتا ہی وہ اب فاقہ مستی
لگے ہی راتب اُسکے اِسطرح ہاتھہ　　جو جھارے دین کسی تابوت کے ساتھہ
بدن پر اب نظر آتی ہی یون کھال　　طناب سست سے خیمے کا جون حال
نمودار اِسطرح ہر اُستخوان ہی　　گویا ہر پسلی اُسکی نردبان ہی

کیا ساقی نے مجھکو سرمست — تو کر فکر باندھ اے ہمت پست

قلم سے کہہ کہ ہو سر گرم تحریر — بنے تا صفحۂ کاغذ پہ زنجیر

قوی ہاتھی سے بھی اپنا سخن ہی — زبان خارہ ہو یہان کجلی بن ہی

اگر ہم پیل معنی کا بناوین — تو بہتر ہاتھیون سے کر دکھاوین

پھر اُسکو جو کوئی سمجھے سو جھومے — قدم آ حضرت سودا کے چومے

یہہ دعوی گو کوئی شاعر نہ مانے — پر اُسکو جو سخندان ہو سو جانے

کہ طرز شاعری انسب یہی ہی — سخن کا ہی جو کچھہ سب فن یہی ہی

کہون مین پیل معنی کی جو اوقات — تو شیخی ہی کہ چھوٹا منہہ بڑی بات

بندھے ہی وہ سدا آکر مرے یہان — جگہہ ہی گشتت کی فہم سخندان

تدارد سے اگر وہ چھوٹ جاوے — کوئی شاعر ہی اُسکو باندھہ لاوے

دبے ہی اُسسے جو کوئی ہو کج فہم — کہ اُسکی طبع کو آنکس کرے وہم

بنا ہی پاک طینت اس قدر وہ — قدم ہرگز نہ رکھے خاک پر وہ

سبک چلنا کوئی کیا اُسکا بتلاوے — جہان تک کھینچو کاغذ پر چلا جاوے

کرین ہین آفرین اُسپر سو کیا ہی — وہ گویا اُسکی آواز درا ہی

نہ لگواوے کبھو مستک پہ سیندور — بہت اُسکی بزرگی سے ہی یہہ دور

ہوا کیا گر نہین کرتا وہ تزئین — اُسے کہتے ہین اہل طبع رنگین

نہووے قد و قامت مین وہ موجود — بلندی عرش سے پر اُسکی افزود

بھلا اِس شان کا ہاتھی کہین ہی — کہ جسپر ہر کوئی ایسا تعین ہی

مہاوت دل ہی نالہ بھالے بردار — ہی چرخی پیچش آہ شرربار

درندون سے جب پاک جنگل کیا تو خیمے مین تشریف فرما ہوا
رہے دیکھ حیران صغیر و کبیر جب آگے سے اُٹھ بھاگے قالین کے شیر
زمین سے فلک تک جو پہنچا یہہ ذکر ہوئی اپنی برج اسد کو بھی فکر
نہ تھا صید ہونی ہی پر عرصہ تنگ نہ ماہی بچی بحر مین نے نہنگ
گزندون کی حالات کیا مین کہون کہے بن بھی ہر کس طرح سے رہون
جدھر آب شمشیر اُسکا بہا نہ اژدر بچا ہی نہ وہان اژدہا
نچھوڑا ہوا جب چرندون سے سیر پرندون مین لے تا تدرو و بٹیر
پرندا نظر مین جو ان پیر کی نہ آیا ہوا مین بجز تیر کی
اگر دیو وہان ورد و آیا نظر نچھوڑا غرض صید اُسے بوجھ کر
ملے وہان سے جتنے گئے فیل لائے سو حلقہ بگوش اُنکے وہ ہو کے آئے
سبھی فیل ہر چند محبوب ہین سواری کی خاطر بہت خوب ہین
ہوا اک فیل کا اُن مین ایسا جمال زبان وصف مین جسکے میری ہی لال
کبھو فیل ایسا بچشم جہان نہ آیا نظر زیر نہ آسمان
وہی قد و قامت مین اتنا بلند لگا کہنے دیکھ اُسکو ہر ہوشمند
برابر نسبت اپنی یہہ ہاتھی نہین ہوا دیکھ اُسکو مجھے یہہ یقین
رہے وہان نہ جب صید سو سو گروہ تو زنجیر کر کھینچ لائے ہین کوہ
نہین اُسکی خوبی مین ذرہ قصور خدا چشم بد سے رکھے اُسکو دور
ترے سایے مین وہ رہے تا ابد تجھے پرورش کی رہے اُسکی کد

* مثنوی ہاتھی کی ہجو مین *

بھیجو یارو اب ایسے عمر و پر لعنت کرو گار شام و سحر

* مثنوی نواب آصف الدولہ بہادر کی تعریف اور شکار کے بیان مین *

بسم فتح ہو آج یون صبح دم لگا دست سودا آ مین کہنے قلم
جو اِس عہد مین ہند کا ہی وزیر بہ ہمت جوان و بہ تدبیر پیر
بدہر آصف الدولہ جس کا ہی نام سلیمان شکوہ و ذو الاحتشام
جہان تولے وہ اپنی شمشیر کو تو روباہ سمجھے وہان شیر کو
کیا آنے ناگہ یہ عزم شکار قدم رنجہ اپنا سوے کوہسار
گیا اِس طرح سے سوے صید گاہ چکا کر ہر ایک صید کی وہ نگاہ
بجز زیر تیغ اُسکے پائی نہ اور ہرن پاڑھے چیتل چکارے سے تھور
نہ تھا چارپاے کو ہرگز بچاو کیا قصد جس دم سوے نیلہ گاو
نہ دیکھا جو گاو زمین نے پناہ قدم نیچے لی اُسکے اپنی پناہ
اگر ارنا تھا وہان وگر کرگدن چھن اُس کا گیا تیر و گولی سے تن
پھر اُس دشت مین جتنے کچھ تھے درند کمند اجل سے گئے پاے بند
جہان تک تھے روباہ و گرگ و شغال شکاری سگ اُنکے جیون کے تھے کال
سنی جس طرف کو خبر شیر کی پہنچنے مین ہرگز نہ وہان دیر کی
جو کیسا ہی وہان شیر تھا منگرا تو کھال اُسکی بھی کھینچ کر بھس بھرا
ہوے شیر بیشہ نمین یہان تک شکار کہ باہر ہتورے تھے ز حد شمار
گیا دشت و بیشہ جو شیرون سے پاک پڑی شیر کے مارنے کی یہ دھاک
رکھا نام پھیر آنے از خوف جان کہ جس شخص کا نام تھا شیر خان

اِسکا دادا بھی گرچہ تھا عیاش اُس علاقے سے پر کرے تھا معاش
جو کوئی اُس کے گھر میں نوکر تھا رات کو اُس سے یہ مقرر تھا
پھرتا وہ ٹیکرے سے مانگتا گھر گھر لاتا آقا کے پاس جھولی بھر
اچھے چن چن کے آپ کھاتے تھے برے تنخواہ میں لگاتے تھے
پیدا کر گئے تھے اِس طرح اجداد سو یہ بدبخت ویسے ہی یوں برباد
میں تو آپھی کو جانتا تھا فضول پر یہ مجھسے بھی نکلا نامعقول
گر تیرے پیسے یہ سب اُڑاوے گا اینٹوں تک بیچ بیچ کھاوے گا
اِس کے دادا کے باپ کا اک روز آشنائے سفر نہایت دلسوز
لایا کچھ بجری پکا شراکت سے دونوں کھانے لگے رفاقت سے
اُٹھے اک دو ہی نوالے بھرتے جد مرحوم دو ہیں ہو کے کڑے
لگے کہنے نہیں یہ شرکت نیک میرے سو لقمے اور تیرا ایک
تھی بزرگوں کی اپنے تو یہ چال کرتی ہیں یہاں ضیافتیں پامال
خوب جو کچھ اُٹھا خزی لے سے لوا تا لایق کے مہینے سے
سنا اِس گھر کا یار تو نے حال مجھسے کھانے کا پھر نہ کیجیو سوال
میں کسی کو جو کھانا پکوا دوں پیسے کس بھروے ہیں جو دسے لوں
ایسی ہی بھوکھ ہی جو میری جان بند دخانہ بھی دور نہیں چندان
تک قدم رنجہ وہاں تک کیجے کھانے کو چاہیے جو کچھ لیجے
بولے یہ خانہ شما آباد ہی کرم آپ کا تو اِس سے زیاد
غرض آس آشنا نے صبح کو آ مجھسے یہ ماجرا تمام کہا

کیا تو سے بعد کرکے کھاوینگے | جب کسب اپنا بھول جاوینگے

دیگ شو کو نہ دیگ سے سروکار | چھتری دھوے ہمیشہ جائین کمار

بسکہ مہمان وعدے سے آیا | کھانا اُن مین سے جو نہین کھایا

اِس خجالت سے دیکچے یکسر | سرنگون ہیں پڑے ہیں جو لمحون پر

دوری سے دیکچون کی ہی یہ حال | سینہ کفگیر کا ہوا غربال

کی زمانے نے لاکھ ہی تدبیر | نہ ملا دیکچے سے پہان کفگیر

شادی پر شادی یہان ہوئی ہی سزا | دستہ ہاون سے پر کبھو نہ ملا

کرے سو عید گنبد گردان | نہ تلے اک گھر سے پر رمضان

الغرض مطبخ اِس گھرانے کا | رشک ہی آبدار خانے کا

جیسے طوفان نے کیا تھا ظہور | اُن کے نانا کے گھر کا تھا وہ تنور

اور کیا کیا مین کھولون اسکے بھرم | کہتے بھی آتی ہی مجھے تو شرم

ایک فرزند یہ رکھے ہی اُداغ | ہمارے گھر کا ہی اسکے چشم و چراغ

اُنے اک روز یہ حماقت کی | آشنا اپنے کی ضیافت کی

نہ ضیافت کہ جس مین ہو رنگ رس | ایک رکابی طعام و دیگر بس

تسپہ یون پیش آیا یہ مردود | یاد آیا اُسے چھٹی کا دود

چاہتا تھا کرے یہ اُسکو عاق | اور ما کو بھی اُسکی دیوے طلاق

پر بارے لوگون نے آکے سمجھایا | تب یہ جورو کے حق مین فرمایا

پتھر اسکے عوض یہ کیون نہ جنی | کاش بھینس مرتا وہان یہ ناشدنی

ہار دو مجھسے تو لا دو لو بہتر | میرا بیٹا اور اِس قدر ابتر

کیا بتاؤن مین تجھکو میرے پوت
نادہندون کی بیچ کی ہی جوت

کیا کہون تجھسے مین غرض ای یار
دیکے عزت کیا ہی مجکو خوار

کبھو حاصل نہین ہوا اک دام
مفت رسوا ہون نزد خاص و عام

کوئی شاعر جو یہان گذرتا ہی
ہجو میری ہی وہ بھی کرتا ہی

کون جانے کہ آپ کیسے ہین
جی مرا جانتا ہی جیسے ہین

پھر انکا گر آدے وقت طعام
جا کے لقمے کے کھاوے وہ دشنام

نہین ممکن کہ آسے بھی یہہ دین
جز فریب اُسکو ایک ٹکرا دین

یون ہی اٹھہ جائین اُسکو دے بتا
مارے نہین چھوتے ہاتھہ سے کتا

کام بھوکے کا انکے مطبخ سے
نہین ممکن کہ اس سوا نکلے

کھانا کھانے سے ہاتھہ یہان دھووے
گرمیون بیچ پیٹ بھر سووے

بسکہ مطبخ مین سردی رہتی ہی
ناک باورچیون کی بہتی ہی

انکے مطبخ مین دود آتے اگر
سقے لے دوڑتے ہین مشکین بھر

لگے ہی دینے کوئی اُٹھہ کے اذان
کوئی دکھلائے کھول کر قرآن

ڈھالے ہی کوئی اپنے چھپر کاٹ
لیکے بھاگے کوئی کھٹولا کھاٹ

یہان انکا نہ ہی خانہ آخلا
خلق ہو جاوے ہی تہہ و بالا

ان کے باورچی خانے کا احوال
جو لکھے ہر گھڑی کے جب کرین ہین خیال

ڈالین ہین سر پہ خاک ماتم سے
لکڑے جلتے ہین آتش غم سے

سینے دیگون کے مارتے ہین جوش
روتے ہین ڈھانپ ڈھانپ منہہ سرپوش

بولا باورچی کرتے ہین فریاد
کبھی تو کچھ ہمین تو کر ارشاد

ہو سکے یہہ کچھ اگر نہیں پیاز — دیکھو ہوویگا بوئی سرکا نذ

اُسسے تم بتا کے جنس منگواؤ — واسطے میرے کچھ تو پکواؤ

لگا کہنے وہ کوئی مانتے ہی — آپ ہی بھڑوا خاک کھاتے ہی

جب کہ اُسکا حساب ہوتا ہی — جان کو وہ بہرے کی روتا ہی

اور قصاب بھی جو آوے ہی — چھری بنوا مجھے بتاوے ہی

جب مین کچھ کو بکرے سے کہتا ہون — لوہو پی پی کے انپار ہتا ہون

بجتے ہی مجھسے یون وہ ڈڈہروہ — لیجیو تو کاری کی جگہہ کو

اہل مطبخ کی جب سنو آواز — کنہرین آقا کے جو ترون پہ پیاز

سفر چین ہوے ہمیشہ یون گالی — منہہ رکھے اپنا اور شکم خالی

بھڑوا آقا بڑا نکالا ہی — گلہ پر باند کا یہہ سبالا ہی

مجکو باورچی یون دھراتے ہیں — روہ ترسی آتش کیا پکاتے ہیں

کیا کہون مین رکاب دار کی بات — اُسکی گذرے ہی کس طرح اوقات

نوکری سے نہین کچھ اُسکو حصول — کاٹتے ہی میرے حق مین نت گل پھول

لیکن اُسکے بھی حق بہ جانب ہی — گر پکانے کو مانگے وہ کچھ شی

اُسسے کتنا ہی گرتے کو نوکار — ورنے کا بہانا لا بیر و آچار

نانبا کو جو دیکھون بھر کے نظر — مجھسے کہتا ہی یون وہ نگیدی خر

تکتی مشرف کے گھر لگا و نگا — اور پلٹین ترا نکالونگا

کل کبابی گیا جو گھر کو وہ سبت — پیاز کا اُسکے ہاتھ مین تھا پوست

پوچھا اُسسے یہہ مین نے کرکے نگاہ — کیا ہی یہہ بولا جون وہ بھر کر آہ

ناگہ بولا ہی ایک یوں فی الفور | کچھ نظر آئے ہی جو کیجے غور
کہا اُنے یہ سچ ہی میری جان | ای میں تیری زبان کی قربان
لیک پرنا لے جب لگے بہنے | تب تو جھنجھلا کے یوں لگا کہنے
کیا برستا ہی یوں برس کم بخت | کوہ سے ڈوب جاوین ایسے درخت
نرسے غرب تے رسے اب شرق | چاہیے ہو تمام عالم غرق
لیکے ماہی سے اور تا مہتاب | کاش ہو جائے ایک قطرۂ آب
غرض اپنی سی وہ تو کر گذرا | ہو گئی رات اور منہہ نہ کھلا
آخرالامر کرکے دل کو کرخت | لگنے لگا کہ سنگ آمد و سخت
کر چکا اپنی جب اصول و فروع | کیا مہمان سے اختلاط شروع
پر نہ تھا یہ کچھ اور ذکر و سخن | وہان بغیر از حدیث زر غبا
وقت آیا جب اُس کے کھانے کا | مرتکب ہو کے اُس بہانے کا
لگا کہنے کہ کوئی ہی حاضر | بولا اُس وقت ڈیوڑھی کا ناظر
کہا اُس سے کہ بھر کے لانا با | محل کے حاضر و رین رکھوا
غرض اُٹھ کے چلا یہ جب وہان سے | کہہ گیا کان میں یہ مہمان سے
چاہو جو کچھ کہ اب تناول کو | کہہ دو بلوا کے تم بکاول کو
اُنھوں نے اُس کے موجب ارشاد | کی بکاول کے تین وہیں فریاد
آیا بعد از سماجت بسیار | اُنھوں نے پوچھا کچھ ہی اب تیار
بولا تیار تو نہیں ہی کچھ | جاؤں ڈھونڈھوں اگر کہیں ہی کچھ
تو تو لاتا ہوں آپ کی خاطر | ورنہ کھاؤ مجھے ہوں میں حاضر

اُسکے ہوتے جو ابر گھر آیا
صاحب خانہ سخت گھبرایا

نہ خبر پوچھی اُنکی نے احوال
بیٹھتے ہی کیا یہہ اُن سے سوال

کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ
گھڑی گھڑی ہو کچھ بھی ہے ہوا

بولے یہہ مینہہ نہ تھا مجھے معلوم
ورنہ لاتا مین ساتھہ ای مخدوم

جب نہ سمجھے وہ اتنی رمز کے تئین
سوجھی یہہ بات اُسکے تئین وونہین

جون لگی ہونے قطرہ افشانی
لا رکھی اُنکے آگے بارانی

پھر لگے کہنے یہہ بھی اپنے نصیب
آوے مدت کے بعد اپنا حبیب

اور مینہہ آسمان برساوے
بھیگتا اپنے گھر کو وہ جاوے

یہہ تو ساوے غریب کیا جانین
اُس مزور کو کیون کے پہنچانین

بولے یہہ سادگی سے کیا ہی ضرور
بھیگتا جاؤنگا مین اتنی دور

رکھے خالق سلامت آپکی ذات
نہ کھلے گا تو مین رہونگا رات

یہہ سخن جون ہئین پہنچا اُسکے کان
لگی اُسکی وہ نہین نکلنے جان

سنتے ہی اُسکے یون ہوا مضطر
اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر

جسکے منہہ کی طرف کرے تھا نگاہ
یہی کہتا تھا اُسسے پھر کر آہ

کیون میان ابر اِسقدر چھایا
حرف رہنے کا درمیان آیا

مضطرب برق سے نہو یون حال
بادلون سے جو اُسکا تھا احوال

کبھو کہتا تھا یارو بتیان جلاؤ
کبھی کہتا تھا شیخ دوڑو بناؤ

گاہ بولے تھا دیکھو اودہر
آوے ہی آسمان کہین سے نظر

گاہ بولے تھا مہر ہو جو پدید
کیسی ہو جاے اپنے گھر مین عید

پھیر تو جب وقت بڑھی آگے بات — اُنے جڑی ڈھول اُسے اُنے لات
اُنے قلمدان سے کی اُسپہ چوٹ — اُنے ایا داڑھی کو اُسکی کھسوٹ
جھوٹتے غرض اُسکے ہوئے اِسیکا ہاتھ — خصئے پکڑ لوٹ گئی وہ بھی ساتھ
زور جو آپس مین دھما دھم ہوئے — مار کٹائی سے وہ بیدم ہوئے
دوڑ کے لوگون نے اُٹھایا اُنھین — منت و زاری سے چھڑایا اُنھین
کرنے لگے وہ جو تھے معقول مین — اُنکے تئین لعن اُسے آفرین
تھا غرض اِس نقل سے یہ مدعا — تا کہ تو ایسے کی نکھاوے دوا
اپنے لئے گو رنہ تو آپ کھود — سنتو ایا ایسا ہی یہہ بیتی جو ہود

* مرزی بخیل کی ہجو مین *

ہی خدا کا وہ ایک شمۂ نور — جیسے روشن ہی آسمان کا نور
کرتے آسکو لگے نہ ذرہ دیر — مہر و مہ کو بہ شکل نان و پنیر
کیا اُسنے بہ عرصۂ اک آن — نقل اختر سے پر سپہر کا خوان
وہ کروڑون نعم کو لذت دے — ذائقے مین زبان اِنسان کے
کس زبان سے ہو اُسکا شکر ادا — نعمتین کیا کیا اُسنے کین پیدا
میوے ہین باغ مین زمانے کے — واسطے کھانے اور کھلانے کے
فضل سے اُسکے کچھ نہین ہی کمی — لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی
سنو یارو کرون ہو مین اک نقل — جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل
اتفاقا اک آشنا میرے — گئے تھے ایک عمدہ کے ڈیرے
جو ہین وارد ہوئے یہہ وان ناگاہ — اُٹھا چارون طرف سے ابر سیاہ

پوچھا جو اُنے کہ خدا کیا گئی ساتھ گلہری کے گیا تھا وہی
یہہ کہا اُسکو جسے تھی آتشک بو ضع مخصوص پہ چھڑکو نمک
کہنے لگا دیکھہ کے ایک اور کو زخم کو دنبل کے کہا ناسور کو
بیٹھہ نہ کے پھر پاس وہ اک دتولی کے نبض کہا دیکھون مین لا ہاتھہ دیدے
دیکھہ چکا نبض کو جب بے تمیز خادمہ سے اُسکی کہا اری کنیز
درد کمر اِسکو ہی یا درد سر پر مجھے نقرس کا ہی ڈر بیشتر
کر کے پھر آخر کو مقرر صرع کہنے لگا دوا سے ماء القرع
اور جو کہا بیٹھی لگے اِسکو لو کچھ نہ اسے دیجیو جز آش جو
کہنے لگی سنکے یہہ کیا قہر ہی واسطے اِسکے یہہ دوا زہر ہی
لقوہ و فالج اسے یہہ پیر زال کرتے ہو کیا قتل کا اِسکے خیال
آئے کہا تونے نہ ای زشت رو دیکھا سدیدی کو نہ قانون کو
ساتھ حکیمون کے دوا ای بے تمیز بخشتی ہی وتیرہ زپلی کی کنیز
اِس مین کہا ایک نے شوخی کی راہ سنتی ہی ماما نہین اِن کی گناہ
بی بی تو ہی پردے مین اور یہہ اِدھر لقوہ و فالج سے ہو کیونکر خبر
سمجھیو تک تو غضب کی ہی یہہ جا آپ بھی کہتا ہی کہ ہان اور کیا
سنتے ہی اِس حرف کو کھا پیچ و تاب تھوک کے داڑھی پہ کیا یہہ خطاب
لا تو سدیدی کو تو اب میرے پوت کھول تو قانونکو ای بھڑوے اوت
لقوہ و فالج ہو جسے یا صرع دیجئے اُسکے تئین ماء القرع
بات کا اپنی تو مجھے دے نشان مین بھی تو دیکھون کہ ہی اُسمین کہان

سنکے یہہ عطار سے بولا جوان — کیا مین بتاؤن تجھے ای مہربان

شکل سے اُسکی کنے تشبیہ دون — ہی وہ سگ و خوک سے زشت و زبون

رنگ و دہن اُسکا ہی بدبو و قیر — جیسے کہ جلاب کا دست اخیر

سنتے ہی عطار نے یہہ رنگ و بو — کہنے لگا ہاے میان ہو نہ ہو

یہہ وہی سفاک ہی تخم حرام — صبح جو نت اُٹھہ کرے ہی قتل عام

غوث نہین ظالم بدخو ہی وہ — کہہ نہ طبیب اُسکو ہلاکو ہی وہ

ایک دن ای یار مین دوکان پر — آیا جو ہر ایک کو مناس نظر

کہنے لگا دیکھہ کے اک آشنا — چل تجھے ہم غوث سے دیوین ملا

تجکو وہ اور اُسکو تو مطلوب ہی — دونون جو آپس مین ملو خوب ہی

دیکھا کہ یہہ بات رکھے ہی حصول — مین نے کہا چلئے بجان ہی قبول

جب چلے آپس مین ہم دونو بہم — مرگ چلی پیچھے سے گنتی قدم

جاکے جو دیکھی ہین وہ وحشت سرا — دل پہ کھلی معنی دار الفنا

کتنے ہی بیمار تھے اور ایک گھر — سو بھی تو وہ گور سے تھا تنگ تر

آن کے بیٹھا وہ ستمگار جب — گرد ہوے اُسکے یہہ بیمار سب

چھتے ہی اک شخص کی دیکھی جو نبض — کہنے لگا تجکو بہ شدت ہی قبض

کچھہ نہین کرنیکا یہ جز اسکے سود — لکھہ دیا نسخے مین سفوف الیہود

اور غذا اُسکو یہہ بتلائی دوست — ماش کی روٹی سے تو کھا ساگ پوست

صاحب پیچش کو بتایا کتول — واسطے ہیضے کے لکھا اسپغول

لکھہ دیا مجنون کو شیر شتر — کہہ دیا مستسقی سے جا فصد کر

مرتے ہیں اُسسے زبس اب مرد و زن کھاتے ہیں قرض اُسکے اودھر گورکن
طرفہ تر اِسسے بھی کہوں ایک بات ہنستی ہی سن سن کے جسے کائنات
ہوکے کسلمند جو وہ بے حیا اپنے تئین آپ کرے ہی دوا
مردہ شو مولوی و تابوت گر گھیرتے ہیں آن کے سب اُسکا گھر
دے ہیں دہائی وہ بصد قیل و قال آن مین سے ہر ایک کرے ہی سوال
اپنی دوا آپ تو ظالم نہ کر میرے کسی دوکو کی طرف کر نظر
خوب جو کرتا ہی تو آپہی دوا اور کوئی آپ سا مجکو بتا
روزی سے خاطر ہو مری تا کہ جمع بھیجون تری گور پہ گل اور شمع
کیا کرون تشخیص کا اُسکی بیان منہ مین ہوی جاتی ہی ساکت زبان
نزلے سے ایک شخص کو تھا دردسر لائی قضا اُسکے تئین اُسکے گھر
دیکھ کے نبض اُسنے بصد فکر و غور دق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور
نسخہ دیا لکھ کے بچھند مین ہنر صبح سے لے شام تلک خوض کر
جا کے جو نسخہ دیا عطار کو پڑھ کے لگا کہنے وہ بیمار کو
کیا تجھے آزار ہی ای نوجوان اُسنے کہا اُسسے بتا وہ فلان
مین تو نہیں جانتا کچھ ای حبیب پر مجھے مدقوق کہے ہی طبیب
سنتے ہی یہہ دلکو لگی اُسکے چوٹ کہنے لگا اپنی وہ داڑھی کھسوٹ
ہے یہہ کس بھڑوے کا ایجاد ہی نسخے مین معجون زرابنا دہی
کہہ کے یہہ عطار سے ہو بیقرار کہنے لگا اُسسے کہ سنتا ہی یار
شکل کا اُسکی تو مجھے دے پتا کون ہی وہ جسنے کی ایسی خطا

محروم از در تو باز نہ رو نہ کنم — گر در ت قبلہ شود سجدہ بہ آن سو نہ کنم

اسقدر کس لئے بیزار ہی مجھ زار سے تو — مت چھپا منھ کو سجن اپنے خریدار سے تو
مجکو محروم نہ کر لذت دیدار سے تو — چشم پوشی نہ کر اس عاشق بیمار سے تو
سن لے یہہ بات میان اپنے گرفتار سے تو — دیکھ ادھر بھی کبھو اک نظر پیار سے تو
نگہی جانب سودا گہ و گاہی کافیست — بالکہ از لطف باو نیم نگاہی کافیست

* مثنوی حکیم محمد غوث کی ہجو مین *

صدر کے بازار مین ہی اک دبنگ — عار را طبا و طبابت کا ننگ
شکل ہی شیطان کی اور غوث نام — جگ مین ہلاکو کا ہی قایم مقام
ہی متوطن وہ لعین روم کا — بستی مین رکھتا ہی اثر بوم کا
جب سے طبابت مین دہنسا وہ الاغ — روم سے تا شام ہوا بے چراغ
مملکت ہند مین اب گھر بہ گھر — ہی ملک الموت سے مشہور تر
اسکے قلم کا مین کرون کیا بیان — تیغ اجل جسکی ہی رطب اللسان
خامہ نہین خنجر بران ہی وہ — قاتل ہندو و مسلمان ہی وہ
نسخہ نہ لکھتا کبھو وہ بد سرشت — بھرتے نہ انسان سے دوزخ بہشت
جب سے مریضونکو وہ دیتے ہی دوا — کام مین ہی مرگ معطل شفا
بو نہین ظالم مین کہین دردکی — جان کا دشمن ہی زن و مرد کی
کشتن خلق اسکا غرض کام ہی — مرگ و قضا مفت مین بدنام ہی

کاٹنے تجھے مری مہر کے رشتے تو تین
کب تک اس غم سے میان سینے کو اپنے کوتین
کب تلک زہر کے گھونٹو نکو بھلا ہم گھوتین
این قدر زندگی خویش مراد شوار است

تب تو ای یار جلے دلکے پھپھولے پھوتین
ہم ترستے ہی رہین غیر مزے یون لوتین
مار بھی ڈال بلا سے جو بلا سے چھوتین
گر تو نا حق نکشی حق تو بر من بار است

کیا کوئی تجھسا ارے یار نہ تھا دنیا مین
کیا کسو کو کسی سے پیار نہ تھا دنیا مین
عشق سے کسکو سروکار نہ تھا دنیا مین
ہیچ کس ہمچون من از دست کسی زار نشد

کیا کوئی اور طرحدار نہ تھا دنیا مین
کیا کہین کوئی گرفتار نہ تھا دنیا مین
یہہ ستم اور یہہ آزار نہ تھا دنیا مین
خوار و رسوای سر کوچہ و بازار نہ شد

دل مرا سر بسر بط سنگ ستم سے ہی چور
ای میان دیکھ نہ بھاویگا خدا کو یہہ غرور
ہاتھہ تیرے بیسی کہان جاؤن ترا ہون مجبور
آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد

تو بھی آنکھون مین تری یار نہین ہون منظور
کیا کرون ہے زمین سخت فلک ہے گا دور
دیکھہ اپنا تب مجھے حسن پہ مت ہو مغرور
صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

مت گنوا دلکو مرے پھیر نہ تو پاوے گا
کف افسوس کو ملتا ہی تو رہ جاوے گا
کیا بھلا جانا ہی میرا تجھے اب بھاوے گا

یہہ دل ای یار گیا ہاتھہ نہ پھر آوے گا
کیا کہون تجھے ارے دیکھہ تو پچتاوے گا
آخر ش دلکو مرے اور ہی ہو جاوے گا

تم سے امید یہی تھی کہ یہہ بیداد کرو
جرم کیا ہم سے ہوا اپنے تو ارشاد کرو
خاک ساری مری ناحق تو نہ برباد کرو
یاد باد آنکہ سر کوی توام منزل بود

دل ہمارے کو کڑھا اور ون کو دل شاد کرو
تب ہمین بندگی اپنی سے تم آزاد کرو
کچھ تو اُس اگلی بھی الفت کو میان یاد کرو
بر زبان بود مرا آنچہ ترا در دل بود

کیون رے بے مہر تجھے یاد ہی وہ اگلی چاہ
کچھ تو اب کون سا ثابت کیا مجھہ پہ گناہ
بلکہ کرتا ہی رقیبون سے تو وا سکو راہ
یاد باد آنکہ بہ بزمت رہ بیگانہ نبود

ایک دن مری جدائی کا تجھے تھا جون ماہ
ہرگز احوال پہ میرے نہین کرتا ہی نگاہ
اسقدر مجھسے تو بیزار ہی سبحان اللہ
گرد شمع رخ تو جز من پروانہ نبود

باندھنا اپنے چہرے کا سکھایا ہمنے
رکھہ کے جمدھر کو تجھے تیکھا بنایا ہمنے
شوخی و نازکی طرزون کو جتایا ہمنے
این نگویم کہ من از دست تو گشتم دلریش

تنگ جانے کو ترے بر ہمین کھایا ہمنے
اکڑ چلنے کو تجھے سب سے بتایا ہمنے
ہاتھہ سے اپنے غرض تمکو گنوایا ہمنے
کردۂ خویش مثل ہست کہ می آید پیش

ابتو کہتے ہین حریفان دغا باز مدام
ہو گا معلوم انکا تو گے جو خط آ انکا کلام
پھر تو رسوا کرینگے بلکہ تمھین خاص و عام
زان ہمی ترسم کہ از کردہ پشیمان باشی

کہ میان میتھی محبت کے تری ہم ہین غلام
سب چلے جائینگے آخر یہہ تمھین کر بدنام
دیکھہ اب بھی سمجھہ ای یار نہ کر ایسا کام
جمع با جمع نباشند و پریشان باشی

دیکھہ کر طرز تمھاری یہہ مجھے حیرت ہی
واہ و اچھا ہے امرد کو یونہین رحمت ہی
گر چنین است کہ دایم بملامت باشید

گر ہو تم آدمی زادے تو یہہ کیا غیرت ہی
ایسی بر داشت کی اب کسکو میان طاقت ہی
ما بجیریم و شمایزسلامت باشید

چشم بد دور میان خوب نکالے ہین ڈھنگ
بیٹھہ کر خند و نہین سیکھو ہو بجانا منھہ چنگ
چھوڑ و یہہ طور میان تم نکرو مجکو تنگ
من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست

جا بجھو ڑ و نہین قدح بھر کے لگے پینے بنگ
اسقدر آپ سے اب تمنے اوٹھایا ہی ننگ
عبث اب جا کے کسی ساتھہ کرو لڑا ئین جنگ
موجب شہرت بیباکی و خودکامی تست

اسقدر یار برے کام اپر مت تن دے
مت ملا کر تو رقیبو نسے کہ سب ہین خندے
کیا برے ہونگے تجھے مفت مین ہمسے بندے
عاشقی ہمچون منت نیست خدا امید اند

مان میرا ابھی کہا بات مری سن من دے
کر کے بدنام تجھے جائین گے سب یہہ فن دے
ایک بوسہ کے کسی کے نہوے شرمندے
پاک بازم ہمہ کس طور مرامی داند

اسقدر چشم مروت کو اوٹھا مت اکبار
خوبرو یونہین تجھے کئے بنایا سج دار
پانکہ پھرتا تھا تو ہر ایک کے گھر سو سو بار
این زمان جای تو در دیدۂ مردم شدہ است

کچھ تو آدلمین سمجھہ اپنے گر انصاف ہی یار
ورنہ خوبان مین نکرتا تھا کوئی تجکو شمار
اپنی مجلس مین نہ دیتا تھا کوئی تجکو بار
روی زیبای تو از دیدۂ ما گم شدہ است

دل مرا توٹ گیا تجھسے اب ای عہدشکن — حیف صد حیف کہ قدر اُسکی نہ تو جانی سجن
دل کہ طومار وفا بود من محزون را — پارہ کردند ندانستہ بتان مضمون را

پہلے تو دلکو مرے تمنے لیا کس عنوان — اب جھڑکتے ہو مجھے دیکھ کے تم بھونئین تان
مین نے معلوم کیا ہی غرض اِس تانکی جان — دلکو لیکر کے لیا چاہتے ہو میری جان
لیجئے یہہ بھی دل اپنے مین نہ رکھئے ارمان — ایک ہو تا نہیں کچھ تمسے لیا مین یہہ جان
تو نہ آئی کہ غم عاشق زارت باشد — گر بود خاک بہ ان خاک گذارت باشد

واہ وا ایسی ہی دیکھی ہی وفا تجھسے یار — کوئی یہہ طرز ادا سیکھ لے آ تجسے یار
غیر کے واسطے جو مجھ پہ ہوا تجھسے یار — مین تو لاچار ہون سمجھے گا خدا تجسے یار
مین عبث غیر کا شکوہ یہہ کیا تجھسے یار — دیکھ لینا تھا جو کچھ دیکھ لیا تجسے یار
گر بظاہر بہ کسی خلق نکو خواہی کرد — شوخ باما تو چہ کردی کہ باو خواہی کرد

شیشۂ دلکو مرے سنگ ستم سے توڑا — دلئے میرے بھی منھ اب تیری طرف سے موڑا
جو کچھ ہم ساتھ کیا تمنے نہیں وہ تھوڑا — بس کرو بس کرو زیادہ نکرو نا توڑا
خوبرویون کا جہان بیچ نہیں ہی توڑا — شعر وحشی کا دل اپنے پہ یہہ مین لکھ چھوڑا
میرویم جانب دیگر دل بدل آرا دگر — چشم خود فرش کنم زیر کف پاے دگر

صحبت بدین تمھین آٹھ پہر صحبت ہی — غیر کے ساتھ شب و روز تمھین خلوت ہی

انچہ کردی تو دلا با خود و. جان من — کس نکرد است چنین کار کہ با دشمن

تجکو اُس شوخ سے تنہانہ پڑا تھا پالا — مفت مین مجکو بھی لیجا کے بلا مین ڈالا
ملکے آنکھونسے دوانے تو مرا گھر گھالا — کیون رہے دل کہہ تو بھلا مین نے ترا کیا ڈھالا
کیون ہوا ہی تو مری جان کا لینے والا — ہاے رے ہاے مین دشمن کو بغل مین پالا
کردۂ خود بکہ گوئیم و چہ تقریر کنیم — این زمان چارہ نداریم چہ تدبیر کنیم

کیا کرے دل بھی پڑا ہی یہہ محبت کا فسون — کب تلک دلسے مین اُس کا دُکھ سہا کو کرون
اِس غم و درد و بلا میچ کہان تک مین مرون — آتش غم سے طرح شمع کی رو رو کے جلون
اب نہین تاب زبانکو جو مین خاموش رہون — کیونکے احوال دل اُس شوخ سے جاکر نہ کہون
شرح این آتش جانسوز نہ گفتن تاکی — سوختم سوختم این راز نہفتن تاکی

یار تجھہ زلف کے سودا مین پریشان ہی دل — تیرے دیدار کا جون آئینہ حیران ہی دل
داغ ہجرانسے ترے رشک چراغان ہی دل — گاہ پروانہ و گہہ شمع شبستان ہی دل
کسقدر اپنے کے سے یہہ پشیمان ہی دل — کیا کہون تجھسے بہت بے سر و سامان ہی دل
حال دل خستۂ شوقت چہ شنیدن دارد — بیخود است آن قدر آئینہ کہ دیدن دارد

سیج کہو کسے تمھاری نئی لاگی ہی لگن — کیا ہوا کیسکو تھگا کے کا لیا ہاتھہ مین من
ہو گئے اور تناسے ہی من کچھ اب پھیر نین — کیا ہوے تمنے جو ہم ساتھہ کے تھے وہ بچن

* دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی *

شکوہ جو ہر زگی کا تری ای میان کرون   پیدا ہی جائے ہر بن مو سو زبان کرون
فریاد وضع سے تری جا کر کہان کرون   مانا ترا ہر ایک سے مین کیا بیان کرون

* عالم سے مجھکو ترک ملاقات ہو گئی *

ملنے سے تو ہر ایک کے جھوٹھی قسم نکھا   کل ہی جو میرے ساتھ تو بازار تک گیا
ہر ایک نے سنا کے مجھے شعر یہ پڑھا   یارو وہ شرم ہے جو نہ بولا تو کیا ہوا

* نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی *

فریاد کرکے جس سے کرون داد مین طلب   اس پردہ نشین طالب وہ کرے تجھکو ہی غضب
حاضر ہو وہ سرا بھی تو معلوم ہووے تب   سو داکسیکو وہ تو ستاوے نہ بے سبب

* کیا جانئے کہ تجھسے بھی کیا بات ہو گئی *

* واسوخت *

الہی مین کہون کسے یہ اپنا احوال   زلف خوبان کی مرے دلکو ہوئی ہی جنجال
یارب اس پیچ سے تو اس دل شیدا کو نکال   کاش یا موت ہو یا دور ہو یہ سر سے وبال
تجھ سوا غیر سے مین کیونکے کہون اپنا حال   تیری ہی ذات سے میرا یہی ہردم ہی سوال
ساز آباد خدایا دل ویرانے را   یار مہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

کیون رہے دل بین نہ ہر ایک آن تجھے کہتا تھا   ہو قاؤ نسے نہ مل مان تجھے کہتا تھا
اسقدر مست ہو تو نادان تجھے کہتا تھا   دیکھہ ہوگا تو پشیمان تجھے کہتا تھا
درد فرقت نہین آسان تجھے کہتا تھا   کیون تو لیتا ہی مری جان تجھے کہتا تھا

* کہ یہہ زمانہ ہی اِک طرح کا زیادہ ہول *

وہ مہر وہ وفا وہ عنایات ہو گئی   وہ مہربانگی وہ مدارات ہو گئی
صحبت وہ رفتہ رفتہ یہہ ہیہات ہو گئی   جھڑکی تو مدتون سے مساوات ہو گئی
* گالی کبھو نہ دی تھی سو اب بات ہو گئی *
کہنا یہہ آن آن مرے گھر سے تو نکل   دشنام دینے شرط محل خواہ بے محل
عزت مین سب طرح سے غرض آچکا خلل   باقی ہی مار کھانا اب آگے سو آج کل
* سن لوگے تم اسے بھی کہ اوقات ہو گئی *
رسواے خلق و خوار جہان اب مین ہو چکا   بے شرم و بے حیا مجھے آفاق نے کہا
ہر گز نہین ہی پند و نصیحت سے فایدا   اب تو مین چھوڑنے کا نہین اُسکو ناصحا
* ہونی جو کچھ تھی قبلہ حاجات ہو گئی *
رکھنا بہ چشم خلق مجھے خوار تا کجا   رہنا ہمیشہ در پئی آزار تا کجا
نت اُتجہ کے جور و ظلم جفا کار تا کجا   بس اب ستم سے درگذر ای یار تا بکجا
* اعمال دل مرے کی مکافات ہو گئی *
وعدہ بھی تھا یہی کہ مین آؤنگا دن ڈھلے   لیکن نہ بعد شام کے پیش از دیئے جلے
ای آفتاب رہ کے تنک آسمان تلے   پیغام بر نے دیر لگائی تو ہی ڈھلے
* دھڑکے ہی دل کہ یہہ نہ کہے رات ہو گئی *
مسجد مین واعظون کے تئین لگ گئی ہی بر(ق)   زاہد نے ٹھونکا شیخ کو پگڑی اُتار کر
قاضی نے محکمے مین مچایا ہی شور و شر   مستی سے اُس نگاہ کی ای محتسب خبر

ا اور اُن درختوں کی وے چھائیں وے گھنے گھنے پات | نہ وے درخت ہیں اب واں نہ آدمی کی ذات

* کوئیں مندے پڑے ہیں نہ رسّا ہی نہ ڈول *

یہہ باغ کھا گئی کس کی نظر نہیں معلوم | نہ جانے کنے رکھا یہان قدم وہ کون تھا شوم

جہان تھے سرو و صنوبر اب اُس جگہہ ہی زقوم | ہری ہی زاغ و زغن سے اب اُس چمن مین دھوم

* گلون کے ساتھ جہان بلبلین کرین تھین کلول *

جہان آباد تو کب اِس ستم کے قابل تھا | مگر کبھو کسی عاشق کا یہہ نگر دل تھا

سو یون مٹا دیا گویا کہ نقش باطل تھا | عجب طرح کا یہہ بحر جہان پہ ساحل تھا

* کہ جسکی خاک سے لیتی تھی خلق موتی رول *

دیا بھی وہان نہین روشن تھی جس جگہہ فانوس | پڑے ہین کھنڈر ہوئے آئینہ خانیکے مانوس

کڑوڑ دل پر از امید ہو گئے مایوس | گھرون سے یون نجبا کے نکل گئے ناموس

* ملی نہ ڈولی اُنہین تھے جو صاحب چنڈول *

نجیب زادیون کا ہی یہہ اندنون معمول | وہ برقع سر پہ ہی جسکا قدم تلک ہی طول

ہی ایک گود مین لڑکا گلاب کا سا پھول | اور اُنکے حسن طلب کا ہر ایک سے یہہ اصول

* کہ خاک پاک کی تسبیح ہی جو لیجے مول *

غرض میں کیا کہون یارو کہ دیکھکر یہہ قہر | کڑوڑ مرتبہ خاطر مین گذرے ہی یہہ لہر

جو تک بھی امن دل اپنے کو دیوے گردش دہر | تو پیشتر کہ کہین یہہ روئے گا مردم شہر

* گھرون سے پانی کو باہر کرین جھکول جھکول *

بس اب خموش ہو سودا کہ آگے تاب نہین | وہ دل نہین ہی کہ اِس غم سے جو کباب نہین

کسیکی چشم نہوگی کہ جو پُر آب نہین | سوائے اسکے ترے بات کا جواب نہین

سو کیا وہ نوکری کتنی ہو جسمین یون اوقات ۔ ملے ہی بابت کو روٹی تو رو رو آدھی رات
جو چاہو تن ڈھپے اسمین تو آگے پیچھے ہات ۔ اور اسپہ یہہ ہی کہ جب ٹھہرے روز موجودات
* تو پانچو باندھئے ہتیار اور چھتی بسطول *

وہ نوکر اب جسے آقا ہر آن پہچانے ۔ جو پوچھو اُنسے کہ تم کچھ روٹی لگے پانے
گئے ہی سانس کو بھر کر سواے آہ آنے ۔ روٹی کی شکل تو دیکھی نہین خدا جانے
* کہ اِس زمانے مین چپاتی ہی یا وہ گول *

غرض کہ جب تئین ملتا ہو پاؤ بھر بھی چون ۔ یہہ نوکری وہ کرے جسکو ہووے خبط و جنون
نہ سمجھیو کہ اُنہین جب سپہ گری کے فنون ۔ نہ آئے اُسپہ تو یہہ باندھنے لگے مضمون
* زمانہ دیکھ کے ہتھیار ہمنے ڈالے کھول *

سخن جو شہر کی ویرانیکا کرون آغاز ۔ تو اُسکو سن کے کرین ہوش چغد کے پرواز
نہین وہ گھر کہ ہو جسمین شغال کی آواز ۔ کوئی جو شام کو مسجد مین آئے بہر نماز
* تو واں چراغ نہین ہی بجز چراغ غول *

کسیکے یہان نہ رہا آسیا سے تابہ اُجاغ ۔ ہزار گھر مین کہین ایک گھر جلے ہی چراغ
سو کیا چراغ وہ کھر ہی گھرون کے غم سے داغ ۔ اور اُنکا نو نمین ہر سمت بولتے ہین اولاغ
* جہان بہار مین سنتے تھے بیٹھ کر ہندول *

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجہ پاس ۔ کہ جنکے دیکھے سے جاتی رہے تھی بھوکھ اور پیاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہووے اُداس ۔ بجاے گل چمنون مین کمر کمر ہی گھاس
* کہون ستون ہرا ہی کہین دھی ہرغول *

رکھین تھے سیر یہہ بن گھنت کے گرد کے دیہات ۔ کہ اب جہانکی تھے نہار ہونکے آب حیات

* اسی خیال مین رہتی ہی عقل دانوان ڈول *

اور اب جو زعم مین آقا کے فیل خانہ ہی — جو ہتھنی اندھلی ہی اُسمین تو ہاتھی کانا ہی
بھور چار سے کار اتب کا نے ٹھکانا ہی — ہر ایک بھوکھ سے سوے عدم روانہ ہی

* اب اسکو خواہ تو ہاتھی سمجھ لے خواہ جھول *

کرے ہی بھوکھ سے شاگرد پیشہ اب یہ معاش — کہین پلاؤ تو باورچی وہان پکاوین آش
کرین قنات تو نمنن دربان . بیٹھے پردہ فاش — تلے سے کھینچ لے مسند کو آنکر فراش

* اگر کہین کہ منا اُٹھ کے چاندنی کا جھول *

یہ شادمان محل کی ہی اندنون صورت — نہ خوان ڈھونے کا کشمیرنی مین باقی ست
نہ اُٹھ کے چلنے کی ہرگز رونے مین طاقت — نہ ہی بھوکھ سے درباریونکے منہ کی یہ گت

* کہ بوڑھی ہتھنی کے جسطرح بیٹھ جائین کہول *

مچار کھی ہی سلاطینو نے یہ تو یہ دھاڑ — کوئی تو گھر سے نکل آئے ہی گریبان پھاڑ
کوئی دراپنے پہ آوے وے مارتا ہی کواڑ — کوئی کہے ہی جو ہم ایسے چھاتی کے ہین پہاڑ

* تو چاہیے کہ ہمین سبکو زہر دیجے گھول *

غرض مال ہی اِس گفت و گو سے یہ میرا — کہ بے زری نے جب ایسا گھر آنکر گھیرا
کرے تلاش معیشت کو کوئی بہتیرا — نہین ہی فایدہ تا وہ نہ چھوڑ کر ڈیرا

* کرے نہ عزم سوئے اصفہان و استنبول *

جو نوکری ہی کہین زیر چرخ نیلی فام — تو جایداد کا اُسکی ہی پرگنہ سہسرام
دبا کا جب سے ہی دار الخلافہ مین ہنگام — گھرونکی ضبطی کا رسم اِسقدر ہوا ہی عام

* اِدھر کسبکا دکھا بر اُدھر سے دو رتے قول *

تمام عمر ہی تدبیر ملک بین کاٹی   نداں کرآتے ملکر گھر لینت کا ماٹی
* پھر اپنے زعم بین ہر اک براے خود بہلول *

پڑے جو کام انھین تب نکل کے کھائی سے   رکھین وہ فوج جو ہوتے پھرے لڑائی سے
پیادہ ہی سو ڈرے ہر سند آتے نائی سے   سوار گر پڑے سوتے بین چارپائی سے
* کرے جو خواب بین گھوڑا کسی کے نیچے الول *

نہ صرف خاص بین آمد نہ خالصہ جاری   سپاہی تا متصدی سبھون کو بےکاری
اب آگے دفترتن کی بین کیا کہون خواری   سوال دستخطی پھاڑ کر کے پنساری
* کسی کو آنو لے وے باندھ کر کسی کو کتول *

بہت جتنے نقدی و جاگیر کے تھے منصبدار   تلاش کرکے ڈھاتی اُنھون نے کی ناچار
نداں قرض بین ہیونگے وے سپر تلوار   گھرون سے اب جو نکلتے ہیں باندھ کر ہتھیار
* بغل کے بیچ بین سو تنا ہی ہاتھ بین کچکول *

کرون معاش کا حضرت کی تجسے کیا مین بیان   کہ توشہ خانہ ہی اُنکا ہر ایچے کی دکان
نکل تورے کے منہ سے گئے ہی گاو زبان   پکی ہون تب بین کہ جب کاتبی غلط ارکان
* بکی ہی تیسرے فاقے بین کورتیون کے مول *

کہین جو مودی سے جا کردو اب کی حالات   جواب وے ہی کہ ہیں اونٹ تو فرشتونکی ذات
ہوا یہ حشمی ہی بیاہونکی اور بعینہ یہ برات   جو خبر ہین ہیں اُنھون نے بیاہی اب حیات
* تمھارے کھانیکو دانا کہو تو دیجے تول *

کئی جو گھوڑے ہیں اصطبل بین سو کیا امکان   کہ ہووے گھاس کے پتے کا اُنکے آگے نشان
کسو کی تو تی ہی ٹانگ تری کسو کا جھڑ گیا کان   طویلہ اُسکو کہون یا کہ پنج پیر کا تھان

بس اُنکا ملک مین کارنسق جو یون ہو تباہ   کہ کوہ زرہو زراعت مین تو ندین پرگاہ
جگہہ وہ کونسی نوکر کہین یہہ جسپہ سپاہ   کہان سے آئین پیادے کہین جو پیش نگاہ
* کہ ہمرسوار جو پیچھے چاہین وہ باندھ کے غول *

رہی فقط عربی باجے پر اُنھون کی شان   جو چاہو آسکو نہ بجوا وین یہہ تو کیا امکان
پر اُنکو فکر ہی تخفیف خرچ کی ہر آن   رہیگا حال اگر ملک کا یہی تو نداان
* گلے مین طاسہ کہارونکے پالکی مین ڈھول *

اُنھین ہی اپنی امارت سے اب یہی منظور   کہ ہون دو مورچھل اور ایک کاتبی طنبور
نہ رسم صلح کی سمجھین نہ جنگ کا دستور   جو اُنمین قاعدہ دان تھے پرے وہ انسے دور
* قماش اُنکی طبیعت کا سب طرح سے قبول *

امیر اب جو ہین دانا اُنھونکا ہی یہہ حال   ہوے ہین خانہ نشین دیکھہ کر زمانیکی چال
پچھی ہی سوزنی خوجہ کھڑا جھلے ہی رمال   حضور بیٹھے ہین اک دو ندیم اہل کمال
* دھری ہی سامنے اک پیکدان واک بطول *

جو کوئی ملنے کو اُنکے اُنھون کے گھر آیا   ملے یہہ اُنسے گر اپنا دماغ خوش پایا
جو ذکر سلطنت اسمین وہ درمیان لایا   اُنھون نے پھیر کے اودھر سے منہہ یہہ فرمایا
* خدا کے واسطے بھائی کچھہ اور باتین بول *

جو مصلحت کے لئے جمع ہون صغیر و کبیر   تو ملک و مالکی فکر اسطرح کرین ہین مشیر
وطن پہنچنے کی بخشی کو سوجھے ہی تدبیر   کھڑا یہہ اُنکے دیوان خاص بیچ وزیر
* کہ شامیانے کے بانسون پہ روپے کے ہین کے خول *

خجل ہو یہہ نہ سماے زمین بہت بھاتی   کے دے مشورے کھیلین ہین جون سوا پہاتی

نصیب گر کرے سعادت کا تیرے برین رخت — جو دیوین جام جم اور کیقباد کا تجھے تخت
گزشت یگانگی طرف سے نہ کر تو دلکو سخت — بشکر صحبت احباب و آشنائی بخت
* بیاد آر غریبان دشت پیما را *

الہی ربط محبت کرے فدائی نیست — بتان کی تا نکرے خلق کو جدائی نیست
کرے گی ہستی کو اُنکی تو بیوفائی نیست — ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست
* سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را *

کھلے مجھی پہ ہین راز نہفتۂ حافظ — کہ سنکے لوٹون ہون شعر شگفتۂ حافظ
غرض عجب ہین یہہ در ہاے سفتۂ حافظ — بر آسمان چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ
* سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را *

کہا مین آج یہہ سودا سے کیونتو تا و اندول — بھرے ہی جا کہین نوکر ہو لیکے گھوڑا مول
لگا وہ کہنے تب اُسکے جواب مین دو بول — اگر کہون مین تو سمجھے گا تو کہ ہی یہہ ٹھٹھول
* بتا کہ نوکری بکتی ہی ڈھیریون یا تول *

سپاہی رکھتے ہین نوکر امیر دولت مند — سو آمد اُنکی تو جاگیر سے ہوئی ہی بند
کیا ہی ملک کو مدت سے سرکشون نے پسند — جو ایک شخص ہی بائیس صوبے کا خاوند
* رہی نہ اُسکے تصرف مین فوجداری کول *

قوی ہین ملک مین مفسد امیر ہین سو ضعیف — تکے کہان جو ہمین دیکے ہون اُنھونسے حریف
نہ کچھ ربیع مین حاصل نہ درمیان خریف — جو عامل اب ہین محالات پر سو یونہہ ہین خفیف
* کہ جس طرح کسی حاکم کے گھر گنوار ہوا ول *

پکارا دگر ان اموزون کا تھا مین بیچارا   کہ بھٹکون دشت مین اور کوہ پر پھرون مارا
نہ عشق لیلی و شیرین سے ہون مین آوارا   صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را

* کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ ما را *

اثر یہ نالے کے اپنے ہی اعتقاد ای گل   جو تو سنے تو بر آوے مری مراد ای گل
ولے نصیب جو تو نے کیا نہ یاد ای گل   غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل

* کہ پرسشے نکنی عندلیب شیدا را *

مجھے تو زور رہی ساقی کی یہہ ادا بھائی   کہ پہلے جام کی می خاک پر چھڑکوائی
جو پوچھا مین تو کہا سن یہہ مجھسے سودائی   چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

* بیاد آر محبان بادہ پیما را *

فریب مجکو ندے اپنے خط و خال اوپر   کہ دیکھ کر مین زمانیکو منہہ کیا ادھر
جو چاہے تو کہ گرفتار ہون مین تیرے پر   بہ حسن و خلق توان کرد صید اہل نظر

* بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را *

ترا سا حسن نہین جگمین یہہ تو ہی لاریب   ولے ہمین نہین معلوم سر عالم غیب
جو فکر قبح مین اب سر کو لاے سوے جیب   جز این قدر نتوان یافت در جمال تو عیب

* کہ خال مہر و وفا نیست روے زیبا را *

لبون کے گرد جو اُس نوجوان نے خط کو رکھا   چمن چمن مین پڑا شور ہر طرف غوغا
ہر ایک مرغ تے ہو باغ باغ دی یہہ دعا   شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

* تفقدے نکند طوطی شکرخا را *

خندق و قلعہ نہو اُسکی وہ ہیبت کے بل   جون ہوا اُسکو مساوی ہی نشیب اور فراز
کر کے اسکی بین کہون کیا ہی جو کچھ سرعت مین   باج دے جسکے تئین صاعقہ کی بھی آواز
ا رکے رہ جاے جہان اُسکے تگاپو کی گرد   پیر وہم کو پہنچاے نہ وہان تک پرواز
کیا کرون وصف ترے پیل فلک پیکر کا   تا بلند اپنی زبان سے نہ سخن ہو آغاز
یون مہاوت کی ہی اُس مست رنگیلے پہ جھک   ماہ نو جون شفق شام مین ہو جلوہ طراز
حسن مین سیاہ قلم کی ہی وہ تصویر ایسی   خامۂ صنعت حق کی نظر آوے پرداز
اسطرح دانتون مین خرطوم ہی اُسکے جیسے   موسم دی کے ہون کوتاہ دن اور رات دراز
پہایل ایسا کہ عجب کیا ہی بوقت رفتار   سایے اپنے کو رکھے ہمسری اپنی سے باز
بے تکان تیرے ہی دریا مین وہ اہس صور تیسے   رشک کہاتے ہین جسے دیکھ سواران حجاز
اسقدر ہی وہ دلاور کہ ہو وہ آئینا   استقامت کرے اُسکی جگر کوہ گداز
لاکھ گر توپ دغے اُسکے مجازی تو وہ   سمجھے پٹے کی طنین اُسکی وغا مین آواز
غرض اس نظم سے تو یہ نہ سمجھیو ہو ج   کہ طمع پر ترے مداح کی ہو غرض نیاز
حاجت و اسپ دگر تیرے نہ آگے کچھ چیز   نہ وہ مین اس لئے تجھ پاس کرون وصف دراز
تو نے جو کر دیا مقسوم مری قسمت مین   نمکین شیرین کو ہی ذائقے سے میرے ساز
ہر پوشش مجھے ملتا ہی وہ جامہ جسکا   دامن آلودہ گئے عرض سے رہتا ہی باز
مجھکو کچھ کام نہین تو مجھے جون چاہے رکھ   مین ہون بندہ ترا اور تو ہی مرا بندہ نواز
مطلب اسمے یہ جو ہوا ہی تیرا ہر غلام   اور کیا ہو سکے جز یہ کہ دعا بعد نماز
تیرے اعدا رہین نظرون مین زمانہ کی ذلیل   حق دو عالم مین رکھے تجکو سدا با اعزاز

* مخمسات *

یہ مسلم ہی کہ وہ ہر گو آفاق کے بیچ — زندگی بخش مسیحا کا ہی لاشک اعجاز

لیکن انجام کو پہنچاے ہی تو کار شفا — مغالطے کے جو مرض کا ہی کسیکو آغاز

عہد میں اپنے شجاعونکے وہ اشجع ہی تو — گو تہور پہ ہی پنجہ دل کے شجاعت کو ناز

نعرۂ قہر کو تیرے جو سنیں روئیں تن — استخوان اُنکے طرح شمع کی ہو جائیں گداز

شعلہ پیرا وہ تری تیغ ہی جسکی ہیبت — کوہ کی تیغ تلک رکھتی ہی چلنے سے باز

لاکھہ پانی سے بجھائی ہی وہ آتش لیکن — شعلۂ برق سے ابتک ہی زبان اُسکی دراز

اطلس ہفت فلک گر ہو عدو کا جامہ — کٹے اسطرح وہ اُس سے کہ چھلکے جون پیاز

کام مصحبت سے نہیں اُسکی جراحت کو گر — عیسی کا رو بہ بہی آوے تو لاوے اعجاز

ورنہ جراح کے کب بخیہ و مرہم کے ساتھہ — ناخن شیر اجل کے ہو ہٹے سے ساز

حکم انداز ہی وہ تو کہ کمان کا تیغہ — ہتھ اپنے میں لیا جسگھری جون چنگل باز

چشم نے دہر کی دیکھا نہ ہوا میں ہر گو — طایر روح عدو کا مرغ کو کرتے پرواز

زیوران ہی وہ ترے رخش صراحی گردن — شور قلقل سے ہر از شیشے کے جسکی آواز

جلد پر اُسکی صفا سے ہی یہ کچھ کیفیت — دیکھہ کر جسکے تئین جھاب وہین صد آینہ ساز

بوی خوش باد سحر ہل سے اُسکے تحفہ — لیکے جاتی ہی سوے زلف بتان بہر نیاز

گوش سے تابدم اُسکے ہیں گل اس خوبی سے — صد چمن جسکے ہو ہیلے کا نہو پا انداز

اچپلاہٹ سے تو پھرتی ہیں یہ آہی آنکھیں — رشک سے دل ہو جنہیں دیکھہ چکار یکا گداز

پوزی یہ اسکی ہر از غنچۂ سوسن کہ جسے — کس گلبرو کا لگے کب دہن خندہ طراز

مولدا اسکا ہی جگر جو کو وہ رکھتا ہی — تیغھا میں غمزۂ خوبان عرب کا انداز

اُس سبکرو کو جو پھینکے تو رہے دریا پر — ٹوٹے ہرگز نہ حباب اُسکے بزیر تگ و تاز

موسم محبت ہی یہہ بالعکس کہ پیش آئے ہی تو
مجھے ہر روز بہ ناز اور سے ہر شب بہ نیاز

نالہ و آہ سے میرے یہ جہان ہو اسکو خواب
جیسے ہی چشم خلایق سے رہ دور و دراز

ایک طالع کی تو اپنے نہ کہون میں ورنہ
اُٹھ کے جب دیکھے تا دیدہ مہتاب ہی باز

امتحان میری وفا کا تو بہر کیا کیجئے گا
صف عشاق میں سب جانتے ہیں ای طناز

یون خم تیغ جفا سے ہون تری مہر بہ سجود
آگے محراب کے جسطرح سے ہووے پیش نماز

کوئی سنتا نہیں فریاد کو میری ورنہ
آہ کی طرح میں ہو جاؤن بسر اپنا آواز

دلکی تو کہہ نہیں سکتا میں دراندازون سے
کسکے لئے میں کہون کچھ تجھسے کہ کچھ غماز

مال و زر تھا سو دیا عشق میں تیرے برباد
نقد جان پر نہیں راغب جو کرون اُسکو نیاز

کسطرح سے یہہ ستم چاہیگا انصاف اُسکا
استخوان کو ہو مرے جور تو اتو یہ مساز

دہر میں داد رس خلق ہی اب جسکی جناب
اور اینانے جہان میں ہی سبھو نسے ممتاز

یعنے موسوم بہ نواب شجاع الدولہ
ذات پر جسکی زمانے کو ہی فخر بہ دو ناز

کیا بیان اُسکی عدالت کا زبان پر لاؤن
سحر ہی صولت عدل اُسکی نہیں گر اعجاز

باز و گنجشک کی کھنچے جو مصور تصویر
رعب گنجشک سے پرواز کرے صورت باز

پیش خس تاب نہ آتش کو بجز خاموشی
نہ یہہ طاقت کہ زبان اپنی کرے شعلہ دراز

عدل جسکا یہہ ہو لازم ہی کہ اب اُسکے حضور
جاؤن اس مطلع ثانی کے میں کرنیکو نیاز

دو نہو قطرہ لیسے ای بحر سخا کے ممتاز
گر ترا دست کرم ابر سے ہووے ناساز

ہمت عالی نے تیری یہ جہان انسان کو
ہاتھ پھیلانے سے باہم کے رکھا ہہان تک باز

سیر چشمی ہی اب اتنی کہ کسی باغ کے بیچ
شاخ مانند ترے نخل کے باد ست دراز

جبہہ سائی ہی بہ لکہہ یہان زر افشان کے لئے — آستان کا ہی ترے سنگ ہر از سنگ محک

ختم کر اب تو دعا ئیہ پہ سودا یہہ کلام — آمین کہنے کو گئے باب اجابت پہ ملک

یا الٰہی یہہ جو تیرا ہی چراغ دولت — تا ابد اُس سے منور رہے قندیل فلک

تا قیامت رہے مسجود خلایق وہ جگہہ — مسند جاہ کی تیری بچھے جس پر تو شتک

جو ترا دوست ہو اب آینۂ گیتی ہو — اُسکی تمثال کبھو ہو نہ نپاوے منفک

کاتب دست قضا شکل عدو کی تیرے — صفحۂ ہستی سے جون حرف غلط کردے حک

قصیدہ تعریف مین وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر کی

خون مرے دل مین نہین تشنہ ہی گو تیرا ناز — شرم سے خو کی تری پہنچی ہی آتش پہ گداز

گردش دہر ان آنکہون کے بلا گردان ہی — بخت برگشتہ کا مژگان کے تصدق انداز

جنبش لب بہ سخن آبروے چشمۂ خضر — دم عیسیٰ کے لئے موج تبسم دمساز

ہی سر دہر مین تجہ زلف کے سودا کو ہوا — پا بزنجیر اُسے سلسلۂ عمر دراز

نذر ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین — ناز کے وقت گریبان دو عالم ہی نیاز

ہو ریگی گا نقشہ کا کب ہم پہ کہلے ہی عقدہ — ہو دیگی کوئی گرہ زہر کی یہان محرم راز

رخصت آفت نہو تقدیر سے جب تک تیری — کر نہ لے گوشۂ ابرو کے اشارے سے نماز

گاہ نرگس نظر آوے گی آہو گہہ نرک — انکہڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز

کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — مہربانی کا تری جور فلک پا انداز

تو جو کہتا ہی نہین دلکو ترے صبر و شکیب — اس سخن سے تو ہی انصاف بسے دور و دراز

عہد مین حسن کے تیرے جو پیمبر ہو کوئی — معجزات اُسکی یمین ہی صبر بر آہی اعجاز

کون دن وہ ہی کہ جب شب مرے نظارہ کو — تیرے آئین مین پریشان نظر آتا جو از

بیٹھنے مین ہی وہ کو اُٹھنے مین ہی ابر سیاہ
شبِ دیجور کا ہی چہرے پہ اُسکے جلوہ
جھول پر اُسکے ستارونکا کہو نہین کیا حسن
لیکے خرطوم مین زنجیر پھرا وے وہ اگر
لیلی نے ہاتھ نکالے ہین سیہ خیمے سے
روز میدان آسے دیکھو تو وہ لاوے لتا
سامنے اُسکے وہ پھوٹے ہی پہاڑون کی لڑی
چرخی کیا چیز ہی لاوے وہ جسے خاطر مین
پچھاڑتے وہ توڑتے جون نیشکر اُسکی چھر کو
اِسقدر ہی وہ سبکرو کہ کبھو چلنے مین
بے تکان اِسقدر اُسکا ہی چلاوا جیسے
اُسکے ہودج پہ تجھے دیکھ کے کہتی ہی ثناق
خیمۂ جاہ کا تیرے مین کرون کیا مذکور
آسمان کو نکوین اُسکے تلے بیچو بہ
اللہ اللہ تیرے مطبخ کا تجمل جسکا
کافی وہان زیرہ کو محصول نہو کرمان کا
چرخ و کہسار کو مصرف سے وہانکے دہشت
اسکے مصرف کے جو دیہات ہین بس انہین سے
تو ہی تک دلمین کراب عرض مری کا انصاف

عرش رفعت مین ہی اور چلنے مین جون چرخ اتالک
رنگین تزئین کے لیئے جسکے گہر ہی اُسکی مستک
تارے جسطرح رہین رات اندھیری مین جھلک
اُسکے دانتون کو یہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک
ماتھے کو مجنونکے حسن سیاہ پا کی جھلک
بیرک وہ نسے نہ جہانسے کہ زمین جاے سرک
داغین سو توپ جو یکبر بہ ہمسنگ اٹک
بان بجلی کی کڑک کا کبھو پہنچے اُس تک
پاؤن کھجلانے لگے سونڈ مین لیکر پولک
پاؤنکی اُسکے دل مور کو پہنچی نہ دھمک
مہر مین ابر کے آئینے ہو جہانے کی دھاک
کرسی عرش پہ ہی صورت انسان کا ملک
ہوے استاد جہان تیرے جلو کی اسپک
کہ نوبت گئی ہی یہ اور نہایت کو چک
طبق روے زمین سے ہی برا خوان چشک
جامہ ہان بستہ سے پورا نہ ہوسکے اُسمین نمک
آپ کو پاکے مشابہ بہ میانہ و ادرک
اپنے مداح کو بھی کر دے مقرر صحنک
جاؤن کس درپہ کہو پہنچ کے ایسے در تک

حلم تیرے کے جو ہموزن فلک ہو کچھ شی   ڈال دیوے زرہ سے ہو کوئی کوہ تنک
صدمہ ایسا کمر گاو زمین کو پہنچے   شاخین ہر چند وہ کھنچواوے تو نکلے نہ کھٹک
نیکو لاکار کے میدان مین صف مردانگی   سامنے آئے ترے کون ہی ایسا مرد کہ
وہ جوان تو ہی کہ آگے سے ترے رستم بھی   گاودم مار بغل جاوے وہ بے پاؤن کھسک
اور ٹھہرے بھی کوئی آن تو حق نے دی ہے   دست و بازو مین ترے قوت و قدرت یہان تک
اسکے مرکب سے ملا کر وہین مرکب اپنا   ہاتھ پٹکے مین دے اور زین کے خانہ سے اچک
مارے جب زور سے دے چرخ زمین پر تو اسے   کمر دایرہ افلاک مین آ جاوے لچک
کوہ ہزار اک اوچھل جا کے زمین پر پٹکے   تو تو کر دیوے سما جو زکوے پشتہ سمک
کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہر دم   جب تری تیغ مین ہو جوہر برش یہان تک
کھینچ کر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ   شکل نقاریکی جو رکھے دو حصہ ہو فلک
نہ چلے تارا اب آگے نہ سپاہی ہو روان   باد پا کا ترے کچھ وصف نکیجے جب تک
چڑھکے اسپر جو تری طبع مین گذرے یہ خیال   قاش سے زین کے تک لیجے اب باگ اچک
کہ وہ آ جاوے نظر گاہ نظر سے غایب   پھر ہوا بیچ وہ شبرنگ ہی جگنو کی دمک
روبرو دے اگر آ بٹنے کے اس گانگون کو   پھینکدے چڑھکے جو تو شرق سے لے غرب تلک
اتنے عرصے مین پھر آوے تو اسے باور کر   عکس آئینے سے بھی ہوتے نہ پائے منفک
شوکت و شان کہون کیا مین ترے ہاتھی کی   چرخ پر جون مہ نو ماتھے پہ یون اسکے لچک
وصف مین اسکی بزرگیکے پڑھون اک مطلع   گوش دل سے جو سخن رس متوجہ ہو تنک

اسکی گنجکاہ کی اے لعل رہے جھرے پہ لٹک   کہکشان جون شب یلدا مین نمایان بیشک

سنکے مین نے یہہ کہا اُس سے کہ ای مایۂ حسن ‏ خبر ہی بات سمجھہ کرکے کہہ اتنا بیتاب
بے سبب کیونکہ مین اندوہ کی الفت چھوڑون ‏ کس طرح دوستیٔ غم کرون دلسے منفک
وجہ کچھہ ہووے تو کر مجھسے تو اُسکا اظہار ‏ کچھہ سبب ہو تو بیان کر کہ سنون مین بھی نک
کرکے دریافت یہہ اُنے کہا مجھسے کہ مگر ‏ سمع مین تیرے یہہ مژدہ نہین پہنچا اب تک
آج اُس شخص کی ہی سالگرہ کی شادی ‏ کہ بصورت ہی وہ انسان و بسیرت ہی ملک
یعنی نواب سلیمان فرو نام آصف جاہ ‏ عہد مین جسکے ہی غیور بزرگ و کوچک
کہ یکے آگے کوئی ہاتھہ پسارے کیا دخل ‏ تھی باندھے ہوئے پاتا ہی تو لوکودک
حال یہہ عمر مین اُسکے ہی کہ ہر ایک طبیب ‏ شعلے کی تب کو بھی تبرید لکھے خارخسک
کرنے دیوے نہ رفوچاک کتان کو انصاف ‏ تانہ رشتے کے لئے ماہ کی کھولے بیچک
رایج اتنی ہی مروت کہ غزالے کو پلنگ ‏ اِسطرح سمجھے ہی فرزند ہو جون لے پالک
عہد مین اُسکے مناہی کو ہی ذلت اتنی ‏ کشمکش می پہنت آنکھہ بنگ سرا زیر کتک
ہمت اُسکی پہ نظر کیجے تو ایک آنکے بیچ ‏ دلسے پہنچے ہی دو صد بار یہہ مطالع لب تک

تجھسے ممنون نہ فقط روے زمین پر ہر اک ‏ بار احسان سے تیرے ہی دوتہ لشت فلک
ہو گہر بار تجہ آگے جو سحاب نیسان ‏ برق ہو کر تبسم اُسپے مارے چشمک
آگے تجہ دست کرم کے صدف پر گوہر ‏ تھی اُسکی ہی جسے ذکلے لشدت چپک
چل سکے ہی نہ کسی امر مین تدبیر حکیم ‏ مہر کی رائے سے تیرے و دہ نے تا وستک
دست دوران سے ہوا لیو کا سر رشتۂ کار ‏ نعرۂ قہر کی ہیبت سے ترے جاے چھتک
یہان دنیا نہین کچھہ یہان کا بشے کو کام ‏ حول و قوت سے تری چاہیے تک اُسکو کمک

قدم اس دھج سے رکھے ہی وہ کہ ہر عالم کا　　ہو جب شورش خلخال ہو پاونکی چھنک
کھنچ دو اکہ چلے اسطرح وہ اٹھکھیلی سے　　موج دریا بھی اسے دیکھے تو رہ جاوے تھٹک
زرق و برق ایسا ہی پوشاک مین اسکی کہ جسے　　کوندھہ بجلی کی کہون یا کہ مین شعلے کی چمک
جیسے ہی سج ہی گلے بیچ حمایل گل کی　　آتی ہی عطر کی بو ویسی ہی سوندھے کی مہک
کیفی یہان تک کہ یہہ انداز سخن مین اسکے　　کسیکو بہشت کہہ اٹھا کسیکو دوت و دبک
بات اس لطف سے بہکے تھی دہن سے اسکے　　بادہ جون ساغر لبریز سے جاتا ہی چھلک
غرض اس شکل سے آئی جو نظر وہ کافر　　کہا مین اسکی طرف دیکھ کے الله تک
ناگہ اس شوخ نے مجھسے یہہ کہا ای سودا　　ابتو شیشہ مین اندوہ کا پتھر پہ چٹک
نہ تیرے گھر مین کبھو ناچ مین ہوتے دیکھا　　نہ ترے دار پہ سنی آکے پکھاوج کی گمک
یہہ بھی کوئی طور ہی رہنے کا زمین پر نادان　　یہہ بھی کوئی طرز ہی جینے کی ترے زیر فلک
آدمی کے تئین کچھ گرہی صحبت ہی شرط　　وہ بھی انسان ہی دنیا مین جو اتنا ہو خنک
گو ترا دفع زمانے سے ہی دل افسردہ　　پر ہم آئے ہین ترے گھر مین ادھر دیکھ تنک
آیسے مہمان کی تو لازم ہی کہ خاطر ہو عزیز　　بادہ بھر شیشے مین رکھ لا کے نمکدان مین گزک
بزم آراستہ بلوا کے کر ارباب نشاط　　پاس لے بیٹھ ہمین سبکو دکھا آپ بھی جھمک
آج وہ دن ہی کہ جس گھر مین تو دیکھے اسمین　　کہین ہوتی ہی بھگت اور کہین ہی اولک
یہان تلک شیخ و برہمن ہین طرب کے مصروف　　دیر مین بجتی ہی مردنگ حرم مین ڈھولک
تار طنبور نہین رشتۂ زنار فقط　　لگے ہر سانچ مین تسبیح کے بھی دانو تک
بادہ گو ہاتھ سے اب مغ کے نہ پیوے ملا　　پر یہہ راغب ہی کہ پھر قون پہ جو چھڑکے تو چھڑک
محتسب سے چلے ہی مست رگڑ کر کاندھا　　مغبچہ آئے چلا قاضی کے آگے نہ جھجک

وصف مین اُسکی ملاحت کے پڑھون اک مطلع … جسکے آگے نہ رکھے مطلع خورشید نمک

رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندنکی دمک … آگے غبغب کے خجالت زدہ ہو سینکی ڈلک
ڈھلے پیچ اُسکے نے گردن کا بڑھایا یہہ حسن … جلوہ گر شمع ہو جیسے تہ دامان شفک
شاہد دست حنابستہ کی ایسی حرکات … شاخ مین گلکی یون لگنے سے جون آوے لچک
دیکھے جو اُسکی کچھونکو یہہ یقین ہو اُسے … تہو یہہ تانکے یہان کام کا اُترا ہی کڑک
یا وہ منجون مہی کی ہین وتبان ایسی … آوے سہ جانمین بھر لیسے جنھین روح ملک
پیاری پیاری وہ لگین نظرونمین ایسی کہ نگاہ … یہی چاہی کہ کبھو پاس سے اُنکے نہ سرک
لیچ یہہ قصد رکھے ڈال دے تو ہاتھہ اُن پر … لنگ کے دلمین یہہ آجاوے کہ لے بھاگ اُچک
نافکے حسنکو اُسکی جو کیا مین نے قیاس … دل نشین یون ہوا میرے کہ بلاشبہہ وشک
نرگسی چشم کوئی ہوگا کہ جسکی یہہ آنکھہ … لگ کے چھاتیسے صفا کے سبب آئی ہی ڈھلک
کمر اُسکی بہن نہ دیکھی جو کرون اُسکا وصف … تھی وہ اک آہوے دلکے لئے چیتے کی لپک
آگے تو کہہ نہین سکتا مین کچھہ اُسکی تعریف … یون حیا کہتی ہی مجھسے کہ بس اب زیادہ نہ بک
بس مین زانونکو کہون کیا کہ وہ ہین آئینے … اُنسے بھی چھوٹے نہ آنکھہ اپنی اگر جاسے اٹک
آوے جس بزم مین اُس ساق بلورین کا ذکر … جلوۂ شمع کا پامال حسد ہو وے نمک
پشت پا چھنے روے لیلی سے مجنون کا دل … خون فرہاد صدا شیرین سے چاہے وہ کفک
وقت نظارہ مری جب نگہہ دیدۂ غور … سر سے لے اُسقدر رعنا کے گئی پاؤن تلک
فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہو گا … سرو کی بیخ سے پھولا گل اور رنگ اب تک
قامت ایسا ہی کہ ہنگام خرام اُسکے اگر … آگے آجاوے قیامت تو یہہ بولے کہ سرک

ہی خوشی نام مرا ہون مین عزیز دلہا ۔ زندگانی کی حلاوت ہی جہان نہین مجھہ تک

کھول آغوش دل اور لے مجھے جلدی نادان ۔ پھر خدا جانے یہہ دن کب تجھے دکھلاے فلک

سنکے یہہ مژدۂ جان بخش جو مین کھولی آنکھہ ۔ اشعۂ نور کی ایسی مجکو نظر آئی جھلک

آنکھین ملکر کے جو دیکھو تو ہی اکبار دلپوش ۔ سر سے لے غرق جواہر مین ہی وہ پاؤن تلک

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم ۔ یک بیک دیکھے تو یک چند ہی رہ جاے پلک

چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب روز جیسے ۔ یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھلک

جعد وہ قہر کہ گھنے مین ہو جسکی ہر لہر ۔ گھر دبا دینے کو عشاق کے دریاے اٹک

جبین ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ ۔ اُسکی تشبیہ سے جب اسکو تجاوز دے فلک

قتل کرنیکے یہہ جوہر نہون شمشیر کے بیچ ۔ اُسکی ابرو سے مشابہ نہ بناوین جب تک

دشت وہ تیر کہ عالم مین نہین جسکی پناہ ۔ چشم وہ ترک کہ ہو قوم جنھونکا اذبک

فتنہ اُس چشم کا ایسا کہ مژہ سی خونخوار ۔ متصل جو نکتے ہلا کر دیا کرتی تھی تھپک

زلفین یون بکھری ہوئین چہرہ پہ ناگین تھین دل ۔ جسطرح ایک کھلونے پہ ہوتین دو بالک

ناگنی بیچ مین آ آ سکے نہ مانگے پانی ۔ کھریان جاوے وہین کالا جو ڈسے اُسکی لٹک

حسن سے کان کے آویزے مین وہ لطف کہ جون ۔ جیسے قطرۂ شبنم کہ پڑے گلسے ٹپک

بحر خوبی کی گویا مچھلی ہی قلاب کے بیچ ۔ نتھہ کے حلقے مین جو دیکھے کوئی نتھنے کی پھڑک

نظر آیا نہ دہن بینی کو تنگی کے سبب ۔ منخرین اپنی سے گو اُن نے تراشی عینک

مسی آلود لب اخگر تھے تہ خاکستر ۔ کہ ہوا سے وہ سخن کرنے مین جاتے تھے دہک

سلک گوہر کی صفا وام لے اُن دانتون سے ۔ برق دریوزہ کرے موج تبسم کی چمک

عارض اُسکے گویا شیشے تھے مئے گلگونکے ۔ زنخ ان دونو مین یون جیسے نمکدان مین گزک

فرق پر جب عدو کے وہ بیٹھے — زہ فلک بولے اور ملک احسنت
کرے نیچے تیر کا جہاں پیکاں — قوت بازو سے تری سرکنت
ہاتھ سے وار تک نہ پہنچے کبھو — گرے بھر عمر وہاں کوئی جو کھدنت
زہرۂ برق آب ہو جاوے — تیرے توسن کی گر سنے گرگنت
وہم آسا ہی اس پری وش کی — مشرق سے تا بمغرب یک دو پٹنت
بیشۂ دل میں ترے ہر موش — سامنے شیر کے رہے جودنت
کوئی کیسا ہی ہو قوی اس سے — نہیں دو لکو ضعیف کے دبکنت
وہ بھی روباہ جسکو ہو غارشت — سمجھے ہی شیر کو ہی کیا پشمنت
علم کا بار گر نہو تیرے — ارض مشکل سما رہے نہ بجنت
دست زربخش کا ترے خورشید — ڈھونڈھے بھر عمر تو نپاوے انت
آگے سائل کے تو کرے بزم میں — اشرفی اور روپلی کی یوں بکھرنت
جلوہ نظر دمن اسطرح وہ دے — جوں فلک پر ہو تاروں کی جھمکنت
ختم سودا دعا پہ کرتا ہی — وصف کا تیرے کون پاوے انت
رہے تو اب آصف الدولہ — دل سے تیرے خوشی کو نت لپٹنت
حال یوں روسیہ عدو کا ہو — جاہ و دولت کی تیری دیکھ بڑھنت
مہر کے جوں حمل میں آنے سے — شب کو آفاق میں لگے ہی گھٹنت

قصیدہ مدح میں نواب غازی الدین خاں عماد الملک کی

صبح ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک — دی وہیں آکے خوشی نے در دلبر دستک
پوچھا میں کون ہی بولی کہ میں وہ ہوں غافل — نہ لگے شوق میں جسکے کبھو شائق کی پلک

یہہ کہہ کے مین نے اسے ہوا مستعد جنگ — اتنے مین مرہٹا بھی ہوا جسسے آ دو چار
گھوڑا تھا بسکہ لاغر و پست و ضعیف و خشک — کرتا تھا یون خفیف مجھے وقت کارزار
جاتا تھا مین دپٹ کے جب اسکو حریف پر — دوڑ ون تھا اپنے پاونسے جون طفلان نے سوار
جب دیکھا مین کہ جنگ کی یون یان بندھی ہی شکل — لے جو تیونکو ہاتھ مین گھوڑا بغل مین مار
دھر دھمکا وہانسے لڑتا ہوا شہر کی طرف — القصہ مین نے آنکے گھر مین لیا قرار
گھوڑے مریکی شکل یہہ ہی تمنے جو سنی — اسپر بھی دلمین آوے تو اب ہوجیے سوار
سنکر تب انسے مین نے یہہ قصہ دیا جواب — اتنا بھی جھوٹ یون لنا کیا ہی ضرور یار
گفتن ہمین بس است کہ اسپ من ابلق است — سمجھونگا اپنے دلمین اگر ہو تمین ہوشیار
سوداے تب قصیدہ کہا سن یہہ ماجرا — ہی نام اس قصیدہ کا تضحیک روزگار

قصیدہ مدح مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

تیرے سایے تلے ہی تودہ مہنت — پشہ کرے دیو و دد سے لڑنت
نام سن بیل کو وہ بیکر کے — یہہ چلے جوے شیر ہو کر دنت
سحر صولت کے سامنے تیرے — سامری بھول جاوے اپنی پڑھنت
نکلے کی طرح بل نکل جاوے — تیرے آگے جو وہ کرے اکڑنت
دیکھ میدان مین تجکو روز نبرد — منہہ پہ رادونکے پھول جاوے بسنت
تکتک پا اگر سنے تیری — داب کر دم گھسک چلے دونت
آوے بالفرض سامنے تیرے — روز ہیجا کے سو ریا سا ونت
تن کا انکے زرہ مین ہو یہہ حال — مرغ کی دام مین ہو جون پھڑکنت
شعلہ بیرا اگر ہو تیری تیغ — کاڑے کو وہ تک ہو سب بھسمنت

پھر اسے لگا دُکرتا ہووے یہہ روان
یا بادبان باندھ ہون کے دو اختیار

مین آگے کیا کہون کہ ہر اک اُسکی شکل دیکھ
تیغ زبان سے کاٹ کے کرتا تھا گل نثار

کہتا تھا کوئی ہی بز کوہی نہین یہہ اسپ
کہتا تھا کوئی ہوگا ولایت کا یہہ حمار

کہتا تھا کوئی مجسے ہوا تجسے کیا گناہ
کتوال نے گدھے پہ تجھے کیون کیا سوار

کہنے لگا پھر آ آسی. مجمع مین ایک شخص
مرکب نہ یہہ گدھا نہ یہہ راکب گناہ گار

سمجھو نہو نہین تو یہہ کہ سپاہی کے بھیس مین
داین چلی ہی سپر کو ہو چرغ پر سوار

اس مخمسے مین تھا ہی کہ ناگاہ ایک اور
فتنے کو آسمان نے کیا مجھسے آ دو چار

دھوبی بھی کمہار کے گدھے اُسدن ہوئے تھے گم
اس ماجرے کو سن گیا دونون نے واہان گذار

ہراک نے اُسکو اپنے گدھے کا خیال کر
پکڑے تھا دھوبی کان تو کھینچے تھا دم کمہار

دریائے کشمکش ہوا اُس آن موج زن
تھا عنقریب وہ پئے خفت سے اک کنار

پر بسمی اُسکی دیکھ کے کر فرس کا خیال
لڑکے بھی واہان تھے جمع تماشے کو بے شمار

رکھتا تھا آ کے کوئی سپاری کو منہہ کے بیچ
جو اُسکے تن سے کوئی اوکھاڑے تھا بار بار

کتے بھی بھونکتے تھے کھڑے اُسکے گرد و پیش
منا تھہ اُبس سمند فرس نما کے ہو چشم چار

کہتا تھا کوئی مجھے کہ مجکو بھی لے چڑھا
دو دو لگا تجھے مین ہی نو چند ایوار

اُسوقت مین نے اپنے نصیبون پہ کر نظر
کہنے لگا خدا سے یہہ رو رو کے زار زار

چھٹکار دونین دھوبیون سے کر لڑکو نکو دون جواب
کتون سے یا لڑون کہ مرون آ پنا پیٹ مار

بارے دعا ہوئی مری اُسوقت مستجاب
واہان سے پھر نمط کیا جنگاہ تک گذار

دست دعا اُٹھا کے مین پھر وقت روز جنگ
کہنے لگا جناب الٰہی مین یون پکار

پہلے ہی گولی چھوٹتے اس گھوڑے کو لگے
ایسا لگے نہ تیر کہ ہووے نہ تن سے پار

تشری ہی اسقدر کہ بہ تشر اسکی پشت پر
استادہ ہر نگون ہی کہ سب آرگئے ہیں دانت
ہی پیر اسقدر کہ جو بتلاوے اُسکا سن
لیکن مجھے نذر وی تو اربخ یاد ہی
کمر وہی اسقدر کہ اگر اُسکی نعل کا
ہی مجکو یہہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ
مانند اسپ خانۂ شطرنج اپنے پاؤن
اکڑن گیا تھا مانگے یہہ گھوڑا برا تمین
سبزے سے خط سیاہ و سپہ سے ہوا سفید
پہنچا غرض عروس کے گھر تک وہ نوجوان
متھا تو اسقدر ہی وہ جو کچھ کہ تم سنا
دہلی تک آن پہنچا تھا جسدن کہ مرہتا
مدت سے کوتر یونکو آرایا ہی گھر مین بیٹھ
ناچار ہوکے تب تو بندھا یا مین آسپہ زین
جس شکل سے سوار تھا اُس روز اُسپہ مین
چابک تھی دونو ہاتھہ مین پکڑتی تھی منہہ مین باگ
آگے تو توبرہ اُسے وکھلاوے تھا سئیس
ہرگز وہ اسطرح بھی نہ اتا تھا بر وبراہ
اس مضحکے کو دیکھہ ہوے جمع خاص و عام

دجال اپنے منہہ کو سیہ کرکے ہو سوار
جبرتے پہ بسکہ تھوکرونکی نت پڑے ہی مار
اول وہ لے کے ریگ بیابان کرے شمار
شیطان آسمی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار
لوہا گلا کے تیغ بناوے کوئی لوہار
رستم کے ہاتھہ سے نہ چلے وقت کار زار
جز داست بغر کے نہین چلتا ہی زینہار
دولہہ جو بیاہنے کو چلا آسپہ ہو سوار
تھا ہر وسا جو قد سو ہوا شاخ باردار
شیخو خیت کے درجے سے کر اُسطرف گزار
لیکن اک اور دنکی حقیقت کہو نہین یار
مجسے کہا نقیب نے آکر ہی وقت کار
ہوکر سوار اب کرو میدا نمین کار زار
ہتھیار باندھہ کرکے ہوا اُسپہ پھر سوار
دشمن کو بھی خدا نکرے یون ذلیل و خوار
تکتے تک سے پاشنے کی مرے پاؤن تھے فگار
پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار
ہلتا نہ تھا زمین سے مانند کوہسار
اکثر مدبر و نمین سے کہتے تھے یون پکار

دیکھے ہی جب وہ توبڑہ و تھانکی طرف　　کھودے ہی اپنے سم سے کوین تاپین مار مار

ناتوانسے ہنہنانے کی طاقت نہین رہی　　گھوڑی کو دیکھتا ہی تو پادے ہی بار بار

ہی اسقدر ضعیف کہ اُڑ جاوے باد سے　　میخین گر اُسکے تھانکی ہووین نہ استوار

نے استخوان نہ گوشت نہ کچھ اُسکے پیٹ مین　　دھونکے ہی دم کو اپنی کہ جون کھال کو لہار

پیدا ہوئی ہی تنپہ اگن باو اسقدر　　ہرگز دروغ اِسکو تو مت جان زینہار

گذرے وہ جسطرف تو کہو اُسطرف نسیم　　باد سموم ہووے وہین گر کرے گذار

سمجھا نہ جاوے یہہ کہ وہ ابلق ہی یا سرنگ　　خارشت سے زبسکہ ہی مجروح بیشمار

ہر زخم پر تو بسکہ بھنکتی ہین مکھیان　　کہتے ہین اُسکے رنگ کو کیسی اس اعتبار

یہہ حال اُسکا دیکھہ غرض یون کہے ہی خلق　　چنگال سے موذیکے تو چھڑا اِسکو کردگار

لیجاوے چور یا مرے یا ہو کہین یہہ گم　　اِس تین بات سے کوئی بھی ہووے آشکار

تنہا نہ اُسکے غم سے ہی دل تنگ تنگ زین　　خوگیر کا بھی سینہ جو دیکھو تو ہی فگار

القصہ ایکدن تو مجھے کام تھا ضرور　　آیا یہہ دلمین جا لیئے گھوڑے پہ ہو سوار

رہتے تھے گھر کے پاس قضارا وہ آشنا　　مشہور تھا جنھونکنے وہ اسپ نابکار

خدمت مین مین نے اُنکی کیا جاکے التماس　　گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دو مستعار

فرمایا تب اُنھونے کہ اے مہربان من　　ایسے ہزار گھوڑے کرون تم پہ مین نثار

لیکن کسو کے چڑھنے کے لایق نہین یہہ اسپ　　یہہ واقعی ہی اِسکو نہ جانوگے انکسار

صورت کا جسکی دیکھنا ہی گوہ خر کو ننگ　　سیرت سے جسکی نت ہی سگ خشمگین کو عار

بدرنگ جیسے لید ہی بدبو ہی جون پشاب　　بدیمن یہہ کہ اصطبل اوجڑ کرے ہزار

مانند سنجھو کی اکڑ رہی ہی تھان پر　　لاجنب وہ زمین سے ہی جون میخ استوار

دنیا میں تو آسودگی رکھتی ہی فقط نام
عقبی میں یہہ کہتے ہیں کوئی اُسکا نشان ہی

سو اسپہ تیقن کسی کے دلکو نہیں ہی
یہہ بات بھی گوینده ہی کا محض گمان ہی

یہان فکر معیشت ہی تو وہان دغدغۂ حشر
آسودگی حرفیست نہ یہان ہی نہ وہان ہی

قصیدہ گھوڑے کی ہجو مین

ہی چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار
رکھتا نہیں ہی دست عنان کا یک قرار

جنکے طویلے بیچ کئی دن کی بات ہی
ہر گز عراقی و عربی کا نتھا شمار

اب دیکھتا ہون مین کہ زمانیکے ہاتھ سے
موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہیں وہ اُدھار

تنہا ولے نہ دہر سے عالم خراب ہی
خست نے اکثرون سے اُٹھایا ہی ننگ وعار

ہینگے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہربان
پاوے سزا جو اُنکا کوئی نام لے نہار

نوکر ہیں سو روپیہ کے دنائت کی راہ سے
گھوڑا رکھے ہیں ایک سو اتنا ذلیل و خوار

نے دانہ نے گاہ نہ تیمار نے سئیس
رکھتا ہو جیسے اسپ گلی طفل شیر خوار

طاقت مین اُسکی کہان تک کرون بیان
فاقون کا اُسکے اب مین کہان تک کرون شمار

مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا
ہرگز نہ اُٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایکبار

اِس مرتبے کو بھوکھ سے پہنچا ہی اُسکا حال
کرتا ہی راکب اُسکا جو بازار مین گذار

قصاب پوچھتا ہی مجھے کب کروگے یاد
امیدوار ہم بھی ہیں کہتے ہیں یون چمار

جس دنسے اُس قصائی کے کھونٹے بندھا ہی وہ
گذرے ہی اِس نمط اُسے ہر لیل و ہر نہار

ہر رات اخترون کے تئین دانہ بوجھ کر
دیکھے آسمانکی طرف ہوکے بیقرار

خط شعاع کو وہ سمجھہ دستۂ گیاہ
ہر دم زمین پہ آپکو پٹکے ہی بار بار

تنکا اگر کہین پڑا دیکھے ہی گھاس کا
چوگنی کو آنکھین موندکے دیتا ہی منہہ پسار

پھر یہ ہوا سو اپنا تکیے گدڑی میں جا کر
دمڑی کو کتابت لکھیں وثیقے کو قبالہ
چاہے جو کوئی شیخ بنے پھر فراغت
دیتا ہی دم خرسو سے کوئی شبلی کو نسبت
اور اسکو جو دیکھے کوئی وہ پھر بہشت
پوچھے ہی مریدوں سے یہ ہر صبح کو اٹھ کر
تحقیق ہوا عرس تو کر داڑھی کو کنگھی
ڈھولک جو لگی بجنے تو وہان سبکو ہوا وجد
بے تالے ہوے شیخ جو تک وجد مین آکر
گر تال سے پڑتا ہی قدم تو سبھی ہنس ہنس
اور ماحصل اس رنج و مشقت کا جو پوچھو
سب پیشہ یہ تج کر جو کوئی ہو متوکل
اور بیٹے کے ہی دلکو خرافات کا یقین
پھر جوم کے جب لڑکے لگے بھوکھ سے مرنے
جب راہ خدا پیسے نکالے کوئی نواب
مضمون یہی رقعے کا کچھ دیجے اسکو
بالفرض اگر آپ ہوے ہفت ہزاری
ٹک دیکھ نہ منصور علی خان جی کا احوال
آرام سے کتنے کا سنا تمنے کچھ احوال

یاقوت پکارے جو بکا وہ یہ قرآن ہی
بیٹھے ہوے وہان میر علی جو کہ جہان ہی
چھٹتے ہی تو شعر اکا وہ مطعون زبان ہی
گنبذ سے کوئی پگڑی کو تشبیہ کنان ہی
اس فکر و تردد ہی مین ہر ایک زمان ہی
ہی آج کہ ہر عرس کی شب روز کہان ہی
لے خیل مرید ان گئے وہ بزم جہان ہی
کوئی کودے ہی کوئی رووے ہی کوئی نعرہ زنان ہی
سر گوشیو نمین پھر بد اصولی کا بیان ہی
کہتے ہین کوئی حال ہی یہ رقص زنان ہی
دالا ہوا وہان دال نخود قلیہ و نان ہی
جو رو تو یہ سمجھے کہ نکھٹو یہ میان ہی
بیٹی کو جنون ہونے کا بابا کے گمان ہی
ہر خان و خوانین کے ہمراہ دوان ہی
تب اسکی سفارش مین بھی یک رقعہ خان ہی
مداح اماموں کا ہی اور مرثیہ خوان ہی
تم اسکو بھی مت سمجھیو یہ راحت جان ہی
چھاتی پہ کڑک بجلی ہی اور شیر دہان ہی
جمعیت خاطر کوئی صورت ہو کہان ہی

پھر ہو جو موکل سے کہین راہ مین پہنچتا — اسناد کا جاگیر کے یہہ اُنسے بیان ہی
عرضی پہ ہوا میم سیاہ سے پہ کیا جیم — پروانہ مین تم پر ہون تصدق مری جان ہی
کاہیکی غرض عرضی وہ اور کا سیاہ — کیدھر کا وہ پروانہ وہ جاگیر کہان ہی
انصاف جو کیجے تو نہین اُسکی بھی تقصیر — سب ماحصل ان باتونکا اک پرچۂ نان ہی
شاعر جو سنے جاتے ہین مستغنی الاحوال — دیکھے جو کوئی فکر و تردد کہ تو یہان ہی
مشتاق ملاقات اُنھون کا کس و ناکس — مانا اُنھین اُنسے جو فلان ابن فلان ہی
گر عید کا مسجد مین پڑھین جاکے دوگانہ — نیت قطعۂ تہنیت شان زمان ہی
تاریخ تولد کی رہے آٹھ پہر فکر — گر رحم مین بیگم کے سنین نطفۂ خان ہی
اسقاط حمل ہو تو کہین مرثیہ ایسا — پھر کوئی نہ پوچھے میان مسکین کہان ہی
ملائی اگر کیجے تو ملا کی ہی یہہ قدر — ہون دو روپی اُسکے جو کوئی مثنوی خوان ہی
اور ماحضر آخوند کا اب کیا مین بتاؤن — یک کاسۂ دال عدس و جو کی دو نان ہی
دن کو تو وہ بیچارہ پڑھایا کرے لڑکے — شب خرچ لکھے گھر کا اگر ہندسہ دان ہی
تسپر یہہ ستم ہی کہ نہالی تلے اُسکی — لڑکونکی شرارت سے سر خار نہان ہی
بھاگے یہہ عمل کرکے جو شیطان کا لشکر — دیوالی کو لے ہاتھ تعقب مین دوان ہی
اب کیجے انصاف کہ جسکی ہو یہہ اوقات — آرام جو چاہے وہ کرے وقت کہان ہی
جس روز سے کاتب کا لکھا حال مین تب سے — ہر صفحۂ کاغذ پہ قلم اشک فشان ہی
وہ بیت تکے سیکڑے لکھنے کا ہی محتاج — خوبی مین خط اب جسکا بہ از خط بتان ہی
یہہ بھی مین تکلف ہی سے کہتا ہون وگرنہ — آفاق مین ان چیزون کی اب قدر کہان ہی
اچھا ہو جو موتا کا زمانہ مین سنئے سر — خطاط کی اتنی ہی رہے قدر جو یہان ہی

ہر صبح یہہ خطرہ ہی کہ طلبی کیجے منزل
ہر شام بدل وسوسہ عود و زیان ہی

لیجاجو کسی عمدے کی سرکار مین دے جنس
یہہ درد جو سنیے تو عجب طرفہ بیان ہی

قیمت جو چکاتے ہین سو اسطرح کے ثالث
سمجھین ہین فروشندہ یہہ دزدیکا گمان ہی

جب سول شخص ہوا مرضی کے موافق
پھر یہ سونکی جاگیر کے عامل پہ نشان ہی

پروانہ لکھا کر گئے عامل کنے جسوقت
کہتا ہی وہ پیسا ابھی مجھہ پاس کہان ہی

اودھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لیجاؤ
دیوان و سونات یہہ کہتے ہین گران ہی

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہین نہ وہ جنس
ہر اک متصد لیسے میان اور تپان ہی

ناچار ہو پھر جمع ہوئے قلعہ کے آگے
جو مالکی نکلے ہی تو فریاد و فغان ہی

وہ دیہل کی جا کر جو کہین کیجے کھیتی
اور یہہ بھی موافق ہی پرے تو تو سمان ہی

ہین خشکی و غرقی کے تفکر مین شب و روز
نے چین ہی دلکی تئین نے جی کو امان ہی

گر خان و خوانین کی لے کوئی وکالت
اُسکا تو بیان کیا کرون تجھیے کہ عیان ہی

ہر عمدے کے دروازہ پہ زین پوش نہ بیٹھا
پوچھے ہی اجی مردھے جی نواب کہان ہی

ہر گھر مین وہ چاہے کہ مین فوار سا پھوٹون
ہر کوچے مین جون آب چکاپو وہ دوان ہی

دیوان کے بخشی کے نیابت کے خاطر
ماتند کنھیا کی جہان دیکھو تہان ہی

یہ بات پلٹتا ہی رہے صبح سے تا شام
پیپل کے پتوے کی طرح منہہ مین زبان ہی

لاوے جو کچہری سے وہ دامونکا سیاہ
للچاوے موکل کو یہہ کیا خوب مکان ہی

سو ماہہ یہہ بیٹھے ہی دلے پانسو ہین خرچ
اور زر کے اجارے کا بھی آرزو مین نشان ہی

دھنے دے سے غرض پیسے اُدا کو ہوئے رو پوش
گھر جاکے پکارے جو کوئی لالہ کہان ہی

جسوقت سنا یہہ وہ ہین آواز بدل کر
آبھی کہا گھر مین سے کشن چند کے یہان ہی

اُٹھ اُٹھ کے دکھاتے ہیں اُنھیں حال وہ اپنا
یون بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے
کوئی سر پہ کئے خاک گریبان کو کرچاک
ہندو و مسلمان کا پھر اُس پالکی ادہر
یہہ مسخرگی دیکھہ کے جا صاحب ارتھی
گر ہو جئے جا کر کسی عمدے کے مصاحب
وہ جا کے جو را تو نکو تو بیٹھے ہیں دو زانو
بے وقت خورش اُسکی جو اپنے تئیں ہو بھوکھہ
گھر پالکی چپ بیٹھے ہوئے گنتے ہیں گھریان
خمیازے پہ خمیازہ ہی اور جرت اُپر جرت
صیغے یہ طبابت کے بھلا آدمی نوکر
صحبت ہی یہہ اُس سے اگر آقا کے تئیں چھینک
دیتے ہیں منگا بیر و کمان ہاتھہ مین اُسکے
اور ما حضر ادہر جو وہ نواب کو دیکھے
مطبوخ پہ جو لوزہ ہی اور خربزہ پر دودھہ
یہہ بھی تو نہیں ہی کہ اسی پر ہو تسلی
اُس مین جو کہین درد اُٹھا پیٹ مین اُنکے
رکھتے ہیں غرض مرگ سے قرینکو سبا ہی
سودا گری کیجے تو ہی اُس مین یہہ مشقت

در بار رو اس عہد مین جو خورد و کلان ہی
اس صبح سے رسالے کا رسالا ہی روان ہی
کوئی روے ہی سر پیٹ کوئی نالہ کنان ہی
ارتھی کا تو ہم ہی جنازے کا گمان ہی
کرتا ہی جو وہان عرض تو نے نا ہہ نہ ہان ہی
اُسکی تو اذیت نری ہی آفت جان ہی
کتنا ہی اگر اپنے تئین خواب گران ہی
سو کیا کہون تجھسے کہ مصیبت کا بیان ہی
اور ریح خلا رو دو نہین جون اسپ دوان ہی
منہہ صورت سوفار کمر شکل کمان ہی
سود و سو ربی کا جو کسی عمدے کے یہان ہی
آوے تو وہ اُس سے بہ خشونت نگران ہی
ٹھنڈی ہوا آنے کا گر اُسوقت گمان ہی
کھانا تو یہہ کھاتے ہیں پر اُسکو خفقان ہی
ہی دودھہ پہ مچھلی تس اُپر گاوزبان ہی
ان سب پہ تنفس کے لئے بیسنی نان ہی
گر بو علی سینا ہی تو وہ ہیچمدان ہی
گر نوکری سمجھو یہہ طبابت کی کمان ہی
دکھن مین بکے وہ جو خرید صفہان ہی

الٰہی تا ہو جہان تو ہوا و رتو و نیا ہو — جہانکی خوبی ہی تو ای جہانیون کی پناہ

* قصیدۂ شہر آشوب *

اب خامئہ میرے جو کوئی پیر و جوان ہی — دعوی نکرے یہہ کہ مرے منہہ مین زبان ہی
مین حضرت سودا کو سنا بولتے یارو — اللہ ہی اللہ ہی کیا نظم بیان ہی
اتنا مین کیا عرض کہ فرمایے حضرت — آرام سے کٹنے کی کوئی طرح بھی یہان ہی
سنکر یہہ لگے کہنے کہ خاموش ہی رہ جا — اس امر مین قاصر تو فرشتون کی زبان ہی
کیا کیا مین بتاؤن کہ زمانے مین کئی شکل — ہی وجہ معاش اپنی سو جسکا یہہ بیان ہی
گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہین کسو کی — تنخواہ کا پھر عالم بالا پہ مکان ہی
گذرے ہی سدا یون علف و دانہ کی خاطر — شمشیر جو گھر مین تو سپر بنئے کے یہان ہی
ثابت ہی جو دگلا تو نہین موزہ مین کچھ حال — تیر و نہین ہی جو گیری تو بے چلہ کمان ہی
کہتا ہی نفر جرے کو صراف سے جاکر — بی بی نے تو کچھ کھایا ہی فاقے سے میان ہی
یہہ سنکے دیا کچھ تو ہوئی عید وگرنہ — شوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہی
اس رنج سے جب چڑھ چکے چھتیس مہینے — تنخواہ کا پھر بیٹھنا اس شکل سے یہان ہی
لیتے ہین باین رو کبھی دہ تو دو ماہہ — تک دھونس دھر لے کی جنھین تاب و توان ہی
قاضی کی جو مسجد ہی گدھا باندھکے اسمین — بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر پیر و جوان ہی
ملا جو اذان دے ہی تو منہہ موندھکے اسکا — کہتے ہین کہ خاموش مسلمانی کہان ہی
بولا جو خطیب اسمین تو ماری اسے اک دھول — ہات آگیا واعظ تو تکبیر اور توان ہی
رینگے ہی گدھا آٹھ پہر گھر مین خدا کے — نے ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہی
اور وہ جو ہین کم زور سو وہان آنکے بیٹھے — رتی کے جو بیچے کی یہہ ہر ایک دکان ہی

یہہ نام پاک کہ کہتے ہیں جسکو عالم گیر   خدا ہمیشہ رکھے زیب و زینت افواہ
بجا ہی تجکو سلیمان ثانی ال گر کہئے   کہ ہی وزیر کا تیرے خطاب آصف جاہ
علو مرتبہ تیرا نظر کرے جو کوئی   زہے فلک ہی کو اُسکی برنگ شمع نگاہ
شہا نسب جو ترا آفتاب کو پہنچا   ہر آسمان نے پھینکی ہی آسمان پہ کلاہ
نہیں کا عجب یہہ فلک سبز کا ترے ایکر   بغل مین غاشیہ اپنے چلا کرے ہی ماہ
کہے جب آنکے تو عزم پشت پر اُسکی   رکاب وات کے اقبال بولے بسم اللہ
چڑھیں کو تو ہو جلو ریز بھر ترے آگے   ظفر جو طرقو بولے تو فتح پیش نگاہ
جہان پناہ تری درگہہ عدالت مین   کسیکو دیوے اذیت کوئی معاذ اللہ
جلے جو شام کو پروانہ بزم مین تیری   تو صبح شمع کے آتا ہی سر پہ روز سیاہ
ہزار سنگ سے شاشاک کو جو پہنچے ضرر   لے آوے کھینچ کے دیوانہین کو وہ کوہ کاہ
کرم بھی اتنا ہی تیرا خلق کے اوپر   کہ آب و نور سے خالق ہی جسکے ہی آگاہ
امید عفو ترا تا نہ بلیج ضل من ہو   کوئی نکر سکے ہر گز کسی طرح کا گناہ
جو مشت فیض تو کھولے کسی پہ مثل صدف   تو موج آب گہر سے وہ نکلے کرکے شناہ
کرے ہی عرض یہہ سودا جناب اقدس مین   زمانہ چاہے تھا مجھکو رکھے بحال تباہ
تجھ آسمان پہ وے اب مدد سے طالع کی   ہوا ہی آن کے حاضر یہہ بندہ درگاہ
وبس اب جہانمین کوئی خوش نصیب ہی مجھسا   امید جسکی بر آئی ہو اتنی خاطر خواہ
کیا مین فرض کہ آنے سے زیر بال ہما   جنھین حصول ہو جمشید کی سی شوکت و جاہ
ہر اُنکو اوج سعادت سے میرے کیا نسبت   وہ پہنچے ظل ہما تک مین تا بظل الہٰ
غرض کرون ہون دعائیہ پر مین ختم سخن   ادب کی مرضی ہی طول کلام ہو کوتاہ

فیض اُسکا اِسقدر ہی جو اُسکے ہیں ریزہ چین — خوان کرم پہ اپنے وہ دیے ہیں صلاے کام
رتبہ ترا ہی وہ جو کرے قصد اُدھر کو وہم — پہنچے نہ ماندگی سے بیک کوچ وہ دو مقام
ذرہ کرے ہی خاک کا اُسکے فلک پہ ناز — جس گل زمین پہ سیر کو کرتا ہی تو خرام
تجھسے کی کوئی مدح وثنا مجھسے ہو سکے — مین کیا ہون کیا زبان مری اور کیا مرا کلام
اِس نظم سے غرض ہی مجھے عرض مدعا — مقصد مرا قلیل ہی پہنچے با تمام
اپنی تری جناب سے اتنی ہی عرض ہی — کس کس کا ملتجی ہون کہا کر ترا غلام
ہمت رکھ رہا یہ مجھ کہ عمال کیتئین — تیری سلامتی مین کرون مجرہ وسلام
انصاف ہی کہ وہ ہو عطا اِس جناب سے — اور دونگی مین سماجت ومنت کرون مدام
دیہات جو ہیں مصرف مطبخ کے اُنمین سے — اِس نقد کے عوض ہو مجھے صحنک طعام
ای گنج بخشش خلق مرا ہی جو مدعا — کرنا روا حضور ترے کسقدر ہی کام
ہو ابس اب خموش کہ جاے ادب ہی یہ — اِس نظم کا تو کر بدعائیہ اختتام
تابندہ جب تلک بفلک ہو وین مہر وماہ — تا جاودہ گر رہین جہان صبح اور شام
دنیا ہو اور تو ہو الٰہی بجو رمی — تیرے نصیب جام مے عیش ہو مدام

قصیدہ مدح مین عالم گیر ثانی کی

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ — بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان — پھرا کرین تری مرضی شریف کے ہمراہ
لسان پر تو خورشید آسمان پہ رشہ — ترے چراغ سے روشن ہمیشہ مشعل ماہ
سجود درسے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین — رہے رکوع مین تا قامت سپہر دو تاہ
لسان رشتے کے دانون مین سبحے کے ہوے — تری ولا کو رکھا اسطرح دلون مین نگاہ

پھر اہی بار حلم ہی ای صاحب وقار — کشتی خاک ان کا جو پانی پہ ہی قیام

آوے نسیم اگر چمن خلق سے ترے — خوشبو جہان ہون کا ابد تک رہے مشام

تجھہ نعرۂ غضب کی یہ صولت گر سنین — فیضیاب ہون بر و بحر کے باشندگان تمام

زہرہ ہو آب سینے مین ہیبت سے شیر کا — تڑپے نہنگ پیاس سے ماہی ہو جون بدام

اسنجع تو اسقدر ہی کہ میدان مین روز جنگ — کیا تاب رو برو ہون ترے رستم اور سام

قالب تہی کرین وہ قلم اسکی دیکھہ کر — تصویر تیری تیغ کی کھینچے جو بے نیام

تیغ سخا بھی ایسی ہی جس سے بہاک دل — پاتے ہین کوہ غمونکے بہ یک ساعت انہدام

سایل کے گھر مین کب تری بخشش سما سکے — جب اسکے گھر کا تا بفلک ہو نہ پشت بام

باغ جہان نہین آج تو وہ نخل سبز ہی — پہنچے ہی چار فصل ثمر تجھسے روم و شام

تیرا ہی اب بروے زمین ای فلک جناب — بے قفل و بے کلید در فیض ہی مدام

یہ اخواص سایہ مین اسکے ہما کا ہو — تجھہ مرغ کرم سے چنے دانہ گر حمام

مین رخش بادپا کی ترے شکل کیا کہون — سمجھ تو حور کا ہی وہ لیکن فرس بنام

اٹھے غبار سم سے نہ دیکھا کہ جب عنان — اچکی جو قاش زین سے زمین پر نگانہ گام

پہنچا نہ اسکا سایہ بھی اسکے قدم تلک — تا اسکی تو نے رو مین عنا کو لیا نہ تھام

اعدا اے بدخصال کی تنبیہ کے لئے — اس برق وش کی پشت پہ تیرا ہو جب قیام

ہو ظفر تو کنان ترے اقبال پیش پیش — نصرت کرے جلو تری اور فتح اہتمام

تو وہ وزیر ہند کہ حیران ہو رہین — شاہان عصر دیکھہ کے تیرا یہ احتشام

کچھہ کم نہین جہان مین سلیمان سے تیری جاہ — گو السنہ پہ آصف دولہ ہی تیرا نام

مطبخ کا ایک خرچ ترے کیا بیان کرون — بس ذکر کو کفاف نہو صد زبان بکام

خوبیان باو ریشون کی اُسکے مین کیا کہون — جون معجز نبی سے ہو دو حصہ ماہتاب

اس اس روشکی قالی گلگون ہی اسمین فرش — دیکھی نہو گی موسم گل نے کبھی بخواب

برج حمل کی طرح سے ہی اُسکے بیچ تخت — تو اُسمین یون شرف کہ ہو جون گھر مین آفتاب

سودا کرے ہی ختم دعائیہ پر سخن — اس جا نہین ہی طول سخن مقتضاے واب

اُس تخت پر بہ مسند اقبال بیٹھہ کر — کرتا رہے تو شادی نوروز ای جناب

قصیدہ مدح مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

سودا یہ جب جنون نے کیا خواب و خور حرام — لائے گھر اُس طبیب کے ہی عقل جسکا نام

احوال اُسکا دیکھہ کے کہنے لگا طبیب — اب فصد و مسہل اسکے لئے ہی مفید تام

کہنے لگا سن اُسکو وہ دیوانہ در جواب — مجھہ مین لہو کہان یہہ ترا ہی خیال خام

جو کچھہ کہ میرے تن مین لہو تھا سو اسکے سال — عامل ستے خیر ابلد کے پینکر کیا تمام

مسہل طلب کرے تھی غذا کی زیادتی — سو مجکو ماہ عید بھی گذرا تہ صیام

کیا سودا اس علاج سے کہہ اسکے ماسوا — تلاشی مین دوا کرون اب کرکے قرض و دام

تب اُن نے یون کہا کہ بتاؤن مین وہ علاج — اس درد سے تو پاکے شفا تا ہو شادکام

اُسکے حضور عرض یہہ کر جسکے عطائے مین — ہو رضیف ذیل سے لے اپنا انتقام

سنتے ہی یہہ نوید قصیدہ براے نذر — لیکر اب اس جناب مین حاضر ہوا غلام

ای وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بخاص و عام — نوشیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام

دیتا ہی تیرے عصر مین ای عادل زمان — زخم جگر کو سودۂ الماس التیام

کیا کیا کیا ہی خوبیون سے حق نے تجکو خلق — ابنائے روزگار کے ای فخر و احترام

تہ کو ر علم کا مین کرون یا بیان خلق — یا مین تیری شجاعت و ہمت سے اب کلام

معراج وہ نبی کی جو ہی عرش کے پرے
معراج اُمت اُسمین جو اُس جا ہو باریاب

یہہ عدل ہی ترا کہ قوی کو ضعیف پر
کرنے سے اب تعدی کے اتنا ہی اجتناب

گنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک
پر گیر سے مین لگائے جسکے پر عقاب

ہیبت سے کانپتی ہی مناہی اب اسقدر
ہو جاے کیا عجب عرق بید گر شراب

پہنچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک روز
از دست محتسب کوئی تا پاے احتساب

سامان تیرہ روزی ہی بہر سر عدو
تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور
سنکر نہیب قہر کو تیرے گہہ عتاب

ہر پرت پرت کوہ کا یون اُڑ چلے کہ جون
کھل جاے باد تند سے شیرازۂ کتاب

جز ماہ نو قرینہ نہین سمجھہ کمان کا
ترکش کا تہت خطوط شعاعی نہین جواب

اُس رخش برق وشکے ترے وصف مین سُہا
مین نے کیا ہی مطلع روشن یہہ انتخاب

رانو نمین اُسکی صورت سیماب اضطراب
چالاک تر خیال سے اور وہم سے شتاب

گانگون بھی اُسکو کہئے تو ہی یہہ سخن بجا
آتی ہی باس جسکے عرق سے بہ از گلاب

یک رہ عنان کشیدہ تو اُسپر گہہ خرام
ہی آرزو صبا لو کہ بوسہ دے بر رکاب

بخشی جو تجکو حق نے جوانی مین سلطنت
شیب زمانہ کو بہہ ہوئی خواہش شباب

نزدیک شام کچھہ یہہ شفق پھولتا نہین
کرتا ہی چرخ پیر خنا باندھہ کر خضاب

اُس بارگہ کو کیون نہ فلک مرتبت کہون
جسکی بلند کاہکشان سے ہی ہر طناب

استادہ ہونے مین یہہ ہی کچھہ اُسکی عظم شان
اُٹھتا ہی جسطرح شفقی رنگ ہو سحاب

رفعت ہر ایک چوب کی برتر خیال سے
کو لین قطر وہم کے آوے یہہ کیا حساب

جسوقت تھان پر سے کھولے اُسنے مہاوت — ہمت سے تیری اُسکو خطرہ یہہ اُس زمان ہو
دیتو نیکے بخش مجھکو ناحق کہین صلہ مین — یارب حضور جاؤن تو وہان نہ مدح خوان ہو
اور دیکھئے تو سچ ہی خطرہ یہہ اُسکے دلکا — ہمت سے تیری کیونکر اُسکو یہہ گمان ہو
ادنی جو مرتبہ ہی ہمت تیری کا اُسکو — پہنچے نہ وہم حاتم جب تک نہ نردبان ہو
ابر ہمم سے تیرے گر بخشش گہر ہو — یکقطرہ جوش مارے تو بحر بیکران ہو
خورشید دست سایل ہو جائے آسمان پر — تیرا علو ہمت جسوقت زرفشان ہو
لیکن نہ سمجھیو یہہ اِس گفت و گو سے ہرگز — منظور مجھکو تیری ہمت کا امتحان ہو
کہ واسطے کہ مجھکو اتنا ہی چاہئے ہی — جامہ ہو ایک تن پر کھانیکو نیم نان ہو
سو تو زیادہ اسسے تیرا کرم ہی مجھپر — کفران نعمت اوپر قادر نہ یہہ زبان ہو
اتنی ہی آرزو ہی کچھ عمر ہو جو باقی — مصرف جہان مین اُسکا تیرے قدم کے یہان ہو
کب جاسکے ہی کوئی دروازے تیرے آگو — بیٹھے جو تیرے در پر وہ سنگ آستان ہو
تا مہر و مہ فلک پر یارب رہین درخشان — یہہ آستان دولت مسجود دوجہان ہو

قصیدہ مدح مین شاہ عالم پادشاہ غازی کی

ہی اشتہار تجھسے مرا ای فلک جناب — رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب
اک تخم ہو نمین خاک نشین زمین شور — نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب
ہی یہہ جہان نمین وہ در دولت ترا کہ یہان — ناکام بخت آنکے ہوتا ہی کامیاب
قطرہ تجہ ابر فیض سے پہنچے جو سوے بحر — جاوے رگ گہرتی چرخ کو موج در خوش آب
دریا کو سیر کشتی سے تیری ہو یہہ شرف — لاوے عجب نہین جو ہما بیضہ حباب
روشن دلونکو گر نہو مسجود در ترا — رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب

طاقت ہی یہہ کہ باہم حظار ہون مخاطب   ہر اک کے گو دہن مین جون غنچہ سو زبان ہو
ایسا ہون ایک مین بیٹھ جاکر حضور اُسکے   مطلع اگر پڑھون یہہ دل اُسکا شادمان ہو

صحن چمن مین گلگون گر تیری زیر ران ہو   ہر گل پیادہ ہو کر وان طرف کنان ہو
تک چھیڑنے روش پر گر اُسکو آیجو تک   جس جسطرف تو چاہے اُس اُسطرف روان ہو
انداز چھیڑنے کا یہہ کچھ ہی جو کہا مین   تک وہم دانتنے کا دلکے جو درمیان ہو
اِن ہر عنون سے تو چھیڑے تنگی سے اُسکے اوپر   عرصہ یہہ شش جہت کا دام کبوتران ہو
کہتا ہی وہ جو دیکھے اُسپر سوار تجکو   یارب ہمیشہ جگمین یہہ اسپ و یہہ جوان ہو
شان و شکوہ تیرے ہاتھی کی کیا کہون مین   چرخی بجا ہی اُسکی گر چرخ آسمان ہو
ہی سر بلند اتنا یہہ تو عجب نہین ہی   آنکس پہ ماہ نو کے گر دست فیلبان ہو
مستک پہ رنگ اُسکی اِسطرح جلوہ گر ہی   گو شام لاکھہ پھولے یہہ لطف پر کہان ہو
دانتون کے بیچ اُسکے ہی جسقدر بھسونڈا   دوصف ز قامت اُسکا کیجیے تو کیا بیان ہو
اِس دانت سے تو ہم اُس دانت تک جو گذرے   پہنچے نہ ایک دن مین تا شب نہ درمیان ہو
ابر سیہ تپکتا آوے ہی جس طرح سے   مستی مین حسن اُسکے چلنے کا یون عیان ہو
اِس قد و قامت اوپر یہہ حسن ہی کہ اُسکی   زنجیر پا بجا ہی گر زلف مہوشان ہو
پایل جھول سایر کیا کیا کہون مین خوبی   اصلا کہین جو اُسمین شوخی ہو یا نکان ہو
گنج باگ تک مہاوت چھیڑے تو یون چلے ہی   عاشق کے وصل کی شب جسطرح سے روان ہو
ہاتھی مین یہہ چلاوا کب ہو سوای اُسکے   تشبیہ یاب جس سے رفتار خوشقدان ہو
رکھے خدا جہان مین اُسکو بہت وگرنہ   تشبیہ یہہ مسلم کب نزد شاعران ہو

جو مرتبہ جہان مین ہی بے نیازیون کا — سمجھے ہی وہ جو کوئی اُسکا مزاجدان ہو
یہہ وضع لاابالی رکھتاہی وہ کہ ہرگز — اشعار مین غزل کے ممکن نہین بیان ہو
بلبل کو گاہ سنکر انعام بوستان دو — پھولون کی بو سے گاہے گلشن مین سرگران ہو
لاکھون دے جس جگہہ مین وہ گرگ کو خریدنے — بکتا ہو یک نگہ پر یوسف تو وہان گران ہو
جس قدر و مرتبے مین ہی بے نیازی اُسکی — پروا و اعتنا کی قدرت کہان کہ وہان ہو
رخصت نہ دیوے خاطر یہان گوشۂ نگہ کو — عالم کا گو کہ اُس مین برباد خان و مان ہو
گر معدلت پہ آوے وہ گلشن جہان مین — آنکھون مین باغبان کی بلبل کا آشیان ہو
مشت حباب جو سے مرغ ہوا نہ چھوٹے — شبنم کے دانون ہی سے دانے کا گرزیان ہو
جب ناتوانکی اُسکو منظور پرورش ہو — مور اُسکے ہاتھ نیچے آوے تو پہلوان ہو
میرا نہین جب کھرا ہوا استاد سے وہ اپنی — حلقہ بگوش اُسکے ہرچند وہان کمان ہو
بندہ ہون لیکن اُسکے مین تیر کی وفا کا — بیٹھے وہ خاک و خون مین اُس سے جدا جہان ہو
خورشید اُسکی خو کا ذرہ جو ہو معاتب — ہیبت سے دن بدن وہ جون بدر ناتوان ہو
جوہر تو کیا بتاؤن شمشیر کا مین اُسکی — جسکی برہنگی اُسی نے دانا کو امتحان ہو
کرتا ہون ذکر جس سے اُسکا وہ یون کہے ہی — چپ رہ کہ بیکے دلکو یون ہی کہین امان ہو
سنکر وہ شخص بولا ہم بھی ملینگے اُس سے — یا سود ہووے اِسمین یا جان کا زیان ہو
یہہ حرف اُسکے منہہ سے نکلا تو سنکے سودا — کہنے لگا غلط ہی ای یار یہہ کہان ہو
گہہ دل مین گاہ جی مین گہہ چشم مین بسے ہی — ملتا ہو تب مین اُسکا اگر مکان ہو
ہووے بھی گر مین اُسکا مکان تو کیسکے — وہان پہنچنے کا ناداندکے تئین گمان ہو
مجلس کے آداب سے وہان یہہ دوری کہ وارد — پروانہ بے اجازت نزدیک شمع دان ہو

شادی و عیش و خورمی ہر روز آکے تجھ در سے تو امان ہووے
جاہ و دولت کا تیری تا بہ ابد حق تعالی نگاہبان ہووے

قصیدہ تعریف مین بسنت خان کی

کل حرص نام شخصے سودا پہ مہربان ہو — بولا نصیب تیرے سب دولت جہان ہو
گر اشرفی روپی کی خواہش ہو تیرے دلمین — ظاہر تیرے پہ ہر جا گنجینۂ نہان ہو
لعل و گہر کی ہووے تجھکو اگر تمنا — مصرف کے بیچ تیرے اشیاے بحر و کان ہو
عمدہ تو اسقدر ہو سرکار بیچ تیرے — مور و ملخ سے زیادہ خیل ملازمان ہو
جاہ و جلال یہانتک دیوے تجھے زمانہ — جب ہو تری سواری صد فیل پر نشان ہو
گر ملک چاہتا ہی تو تخت بیچ تیرے — ہندوستان سے لیکر اور تا باصفہان ہو
آگے تو کیا کہون مین دل چاہتا ہی تیرے — قبضے مین لے زمین سے اور تا بآسمان ہو
سنکر یہہ حرف بولا سودا کہ قدر و رتبہ — کب اشرفی روپی کا نزدیک عاقلان ہو
یہہ تو برے ہین اتنے آفاق مین کہ جنکو — کیسے سے دور کیجے کام اپنا تب روان ہو
عمدہ تو وہ کوئی ہی نزدیک فہم جسکی — اہل کمال آگے دنیا مین عز و شان ہو
نام نکو سے بہتر دنیا مین کیا نشان ہی — یہہ بھی کوئی نشان ہی جو فیل پر روان ہو
لعل و گہر جو پوچھو پتھر ہین اور پانی — رتبہ نہ انکو پیش ارباب ہمتان ہو
ملکون کی سر زمین سے حاصل یہی ہو آخر — دو مشت خاک جسمین اک مشت استخوان ہو
ارض و سما کا ہونا قبضے کے بیچ اپنے — بے دعوئی خدائی کیونکر مجھے گمان ہو
جو کچھ کہا ہی تونے تجھکو یہہ سب مبارک — مین اور میرے سر پر میرا بسنت خان ہو
دیکھے سے جسکا جلوہ پاکیزہ طینتون کی — آنکھون کو امن ہووے جی کیتئین اطمان ہو

اس جگہہ تک جہان مین جس کا بعد — دور از وہم انس وجان ہووے
لاکھہ بار ایک پلکے عرصے مین — پہنچے جہاں جاسے پھر یہہ وہان ہووے
فوج کا تیری کو سکے نہ شمار — گر عطارد حساب دان ہووے
کثرت اُسکی سے جب تو ہووے سوار — بسکہ ہر گرد آسمان ہووے
آنکھین مل مل یہہ مہر ہو بے نور — جیسے شیشہ بہ تابدان ہووے
دود ہو یہہ بلند تو پون کا — آتش انگیز جب وہان ہووے
سقف حمام جس طرح ٹپکے — قطرہ زن چشم اختران ہووے
اُنکی آواز سے بدشت و کوہ — زلزلہ یہہ جہان تہان ہووے
بہ کف دست جس طرح سیماب — حالت کوہ یون عیان ہووے
دی ہی جو حق نے تجھکو حشمت وجاہ — فہم وہان تک رسا کہان ہووے
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب — نصف اُسکے نہ کہکشان ہووے
بچھے اس بارگہہ مین جب مسند — رشک صد تخت خسروان ہووے
قالین اُسکی ہر ایک پا انداز — بہتر از باغ و بوستان ہووے
دیکھئے تب تجھے کہ تو جس دم — بیٹھہ کر اُسپہ حکم ران ہووے
اور سر گروہ جتنے ہی اُن مین — کوئی نواب کوئی خان ہووے
دست بستہ مطیع فرمان کا — رو برو زیر سایبان ہووے
تجھسا آفاق مین ہو جب ممدوح — اور سودا سا مدح خوان ہووے
نہین شایان کہ عرض مطلب کی — اُسکی ہر بار بر زبان ہووے
اب دعا وہ کرون ہون سنکے جسے — آمین آمین بہ ناظران ہووے

سب جگہ ہی مگر ملا نہ ملی   تیری بخشش سے بحر و کان ہووے
کین گردون سے عمر بھر رہے دور   جسپہ یک دم تو مہربان ہووے
چیز بے قدر کو جو دے تو قدر   قدردانون مین ارمغان ہووے
کیا عجب ہی تری مروت کا   جس جگہہ ذکر اور بیان ہووے
لعل و یاقوت کی طرح اُس جا   آب و آتش کے تن مین جان ہووے
دہر مین حسن خلق سے تیرے   خلق رطب اللسان جہان ہووے
بو سے مذکور خلق کی تیرے   دہن خلق عطردان ہووے
جا سے بیجا ترے قلمرو مین   کب توانا سے ناتوان ہووے
ذرۂ خاک کی حفاظت کو   باد تند آکے پاسبان ہووے
سنگ اس عہد مین ہووہان پانی   شیشہ گر کی جہان دکان ہووے
آگے تجھہ تیغ کے عدو کا اگر   دل پہار آہن استخوان ہووے
کاٹ اُسکا سپہ گری اُسکی   روز میدان کے امتحان ہووے
کوئی اُسکا نہو جو رونے کو   دیدۂ زخم خونچکان ہووے
تیر تیرا نگاہ چشم قضا   اُسکو دیدار دشمنان ہووے
باد پیما ترا تعالی اللہ   جلوہ گر آکے وہ جہان ہووے
زیر ران دیکھہ کر تو پھر اُسکی   خلق کو اُسپہ یہہ گمان ہووے
کیا عجب ہی کہ برق کا شعلہ   اُسکے تیہہ کے درمیان ہووے
صرصر اُسکے قدم کو پھر نہ لگے   یک کشادا اسکی گر عنان ہووے
جسکے کرنیکا دل مین ہو جو خیال   مجھسے آگے تو کیا بیان ہووے

خلق کو اسقدر ہی استغنا | نہیں ممکن کہ وہ بیان ہووے
رہرو آگے اگر پڑا ہو گہر | دور ٹھوکر سے کر روان ہووے
در گنجینے پر نہیں اب رسم | کنجی و قفل و پاسبان ہووے
معمول یہہ خلق ہی جس کے | قاصر اب کہنے مین زبان ہووے
جو گدا روز و شب کہ سایل تھا | چاہئے رشک خسروان ہووے
کبھو دیکھا نہ یون کہ زر بی قدر | اِس قدر زیر آسمان ہووے
رہ نوردون کی نظرون مین اکسیر | بدتر از گرد کاروان ہووے
در و دروازہ یون ہی اب کسکا | کہ نہ وہان فیل و فیلبان ہووے
کون ہی جسکے تازی و ترکی | نہ پھرتا بزیر ران ہووے
نہیں بر مین کسیکے اب وہ لباس | کہ نہ قیمت مین جو گران ہووے
نہ کوئی باندھے جب تلک ہتھیار | نہ طلا یا نہ تہہ نشان ہووے
خوان نعمت نہیں ہی ایک کا یون | جسپہ تا سو نہ میہمان ہووے
عیش و عشرت سے ہی سرا دمساز | پیر ہو کوئی یا جوان ہووے
ہی جو کچھ جسکنے ہی اُسکی عطا | آصف الدولہ اور جہان ہووے
دیکھ کر جسکو خلق بولے ہی | تو ہو اور عمر جاودان ہووے
پرورش کسکو یون ضعیفون کی | تجھ سوا زیر آسمان ہووے
در دولت سرا تلک تیرے | آوے پشہ تو پہلوان ہووے
کم بغل جو نظر پڑے تیری | وہ بذیل تونگران ہووے
ہی ثنا تو محال ہی یہہ سخن | حکما کا غلط گمان ہووے

پر مین ہون اُن ہنرون کا عدو کہ ترے غلام | میدان کے روز سمجھے جو ہو جاوے وہ دو چار
دے پیٹتے ایسے تو اُسپہ تو جا نادہ یون رہے | اُڑ جاوے باد تند کے آگے سے جون غبار
رتبے کو تیری جاہ کے مین کیا بیان کرون | جسکے تئین نہ وہم فلک کر سکے حصار
ہوتا نہ رنگ اطلس گردون جو ماتمی | خیمے کو آستر کے ترے تھا یہہ جامہ وار
شہتیر کہکشان کے تئین بھی بر اسکے چوب | دو کرتے چیر کر تو نہ بنتے وہ استوار
تھے مہر و مہ بھی خوب سے کچھ باد ریشونکو | پر مندرس ہین برسون کے اتنے کہ بے شمار
ایکار گمر خطوط شعاعی کو اُس مین سے | ہو اپنے طنابین سو کتنا یہہ پود و تار
سرکار عالم فلکی مین تو کچھ نہین | میخون کے واسطے ہین زمین پر یہہ کوہسار
قالین کا اُسکے فرش کے اتنا ہی عرض و طول | صد فصل گل نہو سکے جسکے نمونہ وار
جتنا ہی سطح روی زمین اُسپہ گر اُسے | جس فصل مین بچھاؤ تو ہو موسم بہار
جس آن تو قدم رکھے اُسپر برائے جشن | کھل جاوے دیکھتے ہی تجھے چشم روزگار
اور ہوئیگا بھی یون ہی تو خاطر کو جمع رکھ | صدقے سے پنجتن کے ترا یہہ کردگار
سودا کرے ہی عرض کہ تیرے خزانے سے | بھر بھر سپر ہی لینا ہی تجھکو زر عیار
بالفعل اس قصیدے کا مانگے ہی یہہ صلہ | اُسکے تئین خطاب دے رزمیہ بہار
کیسے مین دوستون کے ترے شکل ماہ و مہر | ہو سیم و زر بھرا ان مین کیا لیل و کیا نہار
ہاتھی کے ساتھ ساتھ یہہ کہتا چلے عدو | مفلس ہون کچھ دلا مجھے نواب نامدار

قصیدہ تعریف مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

گر فلک اب یہہ مہربان ہووے | جون تگرگ ابر در فشان ہووے
دخل کیا ہی کہ اُسکے جینے کا | کسی انسان پر گمان ہووے

تیرے بھی تیر و تیغ کی ہیبت ہی یہان ترک — تا وحش و طیر سے کی صلح یوشی اختیار
دراج کو نسا ہی نہیں پہنے جو زرہ — ہر ایک کرگدن کے بدن پر سپر ہی چار
ارجن کے کمان کو تری دیکھ بھیم سے — اپنے تئین تو کھینچنا اُسکا ہی سخت کار
جس سمت رخ کرینگے تو میدان ہی وسیع — گر زندگی عزیز ہی بھیا تو کر فرار
روئین تن اُسکے آگے پس و پیش ہون کھڑے — لے شرق تا بغرب اگر باندھ کر قطار
سو فار تیر بولے کہ سینے پہ اگلے کے — پیکان کو رکھ کے جاؤنمایین پچھلے کی پشت پار
دل پر مرے یقین ہی کہ میدان مین جسگھڑی — لاکارے تو پلون کتئین کھینچ کر کنار
گوہر کرے اُس آن مین رستم کا گاو سر — بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار
مرتے کا جو بہمن و برزو وغا کے روز — ہو جائین تیرے سامنے آپس مین کر قرار
پتلا ہر ایک پانی سے ہو کر ترے حضور — دالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار
ہو جسم سے عجلہ پاوے سر عدو — تیرے سے ترے پہ گر چمن رزم مین قرار
قمری ہر ایک بول اُٹھے یون کہ ابکے سال — لایا ہی کسکے یمن قدم سے یہہ سرد بار
یون ہر عدو کے سینے کو اُسمین پرووے تو — جون سیخ مین کباب کے تکو تکو بادہ خوار
وصف سپر تو کیا کرون جسکا ہر ایک پھول — ہو جاے روز رزم عدو کے گلے کا ہار
گنگون کے تیرے وصف مین کیا کیا بیان کرون — گردا اُسکے پہنچے جب گل رنگ حنا عصار
اُس حصر مین کرے ہی وہ اسطرح شوخیان — تڑپے ہی جون نسیم چمن ہو کے بے قرار
دانون مین بہہ سبک جو پھرے سطح آب پر — توڑے حباب سم تلے آ کر نہ زینہار
مشرق کی ہر زمین سے مغرب کی سمت کو — اس برق وش کو پھینک دے گر ہو کے تو سوار
اس عرصے مین پھر آے کہ شاید نہ چھنے پائین — گر پھینکنے مین نعل سے اُسکے جھڑین شرار

کہنے لگا کہ تجھسے تعجب ہی یہہ سخن — اتنا تو ہو کے عاقل و دانا و ہوشیار
یہہ رمز اب تلک نہین سمجھا ہزار حیف — ہی یہہ وہ جسکے خوان کرم کا تو ریزہ خوار
یعنے وہ سیف دولہ بہادر کہ جسکی تیغ — کرتی رہے سدا سر اعدا پہ کارزار
جب مین سنا زبان صبا سے یہہ نام پاک — وو ہین پڑھا یہہ مطلع رنگین و آبدار

ہو لوے نہ تیرے نام سے گلشن مین گر بہار — پھولون کو آب و رنگ کا لینا ہو ناگوار
تیری سخا کی یاد سوا خاک پر نہال — پھلا وے باغبان تو ثمر وے نہ شاخسار
ناخن بغیر غنچون کی گانٹھین نہ کھل سکین — تیری سخا جو باد سحر سے نہووے یار
ممی خانۂ جہان مین کرم سے ترے نہین — کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار
برساترا سحاب کرم یہان تئین کہ اب — ہوتا ہی رنگ آتش یا قوت آبدار
جو کچھ کہا مین اسکو خوشامد نہ سمجھیو — یہان ارث ہی شجاع و سخی ہونیکا شعار
دادا ترے کا دست کرم کیا بیان کرون — سایل کو نان و حلوا دو را تو نکی دی قطار
رکھیو اب آگے مطلع تازہ پہ گوش جان — خورشید کی ثنا کوئی کرتا ہی ذرہ وار

موج گہر سپہر سے ادھر کرے گذار — گر اپنے ابر فیض سے اتنا کہے بہار
اور اسکی پوچھتے ہو شجاعت یہہ سن رکھو — اژدر کے جیسے جبر ترے کہ جب تھا وہ شیر خوار
یکدم جو اسکی تیغ کی گردش زراہ سہو — دل مین اگر خیال کرے اپنے کو ہسار
اجزا جو منجمد ہین جمادات کے یہہ سب — ہو جاوین جون حواس جبان پل مین انتشار
جس تودے سے ہو کہ تیر قضا کارگر نہو — خاکی کو اپنی اسمین سے پھوڑے ہی وہ دو چار

کو لے گئے ہر درخت کو غصے نے اندرون　　کچھ آگ سی لگا دی ہی کیجو تو اعتبار

دل مین غرض ہر ایک کے مین کیا بیان کرون　　پایا ہی آتش غضب و کین نے یہہ قرار

نکلین بجائے دانہ شرر کچھ عجب نہین　　دیجے اگر انار کو بیچے مین لے نثار

القصہ آج پیک صبا سے مین صبح دم　　پوچھا یہہ سن تو کس لئے شاور کا تاجدار

قتل خزان پہ مستعد ایسا کہ جس لئے　　کی جمع فوج قاہرہ اتنی کہ بے شمار

ایسا تو اس سے آج تلک کچھ نہین ہوا　　ہان امر سلطنت کا نرالا ہی اختیار

یہہ سنکے دیکھ دیکھ مرے منہہ کو یون کہا　　سنتا ہی ای عزیز تو کافر کہ دین دار

دین نبی مین ہی تو ابھی باندھ کر کمر　　گلدستہ کی طرح سے تو ہو جا شریک کار

اب جرم کو خزان کے جو پوچھے تو پیش خلق　　بعد از یزید کے ہی خزان ہی گناہگار

یک چشم منصفی سے تو اعمال اُسکے دیکھ　　کیسے کی ہی وہ گلشن دنیا سے اب دوچار

نانا کو جسکے پوچھو تو راکب براق کا　　دادا جو دیکھ مشرق و مغرب کا شہسوار

بدخواہ دولت ایسے کا ہووے جو کوئی شخص　　اوس پر نہ صف کشی کرے شاور کا تاجدار

آخر وہ اس گھرانے کا بندہ ہی زر خرید　　پس کیون نہ وہ کرے جسے اتنا ہو اقتدار

ایسا یہہ خاندان ہی کہ نہ پشت سے فلک　　کرتا ہی جس جگہہ کی غلامی کا افتخار

رکھے جہان کا داغ غلامی جبین ماہ　　ماہی کے دل مین جسکی اطاعت کا خارخار

اثبات تجھہ پہ جرم نہین اُسکا اب تلک　　اپنا تو اعتقاد ہی اتنی گناہگار

یکبار لعین گر کرے طوطی یزید پر　　بے اختیار ہو کے کہے اُسپہ صد ہزار

لیکن یہہ دیکھیو کوئی دن مین بضرب کفش　　گلشن سے اُسکو کھینچ نکالینگے کرکے خوار

سنکر غرض یہہ پیک صبا سے مین یون کہا　　ہی کون تلک بتا تو مجھے وہ بزرگوار

آسودگان خواب عدم بھی ہی عنقریب ‏ اُٹھہ کر کے خاک ان سے کرین محشر آشکار
کرتے ہین طایران چمن اب یہہ زمزمہ ‏ یارب یہہ ایک سال قیامت ہی یا بہار
طاوس نام وہ جو ہین اس فوج کے نقیب ‏ کرتے ہین یہہ صدا کہ جوانان لالہ زار
باہم سے دستہ دستہ جدا ہو کھڑے رہو ‏ جلدی سے باندھہ کر کمر کینہ استوار
میدان صاف کرتی ہی جاروب باد تند ‏ تا وقت کارزار وہان گل سے نہ اُلجھے خار
صد برگ و جعفری و گل اشرفی نے اب ‏ گھیرے بانے کر کے یہہ باہم کیا قرار
سن کہہ صف قشون خزان آوے جسگھڑی ‏ ہو کر ادھار بے کیجیے میدان مین کارزار
استادہ ہی جدھر علف سبزہ خاک پر ‏ پانیکی جس طرف کو زمین پر چلے ہی دھار
بھالا ہی اور برچھی ہی بلم ہی اور سبیل ‏ خنجر ہی اور تیغ ہی جمدھر ہی اور کٹار
ہر آن مین ترانۂ بلبل کے واسطے ‏ ہی اندنون یہہ شور تجلی کار و بکار
از سایہ ہاے بید مولہ ہر طرف ‏ وارد زمین کمان سیہ تو زدر کنار
ترک صبا کہ ہی مرا تیر باز گشت ‏ ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر کے پار
خالی سمجھہ کے ہاتھہ کو اپنے ہر ایکدم ‏ مانگے ہی برگ بید سے خنجر کو ہر چنار
دامن کو باندھہ باندھہ ہوے مستعد جو سرو ‏ قمری ہر ایک سے کہتی ہی یون نعرہ مار مار
ایسا نہو کہ طعن کرین ہم کو بلبلاین ‏ لڑیو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار
نرگس کو باوجود ہی بیمارے شدید ‏ اِسپر چمن مین آ کے وہ ناتوان و زار
للکارتی ہی یون کہ دو بہنیان ہو جو کوئی ‏ تا لے تو دیکھون آنکے میرے عصا کا وار
کمر کھہ کے ہر درخت سے یون سنگترے کا نخل ‏ کہتا ہی گرچہ ہاتھہ مین شمشیر پر ترے ہی یار
لیکن تو دیکھیو کہ خدا وہ گھڑی کرے ‏ کشتون کے رن مین تودہ ان ہون پتھر ہی مار مار

تقسیم کر دیں فرقۂ غنچے میں چلو تھیں   دیں وہ تو پتے گر رسالۂ گل ہو امیدوار
کہہ دیں کہ چار نہر سے گلشن کی صحن باغ   چار آئینہ کو صبح کے رہے مستعد کار
دارو و گولی پیر مغان میکدے کے بیچ   رکھے نہ اب سوا ہے کہ کیسہ زینہار
بند وقین بدلے شیشوں کے بھر بھر کے غنچے   آ کر شتاب صحن چمن میں کریں گذار
جتنے ہیں لے نواز جہان بیچ اب کریں   پیشہ وہ کرنا کے بجانے کا اختیار
یاور اگر نہیں تو اسے آن دیکھ تو   پایا ہی امر مطلع تازہ نے اشتہار

ترکش اگا کے دینے کو تصحیحۂ بہار   گلگوں ہوا پنے تو کہ ہزار ہوا سوار
لازم ہی تجھکو پی کے شراب طرب کا جام   گر مرد ہی تو سیر گلستان کر ایکی بار
اک گل زمین نہیں کہ جہان آب پیتر سے   گرتا نہو وے کھینچ کے شمشیر آبدار
غصے سے یکدگر کتے مرتے ہیں یہہ کہ موج   گرداب ڈھال روکے ہی مارے ہی جب کنار
ہیں خود ایک دم نہیں دہتا سر حباب   ڈالے رہے ہی منہہ پہ جھلم سنگ آبشار
اندام جو بہار ہر اب اعکس تاک سے   بکتر سمجھے ہی دیکھوں ہوں کیا ابر و کیا نہار
جاتا ہی نیستان کی جو دو یدگی وہ وہم   ہوتا ہی اس یقین کا دل میں وہ ہیں گذار
نکلے ہیں باندھ باندھ کر ہو کے مستعد   لیکر بھرے ہر بانوں کے سر پر سے باندار
رنجاک ہی بہر مشق او تر ایا کرے ہی برق   گولی ہی ڈھالتا ہی سحاب تگرگ بار
آواز توپ و رہ کلہ رعد بروز و شب   کرتی ہی نہ سپہر سے جا اُس طرف گذار
تھا جس قدر کہ سبزۂ خوابیدہ یہہ صدا   سنکر زمین سے جونک اُٹھا ہو کے بیقرار
گرہا تھ چہ بھی ابر سپہ کا ہوا میں ہی   گجنال کی طرح سے گرجتا رہے ہی بار بار

کہتے سخن واقعی نہیں غرض کے ہیں
خواہ اُنکو گہر سمجھے اب خواہ اُنہیں سنگ

سودا نہ چل اب آگے کہ یہہ جائے ادب ہی
کر قطع سخن کا تو دعائیہ پہ آہنگ

قبضے میں ترے قوت شمشیر سے تیری
لے شام سے تا روم رہے روم سے تا زنگ

پرواز ہما جب ہو سوے اوج سعادت
شہباز کا طالع کے تیرے اُسپہ رہے چنگ

قصیدہ مدح میں نواب سیف الدولہ کی

برج حمل میں بیٹھہ کے خاور کا تاجدار
کھینچے ہی اب خزان پہ صف لشکر بہار

کہتے ہیں یون زبانیٔ پیک صبا یہہ حکم
پہنچا حضور سے طرف باغ روزگار

مرکب جو شاخسار کے ہین اُن پہ اب شتاب
پہنچین سوار ہو کے جوانان برگ و بار

ہین بخشی و وزیر جو مریخ و ماہتاب
اُنکو یہہ امر ہی کہ امیران نامدار

منہہ کھول دو خزاین گل اشرفی کے تم
پکڑو قلم کو ہاتھہ رکھو پیادہ و سوار

چہرے لکھا کے سرخ نگہداشت اب کرو
تعداد پوچھتے ہو تو بے حد و بے شمار

کر دو یہہ حکم تیر فلک کو کہ ای دبیر
ہووے محرر و لگا تغافل اگر شعار

اہل قلم جو دفتر بخشی گری کے ہین
اُن سے کہین براے تقید یہہ بار بار

گلگون لالہ گر کہین بیداغ رہ گیا
چیر بنگے پیٹ ہر متصدی کا غنچہ وار

لینا ہی کام مجھکو جوانان باغ سے
بھر بھر سپر گلون کتنین دو زر عیار

ابلاغ خانسامان کو ہووے اسہ امر کا
تا یہہ کہے بلا کے وہ اپنے بھی پیشکار

معمول سے زیادہ مقید ہو اب کے سال
جس طرح چاہئے کرین اس فوج کا سنگار

پس اہل کار لالہ خود رو سے یون کہے
رنگین شتاب مستک پیلان کوہسار

دگلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
موج ہوا تانک ہو زردوش ابکی بار

رستم کو خبر ہو کہ ترا اُسپ ہے ہی آہنگ　　جیوے بھی جو بھسنکے تو کھایا نہ لگے انگ
بل جیوی کا پاوے تو کرے جھپنے کا وہان قصد　　بہمن پہ تجھے دیکھ کے عرصہ ہو ز بس تنگ
طایر کے جو تو صید پہ لے تیر و کمان ہاتھ　　ارجن کے دو ہیں جھر لیسے پرواز کرے دنگ
حربے سے یہ دہشت پڑے عادو کے دلمین　　بچ جاے اگر بانسے کھا کر تری سر چنگ
ہاتھ اُسکے مین دیکر کبھو شمشیر برہنہ　　ایک آئنہ دکھلاؤ تو بھاگے وہ دو فرسنگ
چار آئنہ گردون ہو اگر تن پہ عدو کے　　آگے تری شمشیر کے ہی بھیر کا چورنگ
عرعرہ ترے گھوڑے کی جو سرپٹ کا ہی اُسمین　　پاوے فرس باد سحر کرے لگے لنگ
کچھ برق سی تڑپے ہی پڑی ابر سیہ مین　　تیہا جو کہون سو نہین رکھتا ہی وہ شبرنگ
جس وقت ہو زین کو رکھ تنگے مین اپنے　　اُس رخش فلک سیر کا تو آن کے لے تنگ
آہن کا کہین گر وہ ہو تو دروازے پہ اُسکے　　قالب تہی سنتے ہی کرین جتنے ہون سرہنگ
ہم وزن ترے حلم کے ہی وقر ہی تیرا　　کہسار تو دونون مین نہین ایک کے ہم سنگ
خاطر یہ خلایق کی ہی تجھکو کہ ہوے باغ　　بے رخصت بلبل نکرے سیر کا آہنگ
دل تجھسے ہو میلا کسی طوطی کا یہ کیا دخل　　آیینے تلک عہد مین تیرے نہ لگے زنگ
کھینچا ہی زبس سر بہ فلک عدل نے تیرے　　میزان کی طرف دیکھ کہ ذرہ نہین پاسنگ
آتش رہے یون آب مین انصاف سے تیرے　　آئینے مین جس شکل ہو عکس رخ گلرنگ
تجھ چشم کی ہی نرگس شہلا چمنستان　　پاتا ہون مروت کہین اُن مین بصد رنگ
دل پھر نہ گیا شیوۂ احسان سے تیرا　　خالی ہو گئے وہ عدن سے جمن و گنگ
بس جو کوئی تجھسا ہو تما اُسکی ہو مجھسے　　ہرگز نہ اسے مانیو کب مجھمین ہین یہ ڈھنگ
جس مرتبے مین تجھکو سمجھتا ہون مین ممدوح　　یہ مدح تو وہان عار ہی مداح سو ہی ننگ

جتنا ہی انہین تحمل و حسد اُسسے بھی افزود
ہی خام طمع کو قدح چشم سے انکے
اظہار کرین کو رسے دے چشم مین سرمہ
آپھرتے ہوے اُنکے دل و دیدہ کی اطراف
مہمانسے گرفت اتنے ہون یہہ ماحضر اوپر
ہی انسے غلط چاہنی صہباے ترحم
اپنا مین توقع نہین انسان کو کسو سے
کیا منہہ مرا اور کیا لب و لہجہ کہ ہی اُسکا
اِس بحر مین وہ نام بزرگ آوے سو کیونکر
ان بیتون کے تو ہر سر مصرع پہ نظر کر
کشمہ جو بیان کیجئے اوصاف کا اُسکے
الطاف و کرم کا جو شمار اُسکے کرون مین
انصاف یہہ اب عہد مین اُسکے ہی کہ فریاد
دیکھا نہ مین یہہ حوصلہ جز اُسکے بشر کا
لعل اُسکی تئین بخشنے کنکر سے ہین کمتر
بازو کا اُسے زور شہ ہند کے کئے
آمد کی خبر اُسکی جو ہووے طرف روم
رو جب کرے میدان مین تو کیا تاب کہ اعدا
لکھہ وصف شجاعت مین قلم مطلع ثانی

چشم اِنکی ہی جون غنچہ دل انکے سے بھی تنگ
بادے کی مروت کی طلب وسوسۂ ننگ
واں اُٹھ کے لگے دوڑنے بیٹھا ہو جہاں لنگ
نت مہر و وفا عار رکھین شرم و حیا ننگ
دل مرغ کے سینہ پہ گویا باز کا ہی چنگ
شیشے کا انہون کے ہی تھکانا جگر سنگ
چھوٹ اُسکے وزیر اب ہی جیسے ہند کا اورنگ
کون نام مفصل نہین آداب کا یہہ ڈھنگ
چلو مین سمندر نہین آتا ہی کسی رنگ
جو اسم شریف اُسکے سمجھنے کا ہی آہنگ
جو خوبی ہی دنیا مین لگے اُسکے نہ پاسنگ
عاری رہون امواج کو گن کر لب گنگ
لایا نہ لبون تک کوئی غیر از جرس و زنگ
وسعت بھی زمانے کی حضور اُسکے ہی کچھ تنگ
ہمت کا جہان بیچ بھلا کسکی ہی یہہ ڈھنگ
ہیبت بہ جہان اُسکی بہر صاحب اورنگ
دہشت سے لرزتی ہی رسہ مملکت زنگ
دکھلائے نہ پشت اپنی وہ در معرکۂ جنگ
دل مدح سے غایب کی مرا اب ہی بہت تنگ

بدلت حسرت جانانہ مبارک باشد
آشنائی زتو بیگانہ مبارک باشد

چاہنا کھانے کا اِس شادی مین ہی نادانی   جز کباب دل بریان نہین یان مہمانی
چلو بھر مانگے ہی نوشہ جو کسی سے پانی   کہتی ہی بیاد کے یون سامنے آ مہمانی

ناو نوش غم جانانہ مبارک باشد
بتو این خوردن شکرانہ مبارک باشد

آخر کار کہون کیا مین زمانے کی کہوت   دیکھ اُس چہرے کو جو بدر سے رکھتا تھا ہوت
بے گھڑی ہجر ابد غور کیا سہرا توڑ   اُٹھ چلا کہکے بنی سے دل صد چاک کو چھوڑ

بہر زلف تو ہمین شانہ مبارک باشد
زینت و زیب عروسانہ مبارک باشد

یہہ وہ شادی ہی کہ محشر تئین جس کا ماتم   نیچے اِس اسپک نیلی کے کریگا عالم
ہی یہی موجب آمرزش نوع آدم   مہربان مرثیہ تو تے جو کہا اُس سے غم

بدل عاقل و دیوانہ مبارک باشد
چہ بشہر و چہ بویرانہ مبارک باشد

مرثیون مین اکثر سودا تخلص اپنا مہربان کرتا ہی تاکہ ثواب ملے اور نام ظاہر نہو

قصیدہ مدح مین نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کی

ہی بہار کا بستان جہان نکے ہی عجب ڈھنگ   جاتا ہی چنار اُس سے رخ گل پہ ہی جو رنگ
بے مہری سیار گلستان مین کہون کیا   چھالے اِنہین جو نخل آسے مارے ہیٹ یہہ سنگ

تو غلطیدن بستانہ مبارک باشد

لاکے ای مالنیان رن کے چمن سے پھلوار   گوندھو نوشہ کے لئے آج گل زخم کے ہار
تار گتھنے کا کرو سہرے کے لوہو کی دھار   گاو دروازے پہ تم باندھکے یہہ بندن وار

غم این خانہ بہ خانہ مبارک باشد

دردکاشانہ بکاشانہ مبارک باشد

ہی عجب جشن کہ جسمین ہو بہہ اسباب سرور   سینہ ہر ایک کہر آکوٹتے ہی دفکے دستور
غم بجاتا ہی یہہ ناخن زن دل ہو طنبور   اجل آرقص مین گاتی ہی یہہ نوشہ کی حضور

غم جان تو بجانانہ مبارک باشد

چہ بخویش وچہ بہ بیگانہ مبارک باشد

کپڑے بونتے جو پہن نیکے لئے بیاہ کی رات   کیا گھڑی تھی کہ وہ نوشہ کی ہوئی قطع حیات
یون بدا تھا کہ سئے جائین کفن دوز کے ہات   شہ نے پہنے تو کہا موت نے کر تسلیمات

بقدرت خلعت شاہانہ مبارک باشد

بکفت جود کریمانہ مبارک باشد

پاس دلہن کے بٹھایا تھا اُسے لاکے جہان   دیکھ کر خصلت دوران نے بتزئین ومکان
یون لگی کہنے کہ اٹھ جلد ہو تو بیٹھنہ یہان   عیش دایم کے لئے تیری جگہہ دو نمین نشان

حجلہ ات گور غریبانہ مبارک باشد

تا قیامت بتو این خانہ مبارک باشد

تیری نوبات کا ای لاڈلے کھیلی چنا   دیکھ دیکھ اور بنی کے تین سُسر کا دھنا
دم بدم غم کے انگارون پہ جگر کا بھنا   تس پہ ہر ایک کے منہہ سے یہہ شہانی مننا

خو گر تو خلق حلم و حیا سے اگر نہو | اور ہو نہ یہی نگاہ جو اعمال عاصیان
تجھ آتش غضب سے ہزارے کے سامنے | بادوت کا ہی تو وہ زمین اور آسمان
کھنچا قضا نے تسمہ ٔ سنگ فشان کہ جب | شمشیر تری چرخ چڑہی بہر دشمنان
اسکی برش کرے ملک الموت جب خیال | بے اختیار ہو کے پکارے کہ الامان
شمشیر تو یہہ کچھ ہی کہ جسکو کیا مین عرض | گلگون تیرا سو ہی بہ جمال ہری و شان
رکھتا ہی یہہ قدم کہ نہ پہنچے رکاب تک | باد بہار ہو سے کو تا آمد خزان
بطلان تبھی ہو آگے سے حق کے فنا کہ جب | وہ تیغ ہو یہہ اسپ ہو اور تجھ سا ہو جوان
چن چن کے سنگ ریزے ترے جلوہ گاہ کے | طایر ہین جتنے سدرہ نشین عرش آشیان
وان کر کے فرش آنکھونکو اپنی دو منتظر | تیرے قدم کے رہتے ہین یا صاحب الزمان
سودا بجز سوعا کے تری کیا ثنا کرے | الکن ہی اس مقام مین جبرئیل کی زبان
یارب ترا ظہور شتابی ہو تا بہر | روشن ترے جمال سے ہو چشم مومنان

مرثیہ حضرت قاسم ابن حسن کا

کیا کرون شادی قاسم کا مین احوال رقم | واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جس دم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشے نے قدم | گاے تقدیر و قضا بنے بدھاوے باہم
قاسم مرگ جوانانہ مبارک باشد
جلوہ شمع بہ پروانہ مبارک باشد

ہوئی ہی بزم جہان کو الم افزا یہہ نشاط | دولہی ہم لوہو مین دیکھے ہین یہہ رنگین نہین رات
ای شہادت بصفا جام لیسے چل گھول نبات | جام شربت سے بھر اور کہکے یہہ دے انکے ہات
ساقی و شیشہ و پیمانہ مبارک باشد

تا دو جہان صلہ دے مجھے شاہ خسروان

ای وہ کہ کار جن و بشر تجھ سے ہی روان — تیری وہ ذات جس سے دو عالم ہو کامران
تجھ خاک پا سے فیض جو اکسیر کو نہو — مس کو طلا نکر سکین اُس سے مہوشان
شاہا علو مرتبہ تیرا جو کچھ کہ ہی — جز عالم الغیب بشر پر ہی وہ نہان
اپنی نگاہ و چشم کو قاصد جو کرکے وہم — بھیجوا ئے طول راہ کے کرنے کو امتحان
پائے نگہ مین اول منزل ہو آبلہ — پہنچے نہ وہان تلک ہی تری منزلت جہان
قربان ہین تمام ان کے ترے شاہ دین پناہ — جس عزت و شرف سے کہ تیرا ہی خاندان
جبریٔل کی جگہ وہ نہیں جس مقام مین — پشتین سے دیا ہی تجھے حق نے عز و شان
جو امر کارخانۂ ایزد مین ہو ترا — کیا تاب عقل کل جو کرے اس مین این و آن
ماقون کے واسطے ہو جس مرسلو نکا دل — نکلے جو تجھ قدم کی زیارت کو کاروان
اس مرتبے کا سرمہ ہی اُس کاروانکی گرد — جسکے لئے ہو چشم ملایک کی سرمہ دان
پہنچے فلک کو موج گہرا بر فیض سے — تیرے گرے جو قطرہ بدریاے بے کران
ہیبت سے تیرے عدل کی شاہا بزیر چرخ — خلقت کو اب زمانہ ہی اس امن کا مکان
اتا ہی جس گھری کہ تمازت پہ آفتاب — بال عقاب ہی سر گنجشک سائبان
نشو و نما بکوہ کرے جس طرح سے کاہ — سرکوب یون قوی پہ جہان مین ہی ناتوان
آتش کو آب سے بہہ ترے عہد مین ہی قدر — جون لعل آبداری سے قیمت مین ہو گران
سوزن ہو چاک دامن شعلے کے واسطے — وہ خار جسکو حفظ ترا ہو نگاہبان
اس وہم پر سبک کے جلایق مین گر ترا — ہووے نہ بار حلم تو ای شاہ انس و جان
ل بہم مرے یقین ہی کہ بحر محیط کا — لطمہ اولٹ دے موج کا کشتی خاک دان

زنہار ہمسری کا مری تو نکر خیال   ہوگا غریب مضحکہ نزدیک شاعران
ایسی نہیں بندھی ہی سخن کی مرے ہوا   کھانے کا جسکے زیر فلک دل کو ہو گمان
اسکو یقین تو جان کہ حیران ہی اب تلک   عیسی پہ ہے معالجۂ نفخ آسمان
منشی نہ فلک مری تحریر دیکھہ کر   سمجھے بغیر گر غلطی کا کرے گمان
پاوے مرے قلم سے وہ فی الفور یہہ جواب   چپ رہ کہ دون تجھے غلطی سے تری نشان
حک کردہ سطر ہی وہ ترے ہاتھہ کی لکھی   کہتے ہین جسکو اہل زمین نام کہکشان
دفتر سے فن شعر کے تجھکو ہی کیا خبر   تو جلد آسمان کا محرر حساب دان
روشن جہان ہی نظم طبیعی کی میری شمع   پروانہ وہان ہی طایر روح سخنوران
جون گل سر بہار کوئی جا کے سوے باغ   لاتا ہی بہر گوشۂ دستار دوستان
مضمون تازہ یون چمن فکر سے مجھے   پہنچاوے ہی ہمیشہ طبیعت کا باغبان
رنگینی سخن ہی مری اس قدر کہ گل   عاشق ہی میرے نظم بیان کا یہہ گلستان
موج نسیم گل کی جو زنجیر پا نہ ہو   شوق سخن مرا اسے لاوے کشان کشان
سعدی کی روح پاک کی خاطر ہی سیر گاہ   دیوان کا ہر ورق ہی مرے بہ ز بوستان
ہر سطر اسکی معنی رنگین سے شاخ گل   سمجھا کرے ہی بلبل طبع سخنوران
نام اپنے سے جو مرے کوئی شعر کو پڑھے   بولے فصاحت اسکا نہین یہہ لب و دہان
اسکا یہہ شعر ہی کہ قلم جسکے روز و شب   ایسے جناب کی ہی ثنا مین گہر فشان
جسکو جناب حق سے یہہ نسبت کہ جس طرح   نظم سخن مین لفظ و معانی ہین توامان
حاضر حرم مین دل کے وہ مانند ذات حق   غایب ز چشم خلق و لے ہی جہان تہان

مطلع لکھہ اور ای قلم اب لایق حضور

نہ نکلے کان سے قولا و تا ابد ہرگز | عجب نہیں ہی بغیر از طلائے دست افشار
شہا ہمیشہ ترے بندگان عالی کی | جناب مین یہی سودا رکھے ہی عرض چہار
چہار عرض سے اب عرض اولین ہی یہہ | کہ ہند بیچ پریشان نہو یہہ مشت غبار
صف نعال مین اپنی بلا کے دے جاگہہ | کہ نور مغفرت اُسکے لئے ہو شمع مزار
سوائے خاک در اپنی اسے تو یا مولا | دوم ہی یہہ کہ کسی در سے تو نہ دے سروکار
سوم ہی یہہ کہ سراپا ہی جوہر ذاتی | ولے ہمیشہ تہی دست ہی برنگ چنار
چہارم اینکہ ہمہ دوستان ہر دو جہان | قبول ہو وین بحق ائمۂ اطہار
زمین فلک پہ مہ و مہر جب تلک قایم | ہمیشہ دیکھے اسی طرح چشم لیل و نہار
موالیون کے قدم سے لگا رہے اقبال | جدا نہو سر اعدا سے چنگل ادبار

قصیدہ منقبت مین حضرت امام محمد مہدی علیہ الصلواۃ والسلام کے

منکر غلط سے کیون نہ حکیمون کی ہو زبان | جب شہرے سے مرے ہو ملا اس قدر جہان
ممکن نہیں کہ اب سخن یغر کو ملے | راہ اس قدر جو پہنچے وہ تا گوش سامعان
نام آوری کے واسطے حاسد نکر تلاش | جاگہہ کہ یکے نام کو اس عہد مین کہان
گویان کہے تو ریختہ ایران مین فارسی | چاہے جگہہ جو شہرے کو سو تو نہ یان نہ وان
عالم کے السنہ پہ مرا اسقدر ہی شعر | گویا ورق بیاض کا ہر منہہ مین ہی زبان
مین نے سنا کہ تجھکو مرے ایک شعر پر | در دیکا اپنے معنی کی ہی وہم مہربان
شاید باتفاق توارد ہو پر مجھے | لفظون کا اپنے غم کہ ہووے کہ پہ رایگان
گو زشت کو بنھا و کسی رنگ کا لباس | خو بو نمین اُسکو جا نہیں جز پہلوے بدان
ازراہ دوستی مین کہون تجھسے ایک بات | طبع شریف پر جو نہ آوے ترے گران

نہیں ستارے ہیں یہ بالکہ لوٹتا ہی اب — اسی حسد سے انگارون پہ چرخ لیل و نہار

کرے ہی فرش اسکے اپنی جبہہ پر صندل — گرا اسکے فرش کا جاروب سے اُٹھے ہی غبار

کمیت خامہ نے اب اُسکے وصف گاگون مین — کیا ہی صفحۂ کاغذ کو تختۂ گلزار

چمن مین ضبع کے جسکی سبکروی آگے — کبھو نہ ایک قدم چل سکے نسیم بہار

غرض وہ گرم عنا ہوکے جب چمکتا ہی — نہین پہنچتی ہی برق اُسکے گرد کو زنہار

بیان جلدی کا اُسکی کہان تارک مین کرون — مالک کو جسکی سواری کا عزم ہی دشوار

چڑھا براق کے راکب نے دوش پر اپنے — سکھائے جسکو سواری وہی ہو اُسپہ سوار

امیدوار ہون غیبت سے اب بابا مجھکو — حضور یا خلف الصدق حیدر کرار

کہے ہی اشہد ان لا الہ الا اللہ — عدم مین کفر سدا یاد کر تری تلوار

تری کمان کے آگے سے اب عدو تیرا — کبھو نہ بھاگ سکے روز نبرد ہوکے فرار

جہان نہ پہنچے ہی تیرے خیال کا پیکان — گرے ہی وہان سے گزر تیرے تیر کا سوفار

ترے دیار کے چیونٹی کے زور سے شاہا — کہان زبان کو ہی طاقت جو کیجیئے گفتار

امور سلطنت اُسکے بغیر مرضی کے — جو ہووین لاکھ سلیمان نکر سکین زنہار

نمط حباب کے قالب تہی کرین دریا — گرے جو ان پہ تری آتش غضب سے شرار

بیان حلم کا تیرے مین کیا کرون ہیہات — تو ہی گواہ ہی جو مجھ پہ ہو چکا ہموار

کرین ہین نہ ورق آسمان کو تا ہی — سہا اگر تیری بخشش کا کیجیئے طومار

گہر نہ ہو جو ترے ابر فیض کے آگے — کوسے نہ گر عرق انفعال ابر بہار

بھرا جو بس شکم حرص جود نے تیری — نہین ہی اسکنین درد اشتہائے قرار

نگاہ فیض تری کیمیا اثر اتنی — اگر وہ ہو کرۂ خاک کی طرف اکبار

تری تو ذات پہ روشن ہی جزو و کل کا حال   بھلائی ہو وے مین رکھے ہی جتو انکا وقار
غرض کہ دیکھہ کے اس جا کے مرتبے کتئین   لگا زمین سے کرنے فلک یہہ استفسار
خبر دے اسکی مجھے ای زمین کہ تجھہ مین سے   ہوا ہی کسلئے اس خاک کو یہہ عز و وقار
دیا جواب زمین نے کہ ای فلک ہیہات   نہ پوچھو مجھہ سے تناسب اسے تو دیگر بار
نہین ہی خاک وہ ہی آب روئی آبحیات   نہین وہ خاک ہی کحل الجواہر ابصار
اگر نہ چشم کواکب کو پہنچے اسمین سے   نکر سکے شب تاریک بیچ تو رفتار
مجھے ہی نسبت اب اُس خاکسے کہان جسمین   ابوتراب کے فرزند نے کیا ہو قرار
امام مشرق و مغرب شہ زمین و زمن   رموز دان خدا در لجۂ اسرار
وہ امام کہ جز خاک در سوا جسکے   قبول ہو نہ کبھو سجدۂ نماز گذار
اگر نہو قلم صنع ہاتھہ مین اُسکے   تو لوح دفتر قدرت مین فرد ہو بیکار
مہندسان قضا اپنے ہندسون سے اگر   سوائے مشورت اُنکی جنھین لکھین نکتار
عجب نہین ہی کہ نکلے نہ تا دم محشر   زبان خامہ سے کچھ لفظ غیر استغفار
خدا نخواستہ دیوے چہار عنصر مین   گر اُسکی رائے بدلنا طبیعتون کا قرار
ابھی فنا کرے منفذ ہوا کا کرۂ خاک   نہ چھوڑے پانی کا قطرہ جہانمین ایک شرار
گر اُسکا حکم اُٹھاوے جہان سے رشتۂ کفر   مجال کیا جو سلیمانی مین رہے زنار
یقین تو جان کہ میزان عدل مین اُسکے   ہوا ہی دانہ خردل برابر کہسار
اُسیکے عدل مین ہی یہہ کہ چیونٹیونکے حضور   مجال کیا ہی کہ دم مارے اژدر خونخوار
شکوہ خیمے کی تیرے بیان کرون لیکن   کہان خیال کو ہی پہنچنے کی وہان تک بار
کہ جسکی دیکھہ کے رفعت فلک ہی چکر مین   اسیکے بوجھہ سے ہی صفحۂ زمین کو قرار

جہان کی مرگ کو کہتا ہی خضر عمر ابد
خدا نصیب کرے مجھکو زندگی اکبار

جو کچھ کہ مجھسے سنے صدق سے تو باور کر
محمدی سے فرنگی ہو جو کرے انکار

خدا نخواستہ گر آسمان کی گردش سے
قضا طبیب بنے اور مسیح ہو بیمار

فلک سے اسکو ملایک لے آکے وہان ہووین
جب اس دیار کے جاروب کش سے منت دار

اگر وہ خاک دے اسکو شفا کی نیت سے
قضا قضا ہی کرے وہ جو تک کرے تکرار

زمین وہ نور سے اس مرتبہ ہی مالا مال
کہ جسکی رات کے آگے نہین ہی دن کو وقار

اسی ہی غمسے جہان مین ظہور کرتی ہی صبح
ہمیشہ پنجۂ خورشید اپنے جیب پہ مار

ہوا کے وصف مین اس جا کی گر لکھون مین غزل
مرا سخن بدسہ سر سبز تا بروز شمار

زبسکہ ہوا نے طراوت کو وان کیا ہی نثار
شرار سنگ مین ہی رشک دانہ ہاے انار

گر اسطرف سے ہو جاوے صبا یمن کی طرف
نہو سواے زمرد عقیق وان زنہار

جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش
ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لاوے بار

عجب نہین ہی کہ ہون اس ہوا سے دانہ سبز
اگر زمین پہ گرے ٹوٹ سبحۂ زوار

غرض مین کیا کہون یارو چمن مین قدرت کے
عجب ہی لطف کی اُس قطعۂ زمین کی بہار

یقین ہی دل کو اگر ساکنان جنت سے
جو کوئی سیر کرے اس دیار کا گلزار

زبس تماشے سے انکھونکو وان نہ سیری
پلک کو موندنا نرگس کی طرح ہو دشوار

انھونکی نظرون مین ہو گی بہشت کی کیا قدر
جنھین ہی مسکن و ماوا انکے واسطے وہ دیار

بہشت عرض کرین یون جناب اقدس مین
عجب نہین کہ اسی شرم سے بروز شمار

جو کربلا کے ہین ساکن انھون کو ہی یہہ امر
سواے عرش نہ کیجے کسیطرف کو گذار

جو گوش و ہوش نہ رکھتا ہی تو برابر ہی
صداے نغمۂ داؤد و نالۂ دل زار

تو سادہ لوحی سے ایدل جہانکہ ہیں کچھ فہم
کرے ہی راستی اپنی سے ہر زمان گفتار

ہیں حرف حق کو سنا ہی زبانئ منصور
کہ راست گو کو زمانے میں کھینچتے ہیں دار

عجب نہیں کہ ہی ابلیس اس سبب مخفی
کہ ہو جئیگا عبث مردم جہان سے دوچار

شب گذشتہ نپٹ درد دل سے ہو بیتاب
گذر گیا چمن فکر کی طرف ناچار

سنی ہیں ایک غزل بلبل طبیعت سے
کہ ڈالکے لخت گرے چشم سے ہزار ہزار

نہ پوچھہ مجھسے کدھر ہی خزان کہان ہی بہار
کہ بلبل قفسی کو ہی گل سے کیا سروکار

عجب نہیں ہی کہ باد سموم ہو جاوے
نسیم گر کرے اکدم ہمارے چمن میں گذار

نہیں ہی شادئی بے غم چمن میں دنیا کے
کہ چاک کرکے گریبان ہنسے ہی گل ای یار

کہان بہار کہان ساقی اور کہان ہی شراب
کہان مغنی و مطرب کدھر ہی ناخن و تار

فلک کے ہاتھ سے اتنی بھی وا رہی نرہی
کہ خوب روئیے دل کھول کر پکار پکار

شکستگی سے مجھے دل کی یون ہوا معلوم
فلک نے گوشۂ خاطر کو بھی کیا مسمار

پڑا پھرے ہی اسی فکر میں ہمہ اظالم
کسی طرح بھی کسی دل کو دیجئے آزار

رکھے ہی مجھہ سے خصوصا عداوت قلبی
خیال خام کو یون دل میں اپنے دیکے قرار

کہ خاک کرکے اسے ہند میں بناؤنگا
چراغ بتکدہ و خشت خانۂ خمار

کدھر خیال کو اب لیگیا ہی یہہ بے مغز
زبس پھرا ہی سر اسکا ہوا ہی کجرفتار

دکھائینگے اسے ہم مرد یون کرین ہیں عزم
مشیت ازلی بھی جو ہووے ہمسے برار

تو رو سیاہ کر اس ہند کا کوئی دن میں
اسی دیار کی گلیون کا ہو جئیگا غبار

جہانکی خاک کو ہی یہہ شرف عجب کیا ہی
کہ فخر عرش ہی گر ہووے اسکے قرب و جوار

تا ہو مے خانہ میں بادۂ گلگون مے خوار — ساتھ مطرب کے بجے بادف و نی چنگ و دہل

پھرے باغ میں ہر ایک روش پر سرخوش — راہ چلنے میں قدم مست کا تا چاہے پھسل

مہ کے پرتو سے ہو تا چاک گریبان کتان — گل خورشید سے تا عشق رکھے دانہ خال

قدر ہو عود کی تا مجمر و آتش سے فزود — لطف ہوتا رہے عالم میں بچوب صندل

تا مسمی رہے یہ نظم بہ باب التحفت — جب تلک اس سے بر آوے مرا امید و امل

نخل امید سے اپنے ہوں بر و مند محب — ہو محبت نہ تیری جنکو نہ وہ پاویں پھل

قصیدہ فی المنقبت جناب حضرت سید الشہدا

حضرت امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام

سوائے خاک نہ کچھ ہو نگا منت دستار — کہ سر نوشت لکھی ہی مری بخط غبار

چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم — اگر نہ دے مرے روزگار پر شب تار

کردن ہوں تیز میں دندان اشتہائے صبح — زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی نہار

عجب نہیں ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سے — زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی فرار

شراب خون جگر ہی مجھے گزک لب خشک — صدائے نالۂ دل ہی مجھے ترانۂ یار

رہی نہ شیشہ صحبت کے بیچ کیفیت — نت اتہہ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہوں خمار

زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب — شکست بن نہیں دیتا ہی ایک آن قرار

زبسکہ دل ہی مکدر مرا زمانے سے — بجائے اشک میں آنکھوں سے پونچھتا ہوں غبار

کہاں تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ — کہ جسکے بخت کی سوگند کھائے ہی ادبار

دلا تو اپنے غم دل کو نت غنیمت جان — بدل خوشی سے تو اس دور میں نکر تکرار

کسو سے یاں غم دل ہو نہ بے گیا دوران — کہ شادی مرگ کیا ہو نہ اسکو آخرکار

مجھکو کچھ عذر نہین اسمین ترا ہو نہین غلام ۔ بہل و تمیز سے تیری نہین سکتا مین نکل
مدعا اتنی غرایض کا مرے ہی یہہ غرض ۔ سرفرو ہو نہ مرا یہان بدر اہل دول
میری قسمت کے موافق تو معین کر دے ۔ اپنی سرکار سے اب ما یتحلل کا بدل
ہتھہ پھیلاے جا زیر فلک کسکے حضور ۔ دست ہمت نظر آتا ہی جہان کا بہ بغل
لیکن اس امر مین ہی حق بطرف خالقت کے ۔ کر کے جب دیدۂ قسمت سے سبھو نکا او جھل
جو ہر جود و کرم تھا سو ہر وز تقسیم ۔ لکھہ گیا ہووے ترے نام ہی منشئ ازل
طاقت طول سخن آگے بھی تنک سودا کو ۔ بخشش اى قوت بازوی نبیٔ مرسل
چاہتا ہی کرے آخر دعائیہ پر ۔ نظم تجھہ مدح کی بہتر ز کلام اول
تا ملے خلعت نوروز بہ بستان جہان ۔ پاوے تا نیر اعظم شرف از برج حمل
ہر گل پیدا کرے تا باغ مین ہر ایک نہال ۔ پھوٹے تا نامیہ سے شاخ شجر مین کونپل
خوشہ روئیدگی خاک سے تا پہنچے بہم ۔ مور مین تا کشش دانہ کا خرمن سے ہو بل
تا کرے سبزہ ہر خار گل اندام نمو ۔ تا پڑے سنبل پیچیدہ محبوب مین بل
تا رہے داغ دل سوختۂ عاشق کو ۔ پھولتا لالۂ خود رو رہے جب تک بہ جبل
بحر مین قطرۂ نیسان سے ہو جب تک گوہر ۔ گر کے تا وقت ترشح کے ہوا مین بادل
لب معشوق کو تا شہرہ وین شاعر بہ شفا ۔ چشم نرگس کتئین تا کرین نسبت بکحل
بوے گل مست کرے باغ مین تا بلبل کو ۔ تا کرے باد سحر عقدے کو غنچے کے حل
موج ہو آب کی تا سد کے پانون زنجیر ۔ جب تلک طوق رہے گردن قمری کا محل
تا لب جو پہ کرے خیمہ کو استاد حباب ۔ تا بچھاوے بروش سبزہ فروش مخمل
شاخ کے ہتھہ مین ہوتا بہ چمن ساغر گل ۔ گل کے جب تک رہے غنچے کی صراحی بہ بغل

اِس ستمگار سے جب زور مرا کچھ نہ چلا — تب مین لاچار کہی شکوہ مین اِسکے یہہ غزل

داد کو کس کی فلک پہنچے کہ از روز ازل — صبح جب نکلے ہی خورشید تو لیکر مشعل

سامنے اُسکے اُٹھے دست تظلم اُسکا — جوہر عقل مین جس شخص کے آجاے خلل

خود یہہ ظالم ہی تظلم یہ کرے کسکے نظر — دانہ فریاد کرو آسیا دالے ہی دل

راست کیشون سے کجی اتنی ہی اِس ملعون کو — کردیا سرو کو اُسنے نہ کبھو پھول نہ پھل

سات یہہ فتنے ہین کہتے ہین جسے سات طبق — ایک سے ایک بر آ ایک کے اک زیر بغل

مین یہہ دیکھا نہ کہ از نخل حیات انسان — بر لے آوے عمل اِسکا کبھو امید و امل

ہی کہین مہر و کہین کین جو اِسے عالم سے — ظلم اِسکا ہی عجب عقدۂ ما لا ینحل

اِس ستمگر کے تلون سے بعالم ہرگز — شادی و غم مین نہ دیکھا مین تفاوت اک پل

سینہ کوٹتے ہی نکلتے ہی وہ دروازے پر — گر کسی گھر مین کوئی جاکے بجاتا ہی دہل

حلقہ مارے یہہ وہ افعی ہی محیط عالم — زہر کا جسکے نہین ہی کوئی پا زہر بدل

فی الحقیقت ہین یہہ سب آبلہ اختر نہ سمجھہ — اِسکے اندام پہ مہتاب سے لے تا بزحل

زہر اپنے کو جو ہیبت سے تری یا حیدر — آپ پیتا ہی گیا ہی بدن اِسکا سب پھل

کرکے دریافت اِس احوال کو اب یا مولا — تجھسے یون عرض کرے ہی یہہ ترا عبد اقل

یہہ نکر مجھہ پہ گوارا کہ گزند اُسکے سے — ہند کی خاک مین اجزاے بدن جاوین گل

جلد پہنچا بزمین نجف اِس عاصی کو — کہ اِسے عمر ابد ہی جو وہان آے اجل

یہان معاش اپنی نہ سمجھون ہون نہ مین اپنی معاد — اخذ و جر مین ہون بد و نیک سے با مکر و دغل

تجھسے جز راستی کیا عرض کیا جاتا ہی — علم میرا ہی یہہ علم اور عمل ہی یہہ عمل

جوش میں آئے یہہ کیا معنی بخم لاسے شراب   چشمے سے میں یہہ وتر دون ہون نہ سکے آب آبل
رقص بیدخل کچھ اب روے زمین پر ہی نہیں   پایچھے لولئی فلک کے بھی نہ باجے منڈل
کیونکہ آواز مغنی ہو گلے سے باہر   شرم سے ساز کے ہو دیمن غنا ہی اوجھل
امر حق سے جو ملایک نے یہہ چاہا سو پہین   حلم کا بار ترے کوہ و فلک کو بہ ازل
عرض دونون نے کیا یون بجناب اقدس   بوجھہ اسمین ہی بہت ہم ہین گرفتار کسل
آخرش تجھکو ہی پایا متحمل اسکا   جب یہہ دیکھا کہ کسی سے نہیں سکتا ہی سنبھل
دشت ارزن مین جو سانکو ہی تجھسے نجات   کچھ ترے وصف سے نسبت نہیں رکھتا یہہ عمل
گر اسے کر کے بیان سمجھون ثنا کی مین نے   خلق سمجھے گی دماغ اسکا ہوا ہی مختل
جیسہ سا جو کوئی در کا اسد اللہ کے ہی   کلۂ شیر کو روبہ کے نہ سمجھے بشکل
محرم کنہہ جو تیرا ہو کرے تیری مدح   سو تو جز عالم خدا علم ہی سبکا مہمل
وصف تیرے کی ہی شایان زبان تیری ہی   سمجھے تو آپ کو یا تجھکو خداوند اجل
مدح اپنی نہ سمجھہ یہہ جو کہا مین اس سے   رتبہ تجھکو مدح کا اعلی ہی سخن یہہ اسفل
عرض احوال ہی اپنا ہی مجھے اس سے غرض   تا بآخر یہہ جو موزون مین کیا از اول
سو تو وہ کیا ہی رہا ہووے جو تجھسے مخفی   نہیں راز دو جہان تیری نظر کے اوجھل
سبکا احوال ترے پیش ضمیر روشن   ایک سے دونون ہین کیا ماضی و کیا مستقبل
پر کرون کیا مین کہ ہی آتھہ پہر دل میرا   گردش چرخ سے جون شیشۂ ساعت بیکل
نہ تو روزانہ مجھے اس سے خورش کا آرام   نہ میری چشم مین خواب اس سے شبانہ اکپل
کہی جاتی نہیں وہ مجھسے جو اس ظالم نے   کسطرح کی مری اوقات مین ڈالی ہلچل
لا بٹھایا مجھے کہر بار چھترا لشکر مین   اپنا ل بے چوب تلے اپنی بالغیر از پرتل

پاوہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاوے ۔ پر سکے پیچھے نہ اُسکے کوئی جز اُسکی کفل

جست و خیز اُسکا بیان کیجے اگر پیش حکیم ۔ اعتقادات حکیمانہ مین آ جاے خلل

قاش سے زین کے ذرہ جو اُچک جاے عنان ۔ مارے جون روے زمین پشت فلک کو وہ کھندل

میخ سے نعل کی اُسکے مین اگر دون تشبیہ ۔ کرے دورے کو تمام اپنے یہ کر آن زحل

اُسکی جلد یکا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ ۔ نسبت اُسکی فرس ایسا کہ جیسے کہیے اجل

توسن وہم کو دوڑ آے ساتھ اُسکے تو ہو ۔ بازگشت اُسکی تمام اُسکے لگام اول

خانۂ زین کب اُسکا ہی کم از بیت اللہ ۔ تجھسے مغنی کی نشست اُسمین ہو جب روز ازل

ہیبت عدل یہہ تیری ہی کہ ہر دشت مین شیر ۔ واسطے درد سر آہو کے گھسے ہی صندل

سامنے بز کے یہہ کیا دخل کہ نکلے آواز ۔ گرگ کے پوستکو منڈھواکے بجاوین جو دہل

مور و سانگ ہو شیشہ تو غضب سے کر وے ۔ کوہ کو ہر دو کف دست مین مل کر خردل

معدلت کیش تری ذات ہی ایسی شاہا ۔ آنچ سے آگ کی تنک خس مین جو آجاوے بل

گرد نار تجھہ آتش سے غضب کی جل کر ۔ چشم تولی فلک کے لئے ہووے کاجل

مرغ زرین فلک عہد مین تیرے شاید ۔ بوجھہ کر دانہ گیا ہی کسی اختر کو نگل

تار تار اُسکے جو یہہ بال و پر آتے ہین نظر ۔ باز قدرت نے ترے پنجہ سے ڈالا ہی مسل

ذکر و اذکار ترے حفظ کا گر آ جاوے ۔ کسی محفل مین بہ تقریب زبان پر اک پل

شعلۂ شمع کی گرمی سے یقین ہی دلبر ۔ شب سے تا صبح قیامت تلک موم پگھل

امر سے نہی کے تیرے بہ جہان پاشندہ دین ۔ کام پہنچا ہی مناہی کا بھی یہان تک بذلل

گو حیا سے بہ چمن غنچہ سر اپنا کیا دخل ۔ نسبت شکل صراحی سے اُٹھاوے اکپل

جب سے گل بولتے بلبل نے تمہاری کو سنا ۔ عشق گل تب سے دھوا کرتی ہی ولیسے مل مل

سر کے پیکان نہ قبضے سے کمان کے سر ہو … ہوا اشارہ جو تیرا تیر قضا کو کہ نہ چل
تک تری مرضی سے باہر جو کرے کام جہان … ہاتھہ سے کام زمانے کے وہین جاوے نکل
معنی علت غائی جو نہو تو اُن کا … خانۂ ہر دو جہان پھر ہون وہ بیت مہمل
سمائے مین دست کرم کے تیرے ہر صبح و مسا … دولت ہر دو جہان سے ہو غنی عبد اقل
وین دو دنیا کی ہی اشیا سے کہین وہ اعلا … ہووے جو شئی تری اشیا مین سبھون سے اسفل
جو گدا ہی یہ جہان تیرے گدائے در کا … اُسکے در کا وہ گدا کہئے جسے اہل دول
ایسی بخشش نہوئی تجھسے کہ جسکے بشمار … حد تعداد ہی جتنی نہوئی ہو فیصل
وصف تجھہ تیغ دو سر کا مین کہون کیا شہ دین … دل محبون کا جو میدان مین کرے ہی صیقل
اُسکے قبضے پہ ہو جو دست مبارک تیرا … نہ رہین دین محمد کے سوا اور ملل
کھینچ اُسے گر تو عدو پر کرے میرا نہین نہیب … استقامت کا زمانیکی قدم جاوے بچل
غرض مین سے دو طرف ہوکے لگے بہنے طول … پڑے دریا مین جو وہ تفرقہ پرواز اکل
جمع کب رہ سکین اعدا کے جو اس خمسہ … دیکھہ کر اُسکو علم ہاتھہ مین تیرے یک پل
توام اجزا جو موالید کے ہین یکدیگر … منجمد رہنے مین اُنکے وہین آجاوے خلل
نرم اور سخت مساوی ہی کسو پر آوے … خواہ بر روے قرو خواہ وہ بر پشت جبل
اُسکو آسیب نہین صورت شمشیر قضا … نہ جھڑے وہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اُسمین بل
زیر ران ہی جو تری رخش فلک سیر شہا … ہی وہ محبوب جسے کہئے نہایت اچپل
شکل کیا اُسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سے … دایرہ بیچ تصور کے نہین پڑتی ہی کل
اُسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے … زلف معشوق کا دیکھے سے نکل جاوے بل
ہر غہ و گام سے باہر ہی کچھہ اُسکی رفتار … ہی چھلاوے کی طرح چال مین اُسکی چھل بل

اور میرا سخن آفاق میں تا یوم قیام ۔ رہیگا سبز بہر مجمع و ہر ایک و نگال
تا ابد طرز سخن کی ہی مرے رنگینی ۔ جلوہ رنگ چمن جائیگا ایک آن میں ڈھل
نام تلخی نہیں مجھہ نطق میں جز شیرینی ۔ ایک طرف نار گلستان میں ہی یکسو حنظل
ہیں برومند سخن ور مرے ہر مصرع سے ۔ مصرع سرو سے پایا ہی کسو نے بھی پھل
ہو جہان کے شعرا کا مرے آگے سر سبز ۔ نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل
ہی مجھے فیض سخن اُسکی ہی مداحی کا ۔ ذات ہر جسکی مبرا ہین کنہ عز و جل
مہر سینے جسکے منور رہے دل جون خورشید ۔ روسیہ کینے سے جسکے رہے مانند زحل
بغض جسکا کرے جون نور سہا نکو ضعیف ۔ مور کو جب سے ملے جسکی پاؤن کا سنابل
جائے رحلت بہ نبی جسکو ندی اعزاز عرش ۔ فرش گلزار زمین حق نے سمجھہ مستعمل
شیر یزدان شہ مردان علی عالی قدر ۔ وصی ختم رسل اور امام اول
خاک نعلین کی جسکی مدد طالع سے ۔ پہنچے اُس شخص کو جو شخص ہوا اعمائے ازل
وہ نظر آئے اُسے دہر کی بینائی سے ۔ رہ گیا اور رہیگا جو ابد تک او جھل
مدح غایب سے کہاں اُسکے نہ مداح کا دل ۔ رو برو مطلع ثانی سے یہہ ہو عقدہ حل

دید تیری بدوئی حق سے نگہہ کا ہی خلل ۔ ایک شی دو نظر آتی ہی بہ چشم احول
تیری قدرت بہ جہان قدرت حق کی خاطر ۔ خلق کے وہم غلط کار میں ٹھہری ہی مثل
مرضی حق تیری مرضی سے ہی جون جوہر فرد ۔ اِس یقین میں نہ گمان کر سکے زنہار خلل
علم تیرا نہیں کچھہ علم خدا سے باہر ۔ ہی عمل بھی وہی تیرا جو خدا کا ہی عمل
رائے تیری کے موافق جو نہ لکھے نسخہ ۔ کرے تاثیر نہ عیسیٰ کا مداوا بکسل

دست گل خوردہ و شاخ گل گلزار بہم   بجہان نشو و نما کونے مین ہین ضرب مثال

غنچے پر کچھ نہیں موقوف عجب فصل ہی یہہ   گل بہم پہنچے ہی عقدہ ہو کسطرح کا حل

آوے سہ انکے نظر لاکھہ طرح کا وہ گل   ان گلون چھت جو نگاہہ کے ہین سراسمین

یاسمن رنگ جو رکھتی ہی خزانسے مانا   چاہتی ہی بسماجت کرے سبزہ لیے بدل

چشم نرگسکی بصارت کے زبس ہی درپی   غنچۂ لالہ تے سر سے بھری ہی کجل

اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح   چشم سیارہ گلستان سے جھپکتی نہین پل

آیئو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی   خط گلزار کے صفحے پہ طلائی جدول

سایۂ برگ ہی اس لطف سے ہراک گلپر   ساغر لعل مین جون کیجے زمرد کو حل

سنگ نے رتبۂ آئینہ کیا ہی پیدا   تیغ کہسار ہوئی بسکہ ہوا سے صیقل

برگ برگ چمن ایسی ہی صفا رکھتا ہی   گلکو دیکھو تو نگاہہ جارہے سنبل پہ پھسل

لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم   پاؤن رکھتی ہی صبا صحن مین گاشتگے سنبھل

اتنی ہی کثرت لغزش بزمین ہر باغ   جو ثمر شاخ سے اترا سو گرا سر کے بہل

فیض تاثیر ہوا یہہ ہی کہ اب حنظل سے   شہد ٹپکے جو لگے نشتر زنبور عسل

دانہ جس شور زمین پر نہ پہلا دہقان سے   سبزہ وہان دانۂ شبنم سے ہوا ہی جنگل

کشت کرنے مین ہراک تخم سے از فیض ہوا   گرتے گرتے بزمین برگ و بر آتا ہی نکل

سبز خام اندنون آتا ہی نظر ہر گلرو   خواہ ہو شیخ پسر خواہ وہ فرزند مغل

جوہر کو چمنستان جہان مین اس فصل   آگیا لعل و زمرد کے پرکھنے مین خلل

تاکجا شرح کرون مین کہ بقول عرفی   اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

نسبت اس فصل کو ہرگیا ہی سخن سے میرے   ہی فضا اسکی تو دو چار ہی دنیا مین قیصل

حدیث من رآنی دال ہی اِس گفت گو اوپر — کہ دیکھا جنے اُسکو دیکھی اُسے شکل یزدانی
غرض مشکل ہمین ہوتی جو پیدا کرے ایسیکو — خدا اگر یہہ نفر ماتا نہین میرا کوئی ثانی
بس آگے مت چل ای سودا ہین دیکھا فہم کو تیرے — کر استغفار اب اِس منہہ سے ایسے کی ثنا خوانی

قصیدہ منقبت مین اسد اللہ الغالب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کی

اُٹھہ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل — تیغ اُردی نے کیا ملک خزان مستاصل
سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک — دیکھہ کر باغ جہان مین کرم عز و جل
قوت نامیہ لیتی ہی نباتات کی عرض — ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ — آبجو قطع لگی کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہی گل نو رستہ کی رنگ آمیزی — پوشش چھینٹ قلم کار بہر دشت و جبل
عکس گلشن یہہ زمین پر ہی کہ جسکے آگے — کارنقاشی مانی ہی دوم وہ اول
تار بارش مین پروتے ہین گہرہاے تگرگ — ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل
بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے — لوٹتے ہی سبزے پراز بسکہ ہوا ہی بیکل
جوش روئیدگی خاک سے اب دور نہین — شاخ مین گاو زمین کی بھی جو پھوٹے کونپل
شاخ مین گل کی نزاکت یہہ بہم پہنچی ہی — شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل
دم عیسی سے فزون فیض ہوا ہی یہان تک — وین مین قسم جمادات سے شاید ہو خلل
ڈر رہتا ہی مجھے یہہ کہ زبان سے اپنی — کہین دعوی خدائی نکرین لات و ہبل
حد ایام کے پیش از مدد نامیہ سے — بچۂ مرغ چمن تخم سے آتا ہی نکل
سبز ہوتا ہی فصیحی کے سخن پر ہر بار — جو زبان سے سخن اب طوطی کی آتا ہی نکل

رسے دین محمد پہیرو یہین اُسکی جو ہووین
رسے خاک قدم سے اُنکی چشم عرش نورانی

ملک سجدہ نکرتے آدم خاکی کو گر اُسکے
امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی

اُسیکو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا
مراد الفاظ سے معنی ہین تا آیات قرآنی

خیال خالق اُسکا گر شفیع کافران ہووے
رکہین بخشش کے سر منت یہودی اور نصرانی

زبان پر اُسکی گذرے حرف جس جاگہہ شفاعت کا
کرین وہان ناز آمرزش پہ ہر یک فاسق و زانی

کہا جب سے قدم مسند پہ آ اُسنے شریعت کی
کرے ہی موج بحر معدلت تب سے یہہ طغیانی

گر نقصان پر خس کے شرر کا تنک ارادہ ہو
گریکو آگ کے وو ہین کرے غرق آنکر پانی

موافق گر نکر تا عدل اُسکا آب و آتش کو
تو کوئی سنگ سے بنتی بہی شاکل لعل رمانی

یہہ کیا انصاف ہی یارو کہ وحش و طیر تک جگہہ مین
اِس امن و عیش سے اپنی بسر اوقات لیجانی

ہے ہی آشیا نمین باز کے بچہ کبوتر کا
شبان نے گرگ کو گلے کی سونپی ہی نگہبانی

یا آسما ہی پر داز ملخ اوج سعادت پر
کرے ہی مور چڑھہ کر سینۂ د ہر سلیمانی

عَلے ہی غنچۂ گل باغ مین خاطر سے بلبل کی
جواب اوراق جمعیت کو ہوتی ہی پریشانی

جہان انصاف سے ہر گاہ اب معمور ہی اتنا
تو اُسکے آگے ہو گی عدل کی کیا کچھ فراوانی

ہزار افسوس ای دل ہم نہ تھے اُسوقت دنیا مین
وگرنہ کرتے یہہ آنکھین جمال اُسکے سے نورانی

نہونے سے جدا مارے کے اُس قامت سے ہی پیدا
قیامت ہوئیگا دل چسپ وہ محبوب سبحانی

بجے یہہ صورت و سیرت کرامت جسکے کی ہووے
بجا ہی گر کہین ایسے کتین ہم یوسف ثانی

معاذ اللہ یہہ کیسا حرف بیموقع ہوا سر زد
جو اُسکو پھر کہو نمین تو ہون مردود مسلمانی

کہ عہد اب فہم ناقص لے گیا مجھکو نہ یہہ سمجھا
کہ وہ مہر الوہیت ہی اور یہہ ماہ کنعانی

جو صورت اُسکی ہی لاریب ہی وہ صورت ایزد
جو معنی اُسکمین ہین بے شک وہ ہین معنی ربانی

وقر جان ارباب ہنر کو بے لباسی مین — کہ ہو جو تیغ پر جوہر اُسے عزت ہی عریانی
رنگ کو رہ خاموش حرف ناسزا سنکر — کہ تا بدگو صدائے غیب سے کھینچے پشیمانی
ہے روشن ہی برنگ شمع ربط باد و آتش سے — موافق گر نہووے دوست ہی وہ دشمن جانی
نہین غیر از ہوا کوئی ترقی بخش آتش کا — نفس جبتک ہی داغ دل لیے فرصت کیونکہ ہو پانی
کرے ہی دہر زینت ظالمون پر تیرہ روزیکو — کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہی صفاہانی
طلوع مہر ہو پامال حسرت آسمان اوپر — لکھون گر یہہ غزل کہہ اِس زمین مین مطلع ثانی

عجب نادان ہیٔن وہ جنکو ہی عجب تاج سلطانی — فلک بال ہما کو پلہین سونپے ہی مگس رانی
نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا — کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی
ہماری آہ تیرا دل نہ نرماوے تو یا قسمت — وگرنہ دیکھہ آئینہ کہ پتھر ہو گئے پانی
تری زلفون سے اپنی روسیاہی کہہ نہین سکتا — کہ ہی جمعیت خاطر مجھے اُنکی پریشانی
جنونکی ہاتھہ سے سر تا قدم کاہیدہ اتنا ہون — کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہیٔن مژگانی
زمانے سے نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران ہون — گرہ غنچونکی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی
نہ کبھی جگمین رسم دوستی اندوہ روزی نے — مگر زانو سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی
سیہ بختی مین ای سودا نہین طول سخن لازم — نمط خامے کی سر کٹوائیگی ایسی زبان دانی
سمجھہ ای ناقبات فہم کب تک یہہ بیان ہوگا — ادائے چین پیشانی و وصف زلف طولانی
عزا کے واسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبانکے — نہین ہی اُنسے ہرگز فایدہ غیر از پشیمانی
نظر رکھنے سے تا صال اُنکی چشم و زلف کے اوپر — مگر بیمار ہووے صحت پا کھینچے پریشانی
دنال اِس کفر کو دلسے کہ اب وہ وقت آیا ہی — برہمن کو صنم کرتا ہی تکلیف مسلمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ نعت میں حضرت سید المرسلین و خاتم
النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ہی

ہوا جب کفر ثابت ہی وہ تمغاے مسلمانی — نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی
ہنر پیدا کر اول ترک کیجو تب لباس اپنا — نہو جوں تیغ بے جوہر و گرنہ ننگ عریانی
فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہووے — حصول جمع سے غنچے کو آخر ہو پریشانی
خوش آمد کب کریں عالی طبیعت اہل دولتکی — نجھاڑے آستیں کہکشاں شاہونکی پیشانی
عروج دست ہمت کو نہیں کچھ قدر بیش و کم — سدا خورشید کی جاپر مساوی ہی زرافشانی
کرے ہی کلفت ایام ضایع قدر مردونکی — ہوئی جب تیغ زنگ آلود کب جاتی ہی پہچانی
اکیلا ہوکے رہ دنیا میں گر چاہے بہت جینا — ہوئی ہی فیض تنہائی سے عمر خضر طولانی
اذیت وصل میں دونی جدائی سے ہی عاشق کو — بہت رہتا ہی نالاں فصل گلمیں مرغ بستانی


LIBRARY
JAN 6 1969
UNIVERSITY OF TORONTO

Sodgeslambe 1848

INTIKABI COOLIYAT SOUDA.

PUBLISHED UNDER THE PATRONAGE OF GOVERNMENT

AT THE

RECOMMENDATION OF MAJOR G. T. MARSHALL,
Secretary, College of Fort William.

BY MOULOOWE GOLAM HYDER,
Hindee Sheristadar, College of Fort William,
Editor of Gunjekhoobee (Oordu translation of Ukhlaqoolmohsunee,) Ukhwanoossafa (Arabic and Oordu,) Oordu Shahnama, and Goolebukawallee.

SECOND EDITION, Oordu text,

REVISED WITH THE ADDITION OF SOME NEW QUSEEDAHS AND GUZZALS
INTENDED TO SHEW VARIETY OF STYLE.

CALCUTTA:
PRINTED BY MEERATOOL AKHBAR.
1847.

To be had at the College of Fort William.